حقوقِ انسانیت

اسلام کی نظر میں

تالیف
ابو الفداء حافظ راشد علی محمدی

نظرثانی
ابو الحسن عرفان الحسن محمدی

ظلم وستم اور بغض وعداوت کی آگ میں سلگتے انسانی معاشرے کے زخموں
پر قرآنِ کریم اور صحیح احادیث کے نسخے کے مطابق شافی مرہم

اسلام میں

حقوق انسانی

تالیف

ابو الغداء حافظ راشد علی محمدی حفظہ اللہ

تخریج وتحقیق

حافظ ابو یحییٰ نورپوری حفظہ اللہ

نظرِ ثانی

ابوالحسن عرفان الحسن محمدی حفظہ اللہ

ناشر

تحفظ اسلام پبلی کیشنز ڈسکہ (سیالکوٹ)

0301-6616582

اہتمام سید ذوالفقار علی شاہ
03224298311

نام کتاب........حقوق انسانی

تالیف........ابو الفداء حافظ راشد علی محمدی حفظہ اللہ

نظرِ ثانی........ابو الحسن عرفان الحسن محمدی حفظہ اللہ

ناشر........تحفظ اسلام پبلی کیشنز ڈسکہ (ستراہ)
0301-6616582

قیمت........300 روپے

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان
0321-4275767, 0300-4516709
subheraoshan@yahoo.com

فہرست

❁❁❁

حقوق والدین

❁❁❁

حقوق اولاد

بیٹیوں کے حقوق

یتیموں کے حقوق

رشتہ داروں کے حقوق

ہمسایوں کے حقوق

❁❁❁

خاوند کے حقوق

❁❁❁

بیوی کے حقوق

❁❁❁

اسلام میں خواتین کے حقوق

❁❁❁

فقراو مساکین کے حقوق

❁❁❁

مہمانوں کے حقوق

❁❁❁

علماء کے حقوق کا بیان

❁❁❁

حقوق غلام و کنیز اور رفیق کار کے حقوق

❁❁❁

حکمران اور رعایا کے حقوق

حقوقِ العباد کی تکمیل کیلئے سنہرے اُصول

حقوق العباد کی تکمیل میں حائل رکاوٹیں

❁❁❁

تقدیم

تمام انسان اولادِ آدم ہونے کے ناطے ایک کنبے کی مانند ہیں، پھر انسان ''انس'' سے مشتق ہے ، یعنی مانوسیّت اس کے لیے ضروری ، لابدّی اور حتمی امر ہے ، اسی لیے وہ معاشرتی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے اور معاشرتی زندگی کی گاڑی دو پہیّوں، یعنی حقوق اور فرائض پر چلتی ہے ، ایک کے حقوق دوسرے کے فرائض اور دوسرے کے حقوق پہلے کے فرائض ہیں، لہٰذا حقوق و فرائض کی رعایت کرنا معاشرتی زندگی کا ایسا تانا بانا ہے، جس سے نجات اور خلاصی پانا دنیا کے کسی انسان کے لیے نہ آج تک ممکن ہوا ہے ، نہ تا قیامت ممکن ہو ہی سکے گا، یہ اور بات ہے کہ آغاز سے ہی کچھ افراد ان حقوق کی ادائیگی میں افراط و تفریط سے کام لیتے رہے ہیں اور ان کا یہ عمل زندگی کے معاشرتی شعبے میں سخت بگاڑ کا سبب بنتا چلا آیا ہے۔

یہ تو ہوئی انسانوں کے آپس کے حقوق کی بات ، جو اس کتاب کا موضوعِ سخن ہے ، ورنہ سب سے پہلے تو وہ حق تذکرے کا حق دار ہے جو خالق کا مخلوق کے ذمہ ہے، یعنی توحید ،سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم : یا معاذ ! أتدری ما حقّ اللّٰه علی العباد ؟ قال : اللّٰه ورسوله أعلم ، قال : أن یعبدوه ولا یشرکوا به شیئا ، أتدری ما حقّهم علیه ؟ قال : اللّٰه ورسوله أعلم ، قال : أن لّا یعذّبهم.

''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، اے معاذ! کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ عرض کی، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا (اللہ تعالیٰ کا حق اپنے بندوں کے ذمہ یہ ہے) کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، کیا تو جانتا ہے کہ بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ عرض کی، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا، (اگر بندے توحید پر کاربند ہو جائیں تو ان کا حق اللہ پر یہ ہے) کہ وہ ان کو عذاب نہ دے۔''

(صحیح بخاری: ۷۳۷۳، صحیح مسلم: ۳۰)

لیکن مصنف بھائی نے چونکہ اس حق کے بارے میں ایک الگ کتاب ترتیب دے رکھی ہے جو ان شاء اللہ عنقریب منصۂ شہود پر آنے والی ہے، اس لیے اس کتاب میں صرف حقوق العباد پر بحث کی جائے گی۔

''حقوق'' حق کی اور ''عباد'' عبد کی جمع ہے، یعنی حقوق العباد سے مراد بندوں کے وہ حقوق ہیں جو دوسرے بندے کے ذمہ ہیں، اسلام میں حقوق العباد کی ادائیگی پر بہت زور دیا گیا ہے، حتی کہ ایک آدمی اگر حقوق اللہ کی ادائیگی میں بہت انہماک رکھتا ہے، لیکن حقوق العباد کے سلسلے میں کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ بھی اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک اس کوتاہی کی تلافی نہ کر لے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

يُغفر للشّهيد كلّ ذنب الّا الدَّين.

''شہید کا ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے، سوائے قرض کے۔''

(صحیح مسلم: ۱۸۸۶/۱۱۹)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

القتل في سبيل الله يكفّر كلّ شيىء الّا الدّين.

”اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت ہر گناہ کا کفارہ بن جاتی ہے، سوائے قرض کے۔“

(صحیح مسلم : ۱۸۸۶/۱۲۰)

قرض چونکہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے، لہٰذا شہادت جیسا عظیم عمل بھی اس حق کی معافی کا سبب نہیں بن سکا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

جاء رجل یا رسول اللّٰہ ! انّ فلانة یذکر من کثرة صلاتها وصیامها وصدقتها ، غیر أنّها تؤذی جیرانها بلسانها ، قال : هی فی النّار ، قال : یا رسول اللّٰہ ! فانّ فلانة یذکر من قلّة صیامها وصدقتها وصلاتها ، وأنّها تصدّق بالأثوار من الأقط ، ولا تؤذی جیرانها بلسانها ، قال : هی فی الجنّة .

”ایک آدمی آکر عرض کناں ہوا ، اے اللہ کے رسول ! فلاں عورت کی نماز ، روزے اور صدقہ و خیرات کا زیادہ ہونا بیان کیا جاتا ہے، لیکن یہ اپنی زبان کے ساتھ پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے، آپ نے فرمایا، وہ آگ میں جائے گی ، اس آدمی نے عرض کی ، اے اللہ کے رسول ! فلاں عورت کی نماز ، اس کے روزے اور اس کے صدقہ و خیرات کا کم ہونا، وہ پنیر کا ایک آدھ ٹکڑا صدقہ کرتی ہے، لیکن وہ عورت اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے تنگ نہیں رکھتی ، فرمایا، وہ میں ہوگی۔“

(مسند الامام احمد : ۲/ ۴۴۰، وسندهٗ صحیح وصححه ابن حبان : ۵۷۶۴، والحاکم : ۱۸۳/۴)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اگر حقوق العباد ادا نہ کیے گئے تو نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ اس سے کفایت نہیں کریں گے، بلکہ حقوق العباد میں کوتاہی ادا کیے گئے حقوق اللہ میں بھی فساد کا سبب بن جاتی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

انّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم قال : أتدرون ما المفلس ؟ قالوا : المفلس فینا من لا درهم له ولا متاع ، فقال : انّ المفلس من أمّتی من یأتی یوم القیامة بصلاة وصیام وزکاة ، ویأتی قد شتم هذا ، وقذف هذا ، وأکل مال هذا ، وسفک دم هذا ، وضرب هذا ، فیعطی هذا من حسناته ، وهذا من حسناته ، فان فنیت حسناته قبل أن یقضی ما علیه ، أخذ من خطایاهم ، فطرحت علیه ، ثمّ طرح فی النّار .

''رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ، کیا تم جانتے ہو کہ مُفلِس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کی ، ہم میں تو مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس نہ روپیہ پیسہ ہو اور نہ سامانِ تجارت وغیرہ ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، درحقیقت میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز ، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا ، لیکن اس طرح آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی ، کسی پر تہمت لگائی ہوگی ، کسی کا مال کھایا ہوگا ، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا ، اس کی نیکیاں اسے بھی دے دی جائیں گی اور اسے بھی ، اگر اس کی نیکیاں حقوق کی ادائیگی سے پہلے ختم ہو گئیں تو حق لینے والوں کی برائیاں اس پر ڈال کر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

(صحیح مسلم : ۲۵۸۱)

اس انداز سے حقوق العباد کو جمع کرنا مصنف کی ایک قابل قدر کاوش ہے کہ پہلے اس کی مثال موجود نہیں ، مثلاً صرف ''صحیح'' یا ''حسن'' احادیث سے استدلال ہی ان کا ایسا طرۂ امتیاز ہے جو اس موضوع پر تو شاید آج تک کسی نے حاصل نہیں کیا ۔ پھر طوالت سے دامن بچا کر مصنف نے صرف قرآنی آیات اور صحیح و حسن احادیث کو ہی کتاب کا اصل ماخذ بنایا ہے ، یعنی جامعیت کے ساتھ ساتھ اختصار بھی اس کتاب کی ایک زبردست خوبی ہے ، اللہ تعالیٰ مصنف بھائی کے جذبہ حب الاسلامی اور اسکی تعلیمی و تصنیفی خدمات کو شرف قبولیت سے

نوازے، اور نیک تمناؤں کو دن دوگنی رات چگنی ترقی عطا کرے۔

آمین

حافظ ابو یحییٰ نورپوری
نائب مدیر ماہنامہ السنہ
ریسرچ سکالر سیرت انسائیکلوپیڈیا دارالسلام لاہور

حقوقِ صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و تعظیم میں یہ بھی ہے کہ ان کی عزت و توقیر اور ان کے حقوق کی نگہداشت، ان کی پیروی، اور انکی خوبیاں بیان کی جائیں، اور تمام کے لئے اللہ تعالیٰ سے درجات کی بلندی کی دعا کی جائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی تنازعات کو ہوا دینے کی بجائے ان تنازعات سے اعراض کیا جائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دوستوں سے دوستی اور ان عظیم نفوس قدسیہ کے دشمنوں سے دشمنی اختیار کی جائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والوں سے قطع تعلقی کی جائے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان عظیم جانثاروں کی مدح ثنائی کے ساتھ ساتھ' انکی قدرومنزلت' اور خدمات کو عامۃ الناس تک احسن و منظم انداز میں پھیلایا جائے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقانِ حمید میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف بیان کئے ہیں:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾

(۴۸/فتح:۲۹)

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) تو انکو دیکھتا ہے کہ (خدا کے آگے) جھکے ہوئے سربسجود ہیں اور اللہ کا فضل اور اسکی خوشنودی طلب کررہے ہیں

(کثرت) سجود کے اثر سے انکی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں انکے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں (وہ) یا تو ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اسکو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جلائے جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے اللہ نے گناہوں کی بخشش اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہے۔"

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا﴾

(٤٨/فتح:١٠)

"جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے پھر جو عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے اور جو اس بات کو جس کا اس نے اللہ سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا۔"

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ اَوْ اَبْنَآءَ هُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ط رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

(٥٨/المجادله:٢٢)

"اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا انکے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں یہی لوگ ہیں جن

کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی اور یہ اللہ سے خوش ہیں' یہ خدائی لشکر ہے آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔''

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ، جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ﴾ (۹۸/البینہ :۷۔۸)

''بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے یہ لوگ بہترین خلائق والے ہیں انکا بدلہ انکے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے' اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہے گا اور یہ اس سے یہ ہے اس کے لیے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔''

﴿لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

(۴۸/الفتح:۱۸)

''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہوگیا جب کہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے انکے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کرلیا اور ان پر اطمینان نازل فرمائے اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔''

﴿اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (۲/البقرہ:۵)

''یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((خَيْرُ أُمَّتِیْ الْقَرْنُ الَّذِیْ بُعِثْتُ فِيْهِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ [ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ] وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَذَکَرَ الثَّالِثَ اَمْ لَا ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّوْنَ

السَّمَانَةَ،يَشْهَدُوْنَ قَبْلَ اَنْ يُّسْتَشْهَدُوْا))

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری امت کے بہترین افراد وہ ہیں'جن میں مجھے بھیجا گیا'پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے ،پھر وہ جوانکے بعد آئیں گے،اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے ذکر کیا تھا یا نہیں 'پھر ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو موٹاپے کو پسند کریں گے ،اور وہ شہادت دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔''

[صحیح مسلم(٢٥٣٤)'ابوداؤد الطیالسی(٢٥٥٠)'الصحیحة (١٨٣٩)و اللفظ له]

فوائد:

مندرجہ بالا روایت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین عظام'تابع تابعین رحمہم اللہ کی عظمت وفضیلت کا ذکر ہے یہ حدیث دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد والطیالسی (٣٢)'الصحیحة (١٣٣١) سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ [مسند احمد(٣٥٠/٥)] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے [مسلم(٢١٥)'ابو داؤد(٤٦٥٧)]سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ [بخاری (٢٦٥٢)میں مروی ہے ۔سیدنا علی بن ابوطالب'سیدنا انس بن مالک 'سیدنا ابوجحیفہ'سیدنا جابر بن عبداللہ'سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پہلوں اور پچھلوں میں سے جنت میں داخل ہونے والے عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں ۔''[ترمذی(٣٦٦٥'٣٦٦٤)'ابن حبان(٦٩٠٤)'طبرانی فی الاوسط(٤٤٢٨'٨٨٠٣)'السهمی فی تاریخ جرجان (٧٧)'الصحیحة(٨٢٤)]انصار کی عظمت کی بابت ارشادِ نبوی ﷺ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے اوران سے

بغض نفاق کی علامت ہے ۔[بخاري(۱۷)'مسلم(۷٤)]اہل بدر کی بابت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل آئے اور پوچھا آپ لوگ جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کو کیا سمجھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں سے افضل ترین! جبریل نے کہا اس جنگ میں جو فرشتے شریک ہوئے تھے وہ بھی اسی طرح افضل شمار کیے جاتے ہیں [الصحیحة (۲۰۲۸)'بخاری (۳۹۹۲)]اہل قریش کی عظمت وشان کے بابت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا''بے شک قریش امانت والے ہیں'جو آدمی ان کے عیوب کی ٹوہ میں پڑ جائے گا اللہ تعالیٰ اسے نتھنوں کے بل (اوندھے منہ) گرا دے گا۔''[الصحیحة (۱٦۸۸)'ابن عساکر فی التاریخ دمشق(۲۷۲/۱۱)]اہل یمن کی عظمت وشان میں آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا''یمنی لوگ انتہائی رحم دل اور نرم دل ہیں اور اطاعت وفرنبرداری کے ذریعے سب سے زیادہ فلاح یاب ہونے والے ہیں۔''

[مسنداحمد(۱٥٤/٤)]رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا''دلوں میں سختی وغلاظت اور کھڑ مزاجی مشرق میں اورایمان اہل حجاز میں ہے۔''[مسلم(٥۳)'احمد(۳۳٥/۳)'ابن حبان(۷۲۹٦)]مہاجرین کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا''مہاجرین کے لئے قیامت کے دن سونے کے منبر ہونگے'وہ ان پر بیٹھیں گے،اور ہرقسم کی گھبراہٹ سے محفوظ ہونگے۔''[الصحیحة(۳٥۸٤)' ابن حبان(۷۲٦۲)'حاکم(۷٦/٤)] آقا مکی مدنی ﷺ نے ارشاد فرمایا''عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر اس طرح فضیلت حاصل جس طرح ثرید کو تمام کھانوں پر۔''امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((من عاد لی ولیاً فقد اذنته بالحرب))

''جس شخص نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی،اس کے لئے میری طرف سے اعلان جنگ

ہے۔"

عَنْ ابِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :((لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ، فَوَالَّذِي نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا ؛ مَاأَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ))

"سیدنا ابو خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی آدمی اُحد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرے تو اس ایک مد (جو) یا آدھے مد کے برابر نہیں ہو سکتا (جو صحابہ نے خرچ کیا ہے) صحیح مسلم :(٢٥٤٠)

امام بغوی نے شرح السنہ' ابن خطیب نے تاریخ بغداد' امام اصفہانی حلیۃ الاولیاء اور امام طبرانی نے طبرانی کبیر میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے:

((من سب اصحابی ،فعلیه لعنه الله والملئكة والناس اجمعین))

"جس شخص نے میرے اصحاب کو گالیاں دیں اس پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم 'بلند مقام و مرتبہ کے حامل ہیں' وہ اتنے عظیم تھے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے دستور نازل فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ ان عظیم ہستیوں سے راضی ہے ،جن کے متعلق خود آقا مکی و مدنی ﷺ نے ارشاد فرمایا: بعد والے اگر اُحد پہاڑ کے برابر بھی مال اللہ کے راستے میں دیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے مٹھی بھر مال کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتے۔ یہ ایسے عظیم کہ جو ان کو حالت ایمان میں دیکھے وہ تابعی بن جائے۔

عَنْ أَبِي مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ : صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ ، ثُمَّ قُلْنَا : لَوِ انْتَظَرْنَا حَتّٰى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَاءَ ، فَانْتَظَرْنَاهُ ،فَخَرَجَ عَلَيْنَا ،فَقَالَ : ((مَا زِلْتُمْ هَاهُنَا)) .قُلْنَا : نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قُلْنَا نُصَلِّيْ مَعَكَ الْعِشَاءَ ، قَالَ : ((أَحْسَنْتُمْ .أَوْ أَصَبْتُمْ)) ثُمَّ

رَجَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ ، وَكَانَ كَثِيْرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ ،قَالَ : ((النُّجُوْمُ أَمَنَةٌ لِأَهْلِ السَّمَاءِ ،فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتٰى أَهْلَ السَّمَاءِ مَايُوْعَدُوْنَ ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِيْ ، فَإِذَا ذَهَبَتِ أَتٰى أَصْحَابِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ،وَأَصْحَابِيْ أَمَنَةٌ لِأُمَّتِيْ ،فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِيْ أَتٰى أُمَّتِيْ مَايُوْعَدُوْنَ))

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی ۔ہم نے کہا: اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے تک انتظار کریں (تو بہتر) ہے ۔پس ہم نے انتظار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور کہا:

تم یہیں (بیٹھے) ہو؟ ہم نے کہا: جی ہاں ، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنا چاہتے ہیں ۔آپ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔آپ آسمان کی طرف اکثر سر اٹھاتے تھے ۔فرمایا: آسمان والوں کے لیے ستارے امن ہیں جب ستارے چلے جائیں گے یعنی ختم ہو جائیں گے تو آسمان والوں پر وہ آجائے گا جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے صحابہ کا امن ہوں ۔ میں جب چلا گیا تو میرے صحابہ پر وہ آجائے گا جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابی میری امت کا امن ہیں ، جب میرے صحابہ فوت ہو جائیں گے تو امت پر وہ آجائے گا جس کا وعدہ کیا گیا ہے (فتنے رونما ہو جائیں گے)

(صحیح مسلم (۲۵۳۱)'السنة للبغوی(۳۸۶۱)

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم :((يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ ، فَيَغْزُوْا فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ ،فَيَقُوْلُوْنَ : فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ ، ثُمَّ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ ، فَيَغْزُوْا فِئَامٌ مِنَ النَّاسَ ، فَيُقَالُ :هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ ، ثُمَّ

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ ، فَيَغْزُوا فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ ؛ فَيُقَالُ :هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُولُونَ : نَعَمْ ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ))

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا تو مجاہدین جہاد کریں گے کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی صحابی موجود ہے؟ کہیں گے :جی ہاں ، تو انہیں فتح ملے گی ۔پھر ایک زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی ۔ پوچھا جائے گا کہ تمہارے اندر کوئی (تابعی) موجود ہے؟وہ کہیں گے جی ہاں ، تو انہیں فتح حاصل ہوگی ،پھر ایک زمانہ آئے گا تو لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے اندر کوئی تبع تابعی موجود ہے؟ تو وہ کہیں گے : جی ہاں ، پس انہیں فتح ہوگی۔

(صحیح بخاری ،فضائل اصحاب النبی ،باب فضائل صحاب النبی رضی اللہ عنہم

(٣٦٤٩)صحیح مسلم (٢٥٣٢)من حدیث سفیان بن عیینه به)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ . ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ يَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ ، وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ))

سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:'' لوگوں میں سب سے بہترین زمانہ میرا (زمانہ) ہے پھر جو اس کے قریب ہیں پھر جو اس کے قریب ہیں ،پھر ایسی قوم آئے گی جو قسم سے پہلے گواہی دیں اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔

صحیح بخاری الشهادات ،باب لایشهدعلی شهادة حوراذا اشهد(٢٦٥٢)، مسلم (٢٥٣٣،٢١١) ، من حدیث سفیان الثوری به ۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ((خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيهِ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ، ثُمَّ يَنْشُو قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلاَ

يُسْتَشْهَدُوْنَ ، وَيَنْذُرُوْنَ وَلاَ يُوْفُوْنَ ، وَيَخُوْنُوْنَ وَلا يُؤْتَمَنُوْنَ ، وَيَفْشُوْا فِيْهِمُ السِّمَنُ))

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا بہترین زمانہ وہ ہے جس میں میں بھیجا گیا ہوں۔ پھر جو ان کے قریب ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں پھر ایسی قوم پیدا ہوگی جو بغیر طلب کے گواہی دیں گے۔ نذر مانیں گے مگر پوری نہیں کریں گے۔ خیانت کریں گے مگر امانت دار نہیں ہوں گے۔ ان میں موٹا پا پھیل جائے گا۔"

(صحیح مسلم (٢٥٣٥) من حدیث ابی حیان یحیی بن سعید به۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمَقْبُرَةِ ، قَالَ ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ، وَإِنَّا بِكُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهِ لَاحِقُوْنَ . وَدِدْتُ أَنِّي لَوْ رَأَيْتُ إِخْوَانَنَا)) ، قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَلَسْنَا إِخْوَانَكَ ؟ قَالَ : ((بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِي ، وَ إِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَأْتُوْا بَعْدُ ، وَأَنَّا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ)).قَالُوْا :يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ يَأْتِي بَعْدَكَ مِنْ أُمَّتِكَ ؟ قَالَ: ((أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لِرَجُلٍ خَيْلٌ غُرٌّ مُّحَجَّلَةٌ ، فِيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ ، أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟ قَالُوْا : بَلٰى ، قَالَ: فَإِنَّهُمْ يَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ ، فَلَيُذَادَنَّ رِجَالٌ مِّنْ حَوْضِي ، كَمَا يُذَادُ الْبَعِيْرُ الضَّالُّ ، أُنَادِيْهِمْ ،أَلَا هَلُمَّ أَلَا هَلُمَّ ،فَيُقَالُ :إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوْا ، فَأَقُوْلُ : فَسُحْقًا فَسُحْقًا فَسُحْقًا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان کی طرف گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ .))

''(اے) مومن لوگوں کے گھر (والو) تم پر سلام ہو اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں''۔

(صحابہ رضی اللہ عنہم نے) کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا: تم میرے صحابہ ہو۔ میرے بھائی ابھی نہیں آئے ہیں۔ میں حوض (کوثر) پر سب سے آگے ہوں گا۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ آپ اپنے بعد والے امتیوں کو کس طرح پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا خیال ہے ایک آدمی کے کالے سیاہ گھوڑوں میں سیاہ جسم وسفید سبز والے گھوڑے ہوں تو وہ اپنے گھوڑے پہچان نہیں لے گا؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: پس وہ (امتی) قیامت کے دن وضو کی وجہ سے سفید چمکتے چہرے ہاتھوں قدموں کے ساتھ آئیں گے اور میں حوض پر اُنکے آگے ہوں گا پھر میری امت کے کچھ لوگوں کو مجھ سے روکا جائے گا جس طرح گم شدہ اونٹ ہٹایا جاتا ہے میں آواز دوں گا آؤ آؤ (پانی پیو) تو کہا جائے گا انہوں نے دین کو بدل دیا تھا (بدعتی ہوگئے تھے) میں کہوں گا دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ۔

(صحیح مسلم :رقم :(۲٤۹)'موطا'۱/رقم:(۲۸،۳۰)وروایت ابی مصعب ۷۲ ولفظ له۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِيْ ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا ؛ مَاأَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ))

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بدگوئی مت کرو' قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کر ڈالے تو وہ انکے ایک مد یاں آدھے کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

(بخاری،فضائل اصحاب النبی ،باب ان لم تجدینی فاتی ابابکر (۳٦۷۳)۔

حقوقِ اہل بیت

اہل بیت کے فضائل

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

[الاحزاب:۳۳]

''اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت !وہ تم سے گندگی کو دور کر دے اور تمہیں پاک کر دے۔''

یزید بن حیان کہتے ہیں کہ میں' حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ،جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے ،تو ان سے (ہمارے ایک ساتھی)حصین نے کہا' آپ نے تو بہت بھلائی پائی ہے' آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ کی زبان مبارک سے آپ کی باتیں سنیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کیا' اور آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں' یقیناً اے زید! آپ نے بہت بھلائی پائی ،یقیناً اے زید! آپ نے بہت بھلائی پائی' اے زید! ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنائیں' جو آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں' حضرت زید نے فرمایا بھتیجے ! (اب) میں سن وسال کے اعتبار سے بوڑھا ہو گیا ہوں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزرا ہوا زمانہ بھی کافی بیت گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض باتیں بھی میں بھول گیا ہوں جو مجھے یاد تھیں' پس جو باتیں میں تمہارے سامنے بیان کروں' انہیں قبول کرو' اور جو بیان نہ کروں اس کی مجھے تکلیف مت دینا' (یعنی مجبور نہ کرنا) پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مکے اور مدینے کے درمیان پانی کے ایک چشمے پر خطبہ دیا جسے خم کہا جاتا تھا۔ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائی اور وعظ ونصیحت کی' پھر فرمایا: ''امابعد' سنو! اے لوگو! میں بھی ایک انسان ہوں' قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد

میرے پاس آئے اور میں اسکی دعوت قبول کرلوں' (یعنی اللہ کے پاس جانے کی) میں تم میں دو بھاری چیزیں (نہایت عظیم اور مہتم بالشان) چھوڑ کر جارہا ہوں، ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے' جس میں ہدایت اور روشنی ہے' پس تم اللہ کی کتاب کو اختیار کرو' اور اسے مضبوطی سے پکڑو، پس نبی کریم ﷺ نے اللہ کی کتاب پر عمل کرنے پر ابھارا، اور اس کی ترغیب دی' پھر فرمایا: دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں' میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں یاددہانی کراتا ہوں' اپنے گھرانے کی بابت تمہیں اللہ سے ڈراتا ہوں' حصین نے ان سے کہا' اے زید! آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازوج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: یقیناً آپ کی بیویاں آپ کے اہل بیت میں سے ہیں۔ لیکن یہاں (اس سے مراد) وہ اہل بیت ہیں، جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے، حصین نے پوچھا وہ کون ہیں؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' وہ آل علی' آل جعفر' آل عقیل' آل عباس رضی اللہ عنہم' ہیں حصین رضی اللہ عنہ نے کہا ان پر صدقہ حرام ہے' انہوں نے کہا ہاں۔''

[صحیح مسلم (٢٤٠٨)

فوائد:

① اللہ کی کتاب کے ساتھ تمسک اور اہل بیت کی عزت وتکریم کی تاکید کا بیان ہے

② اہل بیتِ نبوی ﷺ دو قسم کے ہیں' ایک ازواج مطہرات جو نص قرآنی سے ثابت ہے' اہل بیت اور اہل خانہ یا گھر والے یہ سب ہم معنی الفاظ ہیں، اس سے مراد کسی مرد کی بیوی یا بیویاں تو ضرور شامل ہوتی ہیں جیسے یہاں سیاق وسباق میں ازواج النبی ﷺ کو ہی مخاطب کیا جارہا ہے' اور اگر اولاد ہو تو وہ بھی اہل بیت میں شامل سمجھی جاتی ہے' مگر بدقسمتی سے مسلمانوں میں ایک فرقہ نے ازواج النبی ﷺ کو اہل بیت سے خارج کردیا ہے۔ اور اہل بیت سے مراد صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ لے لیا ہے ۔ سورہ احزاب کی آیت نمبر ٣٣ میں اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی ﷺ کی اہل بیت میں شمار

کیا ہے دیکھئے:

﴿وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ط اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا﴾ [الاحزاب:۳۳]

اہل بیت سے مراد صاف ازواج مطہرات ہیں۔[تفسیر تیسیر القرآن(۳/۵۸۲)۔ تفسیر احسن البیان :(۵۵۲)]اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیت ازواج مطہرات کی شان میں اتری ہے اور اہل بیت میں ازواج مطہرات شامل ہیں۔اور عکرمہ رحمہ اللہ تو بازاروں میں منادی کیا کرتے تھے کہ یہ آیت ازواج مطہرات کی شان میں نازل ہوئی ہے'ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عکرمہ تو یہاں تک کہتے کہ جو چاہے مجھ سے مباہلہ کرلے لیکن یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی مفصل شرح رقم کی ہے دیکھئے[تفسیر ابن کثیر ،الاحزاب حاشیہ آیت ۳۳]مولانا مودودی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں جس سیاق وسباق سے یہ آیت نازل ہوئی ہے ،اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں، کیونکہ خطاب کا آغاز ہی یانساء النبی سے کیا گیا ہے ،ماقبل ومابعد کی پوری تقریر میں وہی مخاطب ہیں،علاوہ بریں ''اہل بیت'' کا لفظ ٹھیک انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے،جن میں ہم ''گھروالوں'' کالفظ بولتے ہیں ،اس کے مفہوم میں آدمی کی بیوی اور بچے دونوں شامل ہوتے ہیں ،مزید تفصیل کیلئے دیکھئے :[تفسیر تفہیم القرآن ازمودودی :الاحزاب :۳۳حاشیہ ۵]

جناب محمد نعیم الدین مرادآبادی بریلوی رقمطراز ہیں اس آیت کے متعلق ''اس آیت سے اہل بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ،اور اہل بیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازوج مطہرات اور

حضرت خاتون جنت فاطمۃ زہرہ رضی اللہ عنہا اور علی مرتضی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سب شامل ہیں۔ [کنزالایمان ترجمۃ القرآن مع خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ،الاحزاب ۳۳ حاشیہ ۸۰،ص۷۵۹] اور دوسرے وہ ہیں جن کو نبی کریم ﷺ سے خاندانی قرابت ہے' ان میں بنو ہاشم' اور بنو مطلب ہیں' جن میں آل علی' آل عقیل' آل جعفر' آل عباس' اور آل حارث شامل ہیں، اس دوسری قسم پر صدقہ حرام ہے، بعض اہل علم نے اس صدقے سے صدقہ واجبہ یعنی زکوۃ مراد لی ہے، اس لئے وہ دوسرے صدقات کو ان کے لیے جائز سمجھتے ہیں، جبکہ جمہور علماء دونوں قسم کے صدقات کو ان پر حرام قرار دیتے ہیں، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی ایک صدقہ کی تخصیص نہیں کی ہے، بلکہ مطلقاً صدقے کو آل محمد کیلئے حرام کہا ہے، جس میں دونوں قسم کے صدقے شامل ہیں، یہی مسلک راجح ہے۔

② انسان کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو بھول جاتا ہے، جو کبھی نہیں بھولتا وہ اللہ ہے۔

③ قرآن وسنت دونوں نص صریح ہیں۔

④ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت وتکریم کرنا فرض ہے۔

⑤ واعظ کرتے وقت سب سے پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کرنا اچھا اور بہترین عمل ہے

⑥ دین اسلام کی نشر واشاعت کرنا فرض ہے۔

⑦ بعض الناس جو اہل بیت سے محبت کے دعویدار ہیں، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ ہم انہیں دعوت فکر دیتے ہیں۔ ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے صحابہ کی بدگوئی مت کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کر ڈالے، تو ان کے ایک مد یا آدھے مد کو نہیں پہنچ سکتا' [بخاری ،رقم (۳۶۷۳)،مسلم ،رقم (۲۵٤۱)]، پس رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی عزت وتکریم کرنا فرض ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

((اِنَّهُ لَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ))

''اے علی! تجھ محبت کرنے والا مومن اور تجھ سے بغض رکھنے والا منافق ہوگا۔''

(مسلم(۷۸)'نسائی(۵۰۲۱)'ترمذی(۳۷۳۶)

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا:

((اَلْحَسَنُ مِنِّي، وَالْحُسَيْنُ مِنْ عَلِيٍّ))

''حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے۔''

(سنن ابو داؤد(۴۱۳۱)'احمد(۳/۱۳۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ))

''حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔''

(ترمذی(۳۷۶۸'۳۷۸۱)'احمد(۳/۳)'حاکم(۳/۱۶۶'۱۶۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اپنے منہ میں ڈال لی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کخ کخ'' آپ کا مطلب یہ تھا کہ حسن بن علی اس کھجور کو اپنے منہ سے باہر نکال دیں، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَمَا شَعَرْتَ وَأَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ))

''کیا تجھے پتا نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔'' بخاری، رقم (۱۴۹۱)

سیدہ ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں' اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے رات کو قبیح خواب دیکھا' آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' اس نے کہا مجھے ایسے لگا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں

پھینکا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو عمدہ خواب دیکھا ہے'' فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا بچہ پیدا ہوگا' جو تیری گود میں ہوگا۔'' واقعی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بچہ حسین پیدا ہوا جو میری گود میں تھا' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی' اور حسین کو آپ کی گود میں رکھ دیا' جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوئی تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بہہ رہے تھے' میں نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بتلایا' کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کردے گی۔'' میں نے کہا: یہ بیٹا حسین؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں' وہ میرے پاس اس علاقے کی سرخ مٹی بھی لے کر آئے۔''

[الصحیحة (٨٢١)' حاکم (٣/١٧٦' ١٧٧)' بیهقی فی الدلائل (٦/٤٦٩)' طبرانی (٢٥/٢٧) مختصراً]

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو عراق کے شہر کوفہ کے معروف میدان' میدان کربلا میں شہید کردیا گیا' آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دونوں (حسن وحسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں دو میرے پھول ہیں۔ [بخاری: ٥٩٩٤] سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں بٹھایا اور کہا: ''حسن مجھ سے ہے اور حسین' علی سے ہے (رضی اللہ عنہم)'' [سنن ابوداؤد: ٤١٣١] ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔'' [ترمذی: ٣٧٦٨' ٣٧٨١] امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حسین مجھ سے ہے' اور میں حسین سے ہوں' اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے' حسین نسلوں میں سے ایک نسل ہے۔'' [بخاری فی التاریخ: ٨/٤١٥' ترمذی (٣٧٧٥)' ابن ماجہ: ١٤٤] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' اس حال میں کہ آپ کے ساتھ حسن وحسین

رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ایک، ایک کندھے پر تھا اور دوسرا دوسرے پر، کبھی ایک کا بوسہ لیتے اور کبھی دوسرے کا، حتی کہ ہمارے پاس پہنچ گئے، ایک آدمی نے آپ ﷺ سے فرمایا: آپ ان سے محبت کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔''

[الصحيحة(٢٨٩٥)،احمد (٢/٤٤٠)،وفي الفضائل (١٣٨٦)]امام البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الاحادیث صحیحہ میں روایت رقم کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو کسی جنتی آدمی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے، وہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔''

[الصحيحة(٤٠٠٣)،ابويعلى(١٨٧٤)،وعنه ابن حبان (٦٩٦٦)]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ روایت رقم کی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ اگر تم کو جنتی عورتوں کی سرداری دی جائے تو کیا تم خوش ہو جاؤ گی جس پر سیدہ فاطمہؓ رضی اللہ عنہا مسکرائیں، ایک دوسری روایت میں جس کو امام البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الاحادیث الصحیحہ میں رقم کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہوگی۔''

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی عظمت اور شان سے اہل ایمان بخوبی واقف ہیں، ہمیں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت کی عظمت ورفعت کا علم بلند کرنا چاہیے اور درس وتدریس کے ذریعے ان عظیم نفوس قدسیہ کی سیرت کے عظیم پہلوؤں کو دنیا کے سامنے اجاگر کرنا چاہیے ،تاکہ تاریکی میں بھٹکتی ہوئی بنی نوع انسان روشنی بھلائی وخیر کی طرف گامزن ہو۔

حقوق مسلم

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَ بَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا﴾ (٤ / النساء:١)

''لوگو! اپنے اس پروردگار سے ڈرتے رہو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے (دنیا میں) بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔ نیز اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے حق مانگتے ہو اور قریبی رشتوں کے معاملہ میں بھی اللہ سے ڈرو۔ بلاشبہ اللہ تم پر ہر وقت نظر رکھے ہوئے ہے''۔

مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کے حقوق

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ((خَمْسٌ تَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلٰی أَخِیْهِ : رَدُّ السَّلَامِ ، وَتَشْمِیتُ الْعَاطِسِ ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَازَةِ)) .

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کے لیے پانچ باتیں واجب ہیں۔ سلام کا جواب دینا، چھینک آنے پر دعا دینا، دعوت قبول کرنا، بیمار پرسی کرنا اور جنازے میں شریک ہونا''۔

بخاری، الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز (١١٤٥)، سنن ابي دائود، ح(٥٠٣٠) ولفظ له

عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِسَبْعٍ ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ ، أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ

الْمَرِيْضِ ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ ، وَ تَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ ، وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ ،وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ ، وَاِجَابَةِ الدَّاعِي ، وَ نَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ ،وَعَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ ،وَعَنِ الْمَيَاثِرِ ، وَالْقَسِّيَّةِ ، وَالِاسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ .

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کاموں سے منع فرمایا۔ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیمار کی عیادت ، جنازے کے پیچھے چلنے ،چھینکنے والے کے جواب دینے (پر یرحمک اللہ کہے) ،قسم کو پورا کرنے ،مظلوم کی مدد کرنے ،سب کوسلام کرنے اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا حکم دیا تھا اور ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے ،چاندی کے برتن استعمال کرنے ،ریشمی گدے ،قسیہ (ریشمی کپڑا) استبرق (موٹے ریشم کا کپڑا) اور دیباج (ایک ریشمی کپڑا) کے استعمال سے منع فرمایا تھا۔''

(صحیح بخاری،ح(۵۱۷۵)،مسلم،السلام،باب من حق المسلم للمسلم رد السلام)

گھر میں سلام کہہ کر داخل ہوا کرو

﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ (٢٤/النور:٢٧)

''اے ایمان والوتم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تم اجازت نہ لےلو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو۔''

﴿ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً﴾

''پس جب تم اپنے گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے نفسوں پر سلام کر و یہ اللہ کی طرف سے تحفہ ہے مبارک اور پاکیزہ۔''

(٢٤/ النور:٦١)

اسلام کی بہترین چیز

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الإِسْلامِ خَيْرٌ؟ قَالَ : ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ ،وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ))

''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اسلام کی کون سے بات زیادہ بہتر ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''بھوکے کو کھلاؤ ،اور ہر شخص کو سلام کہو تم اسے پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے۔''

(صحیح بخاری ،الایمان ،باب اطعام فی الاسلام(۱۲)مسلم(۳۹)

شیخ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ سلام کے آداب کے تحت رقمطراز ہیں:''اسلام باہمی اخوت کا دین ہے۔ ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾''مومن بھائی بھائی ہیں۔''مسلمانوں کے ایک دوسرے پر کئی حقوق ہیں جن میں سے یہ چھ بہت اہم ہیں ،حق المسلم کے الفاظ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ چیزیں مسلمان کے ذمے مسلمان کا حق ہیں کافر کا حق نہیں ہیں۔اب ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ تشریح کی جاتی ہے۔

۱۔سلام : سلام کے متعلق سب سے قوی بات یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے ۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ﴾الحشر : ۵۹:۲۳)

''وہ بادشاہ ،نہایت پاک ،سلام ،امن دینے والا ،غالب (ہے)۔''

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو یوں کہتے:((اَلسَّلاَمُ عَلَى اللّٰهِ قِبَلَ عِبَادِهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى جِبْرَئِيْلَ ،اَلسَّلاَمُ عَلَى مِيْكَائِيْلَ ،اَلسَّلاَمُ عَلَى فُلاَنٍ))

''یعنی اللہ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلام ہو ،جبرئیل پر سلام ہو ، میکائیل پر

سلام ہو، فلاں پر سلام ہو۔"

بخاری کتاب الاستئذان ، باب السلام اسم من سدماء الله تعالیٰ ......الخ: ٦٢٣۔
ملسم ،کتاب الصلاۃ ،باب التشهد ف الصلاۃ : ٤٠٢۔ مسند احمد : ١/ ٣٨٢۔

جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف چہرہ کرکے فرمایا: ((اَلسَّلاَ مُ عَلَی اللّٰه)) " اللہ پر سلام ہو" مت کہو کیونکہ اللہ خود سلام ہے ۔[متفق ،مشکوۃ باب التشهد] سلام کا معنی وہ ہستی جو ہر عیب اور نقص سے سالم ہے اور جو سب کو سلامتی دینے والا ہے اور السلام علیکم کا معنی یہ ہوا کہ سلام (اللہ تعالیٰ) تم پر سایہ فگن رہے ،تمہارا نگہبان اور محافظ ہو ،اللہ تمہارا ساتھی ہو۔"

بعض کہتے ہیں کہ سلام بمعنی ((سلامۃ)) ہے یعنی ((سلامۃ اللہ علیکم)) "تم پر اللہ کی سلامتی ہو۔" جب کوئی شخص دوسرے کو سلام کہتا ہے تو وہ اسے اس بات سے آگاہ کرتا ہے کہ میری طرف سے تم بے فکر ہو جاؤ کہ میں تمہیں کوئی نقصان پہنچاؤں گا کیونکہ جو شخص اللہ سے اس کی سلامتی کی دعا کر رہا ہے وہ خود تکلیف کیسے دے سکتا ہے؟

۲۔" جب مسلمان سے ملے اسے سلام کہے۔" اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جدا ہوتے وقت سلام کی ضرورت نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا انْتَهٰى أَحَدُكُمْ اِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَّجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْأُوْلٰى بِأَحَقَّ مِنَ الْآ خِرَةِ))

(صحیح ،مسند احمد:٢/ ٢٣٠،ابو داؤد(٥٢٠٨)،سنن ترمذی(٢٧٠٦)،صحیح جامع الصغیر(٤٠٠)۔

"جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کہے ،اگر اس کا ارادہ بیٹھنے کا ہے تو بیٹھ جائے ،پھر جب اٹھے تو سلام کہے کیونکہ پہلے سلام کا حق دوسرے سے زیادہ نہیں ہے۔"

ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا ((السلام علیکم)) آپ ﷺ نے سلام کا جواب

دیا پھر وہ بیٹھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دس (نیکیاں)۔'' پھر ایک اور آیا اس نے ((السلام علیکم ورحمتہ اللہ)) کہا، آپ ﷺ نے جواب دیا اور بیٹھ گیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیس۔'' پھر ایک اور آیا اس نے کہا: ((السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ)) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیس۔'' [سنن ابو داؤد(٥١٩٥)، وسنن ترمذی(٢٦٨٩) اسنادہ حسن] سلام کے کامل الفاظ اتنے ہی ہیں، اس سے زیادہ رسول اکرم ﷺ سے ثابت نہیں۔ ((ومغفرتہ)) کے اضافے کی روایت ابو داؤد (٥١٩٦) جس میں محمد بن حمید الرازی عن ابراهیم بن المختار، ضعیف راوی هے ۔[کتاب الجامع :ص(١٢ تا ٢٤)] ''جب دو آدمی جدا ہوں اور پھر ملیں تو بھی سلام کہیں، خواہ جدائی تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔''

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: ((إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ آخاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَاِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ))

[سنن ابي دوائود(٥٢٠٠)]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے۔ اگر ان کے درمیان کوئی درخت، دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر دوبارہ ملے، تو بھی سلام کہے۔

جب بڑا چھوٹے کے پاس سے گزرے تو سلام کہے

قَالَ أنس ﷺ: أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى غِلْمَانٍ يَلْعَبُونَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ.

(سنن ابي دائود(٥٢٠٢)

''حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے جبکہ وہ کھیل رہے تھے تو آپ ﷺ نے ان کو سلام کہا۔''

فوائد:

اسی طرح ہر آشنا اور غیر آشنا کو سلام کرنا بھی اچھی صفت ہے۔ یہ کام ایسا ہے کہ اس سے باہمی محبت پیدا ہوتی ہے اور نفرت اور کدورت دور ہوتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ سلام 'السلام علیکم' ہی ہے۔ نمستے یا آداب عرض' شب بخیر اور گڈ مارننگ وغیرہ وغیرہ کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سلام نہیں ہیں بلکہ یہ غیروں کی نقالی ہے۔ جس سے بچنا از حد ضروری ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الْآنَ))

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا، ان کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی۔ جب انہیں پیدا کر چکا تو فرمایا کہ جاؤ اور ان فرشتوں کو جو بیٹھے ہوئے ہیں، سلام کرو اور سنو کہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں، کیونکہ یہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا پس حضرت آدم علیہ السلام نے جا کر کہا: ''السلام علیکم'' تو انہوں نے کہا: ''السلام علیکم ورحمتہ اللہ'' پس انہوں نے رحمتہ اللہ کا اضافہ کر دیا۔ پس جو شخص جنت میں جائے گا حضرت آدم علیہ السلام کی صورت کے مطابق ہو کر جائے گا اس کے بعد سے پھر خلقت کا قد وقامت کم ہوتا گیا۔ اب تک ایسا ہی ہوتا رہا۔''

[صحیح بخاری (٦٢٢٧) کتاب الاستئذان ،باب بدء السلام ۔مسلم (٢٨٦١) کتاب الجنة]

اس سے معلوم ہوا کہ السلام علیکم، اولادِ آدم کا سلام ہے۔ اور یہ سیدنا آدم علیہ السلام سے ہی چلا آرہا ہے۔ بعض لوگوں نے اپنی روش کے مطابق اصل کو نقل میں بدل دیا ہے۔ اور نقل کی

ترویج کیلئے رات دن کوشاں ہیں ۔صد افسوس ان اسلامی بھائیوں پر جو اصل کو چھوڑ کر نقل کی اتباع کر رہے ہیں ۔اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سلام کے ساتھ ''ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'' کا اضافہ کر دینا مستحب ہے ۔اور اسکا ثواب بھی ملتا ہے ۔

سیدنا طفیل بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتے تھے' پھر ان کے ساتھ بازار جایا کرتے' وہ بیان کرتے ہیں' پس ہم جب بازار جاتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا گزر کسی کباڑیے کے پاس سے ہوتا' یا کسی تاجر کے پاس سے ،یا مسکین کے پاس سے ،تو وہ سلام کرتے ،طفیل کہتے ہیں کہ ایک دن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بازار چلنے کو کہا' میں نے ان سے کہا' آپ بازار میں کیا کریں گے؟ آپ کسی سودا فروخت کرنے والے کے پاس ٹھہرتے ہیں' نہ کسی سامان کے متعلق پوچھتے ہیں' اور نہ اس کا بھاؤ کرتے ہیں' اور نہ بازار کی مجلس میں بیٹھتے ہیں' اس لئے میں تو کہتا ہوں آپ یہیں تشریف رکھیں' ہم آپس میں گفتگو کریں' تو انہوں نے فرمایا: اے ابو بطن (پیٹ والے ان کا پیٹ بڑھا ہوا تھا) ،ہم تو سلام کرنے کی غرض سے ہی بازار جایا کرتے ہیں ،جو بھی ملے ہم اسے سلام کریں ۔

[موطاامام مالك (٢/٩٦١،٩٦٢)كتاب السلام ،باب جامع السلام وسنده صحيح]

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم :((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ))

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں میں اللہ کے ہاں سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے ،جو انہیں سلام کہنے میں ابتداء کرے ۔''

[سنن ابو دائود (٥١٩٧)كتاب الادب ،في فضل من بد بالسلام ،بيهقي في شعب الايمان (٨٧٨٧)وحسنه ابن الملقن في تحفه المحتاج(١٦٢٤)]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ((يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلٰى

الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کہیں۔''

[صحیح بخاری (٦٢٣١) کتاب الاستئذان، سنن ابوداؤد (٥١٩٨) کتاب الادب، باب من اولی بالسلام، وصحیفة همام (٥٠) ومسنداحمد (٣١٤/٢) وصححه البغوی فی شرح السنة (٣٣٠٣)]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ :((إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ ،فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ أَيْضًا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے۔ پس اگر ان کے درمیان کوئی درخت، دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر دوبارہ ملے تو بھی سلام کہے۔''

[سنن ابوداؤد (٥٢٠٠) کتاب الادب، فی الرجل یفارق الرجل ثم یلقاء ایسلم علیه، والبخاری فی الادب الفرد (١٠١٠) ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (٢٤٥) والطبرانی فی الاوسط (٧٩٨٣) نیل المقصود (١٠٧٨/٣) وسنده صحیح]

مندرجہ بالا روایت موقوف صحیح ہے انہی الفاظ کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہے دیکھئے [النسائی فی الکبری (١٠١٥٣) وعمل الیوم واللیلة (٣٢١)] ① کافروں کو سلام کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔ [صحیح مسلم، رقم (٢١٦٧)، ابوداؤد (٥٢٠٥)] ② اگر کافر پہل کریں سلام میں تو جواب میں صرف [وعلیکم] ہی کہنا چاہیے۔ [صحیح بخاری، رقم (٦٢٥٧)، مسلم، رقم (٢١٦٤)] ③ مجلس میں بیٹھتے وقت اور اٹھتے وقت سلام کرنا چاہیے۔ [سنن ابوداؤد، رقم (٥٢٠٨)، ترمذی، رقم (٢٧٠٦)] ④ صرف (علیک السلام) زندوں سے کہنا مکروہ ہے

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مردوں کا سلام ہے ۔[سنن ابوداؤد ،رقم (٥٢٠٩)،بیہقی فی شعب الایمان(٨٤٠٤)،مصنف ابن ابی شیبہ(٨/٢٠٣،٢٠٤،٤٢٩)] ⑤ جب دو شخص باہم ملیں تو انکا سلام کے ساتھ باہم مصافحہ کرنا جائز ہے ۔[سنن ابوداؤد ،رقم (٥٢١٢)وسلسلة الاحادیث الصحیحیه(٥٢٥)] ایک دوسرے کے ساتھ خوش دلی سے ملنا اور مصافحہ کرنا آپس میں محبت کے اضافے اور بخشش کا ذریعہ ہے ،مصافحہ کرنا مستحب و مسنون ہے ۔ ⑥ مصافحہ ایک ہاتھ سے کیا جائے ،بعض لوگ ایک ہاتھ سے سلام کرنے کو ناجائز خیال کرتے ہیں یقیناً بعض ہمارے بھائی اس مسئلے میں کافی شدت امیز رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں ۔ ⑦ گلے ملنے یعنی معانقہ کرنے والی والی روایت سنن ابوداؤد (٥٢١٤)میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے اور سنن ترمذی میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے [ضعیف ترمذی للالبانی (٢٧٣٢)] ہمارے علم میں کوئی صحیح مرفوع روایت اس موضوع پر ثابت نہیں' البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سفر سے واپسی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے معانقہ کرنے کا عمل [الترغیب (٢٧١٩)بتحقیق البانی 'والصحیحة(٢٦٤٧)] میں ملتا ہے ۔ ⑧ اپنے مسلمان بھائی کو سلام بھیجنا جائز اور مستحسن عمل ہے،ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق جبرائیل علیہ السلام تجھے سلام کہہ رہے ہیں ۔تو انہوں نے کہا (وعلیہ السلام ورحمتہ اللہ)[سنن ابوداؤد(٥٢٣٢)] اگر کسی غائب کا سلام آئے تو طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے سلام لانے والے پھر سلام کہنے والے کو جواب دیا جائے ۔جواب یوں دے [علیک السلام وعلیہ السلام ورحمتہ اللہ] واللہ اعلم بالصواب۔

مریض کی عیادت کرنا

مسلمان کی عیادت کرنا واجب ہے،امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے ''باب وجوب عیادۃ المریض''سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((عُوْدُوا الْمَرِیْضَ ،وَاَطْعِمُوا الْجَائِعَ ،وَفُکُّوا الْعَانِیَ))''مریض کی عیادت کرو، بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہا کراؤ۔'' [صحیح بخاری (۵۶۴۹)]

مگر حیرت ہے ان ڈاکٹروں پر جو مریض سے اس کے اہل وعیال کے ملنے پر پابندی عائد کرتے ہیں ،حقیقت میں بیمار کی عیادت کرنے سے مریض کو راحت قلبی سکون اور ذہنی تازگی میسر آتی ہے۔

ان کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

کم ازکم اتنی دیر بیمار کی توجہ اپنی بیماری سے کم ہوجاتی ہے جتنی دیر وہ ملنے کے لیے آنے والے کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔ بیمار پرسی کرنے سے مریض کی ضروریات کا اندازہ ممکن ہے ،یوں مریض کی خواہش کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔

مریض کے لیے دعا کرنا

ایک باعمل نیک سیرت باکردار شخص جب سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مریض کی تیمارداری کرتا ہے تو وہ مسنون دعائیہ کلمات پڑھتا ہے،اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس بندہ مومن کی اس دعا سے بھی متاثرہ مریض صحت یاب ہوسکتا ہے۔اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کرے اور سات مرتبہ یہ کلمات کہے تو اسے عافیت دی جاتی ہے، سوائے اس کے کہ اسکی موت کا وقت آپہنچا ہو۔

((أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ))

(صحیح ترمذی(١٦٩٨)

"میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں جو عظمت والا ہے، عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا دے۔"

عیادت کرنے والے پر ضروری ہے کہ وہ مریض کو تشفی دے، حوصلہ بڑھائے، یہی سنت نبوی ہے، رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کو جاتے تو فرماتے:

((لَا بَاسَ طَهُورٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ))

"کوئی حرج نہیں اللہ نے چاہا تو یہ بیماری پاک کرنے والا ہے۔" (بخاری)

"سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا ، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا))

اے اللہ سعد کو شفاء عطا فرما: اے اللہ سعد کو شفاء عطا فرما: اے اللہ سعد کو شفاء عطا فرما۔"

(صحیح بخاری(٥٦٥٩)وصحیح مسلم (١٦٢٨/٨) واللفظ له

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی بیمار کی عیادت کو جاتے یا آپ کے پاس کسی کو لایا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعا فرماتے:

((أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَايُغَادِرُ سَقَمًا))

’’اے پروردگار بیماری دور کردے ،اے انسانوں کے پالنے والے ! شفاعطا فرما،تو ہی شفادینے والا ہے ،تیری شفا کے سوُا اور کوئی شفانہیں ،ایسی شفا دے جس میں مرض باقی نہ رہے۔‘‘

۲۔عیادت کرنے کا ثواب

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا :’’مسلمان جب اپنے بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ جنت میں تازہ پھلوں کے چننے میں مصروف رہتا ہے آپ ﷺ سے پوچھا گیا خرفۃ الجنۃ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے تازہ پھل چننا۔‘‘

(صحیح مسلم(٢٥٦٨)

۳۔ غیر مسلم کی عیادت کو جانا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:’’ایک یہودی لڑکا تھا جو نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا ، وہ بیمار ہوگیا تو نبی کریم ﷺ اس کی عیادت کے لئے اس کے پاس تشریف لے گئے ، پس آپ ﷺ اس کے سرہانے بیٹھ گئے ، اور اس سے فرمایا : اسلام قبول کرلے ،اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا ، جو اس کے پاس ہی تھا ،تو اس نے کہا ابوالقاسم ﷺ کی بات مان لے ،پس وہ مسلمان ہوگیا۔

پس نبی کریم ﷺ یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ))

’’تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس لڑکے کو جہنم کی آگ سے بچالیا ۔‘‘

(صحیح بخاری(١٣٥٦)

(۶) جنازہ میں شرکت کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَمْسٌ تَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلٰى أَخِيهِ : رَدُّ السَّلَامِ ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَازَةِ)) .

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کے لیے پانچ باتیں واجب ہیں۔ سلام کا جواب دینا، چھینک آنے پر دعا دینا، دعوت قبول کرنا، بیمار پرسی کرنا اور جنازے میں شریک ہونا۔''

(بخاری' الجنائز' باب الأمر باتباع الجنائز (۱۱۴۵)' سنن ابی داؤد' ح(۵۰۳۰) ولفظ له)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔

((إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ)) ''جب تو اسے ملے تو سلام کہہ''

((وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ)) ''اور جب وہ تجھے بلائے تو اس کے پاس جا''

((وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْهُ))

''اور جب وہ تجھ سے خیر خواہی طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کر۔''

((وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ))

''اور جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو تو یرحمک اللہ کہہ۔''

((وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ)) ''اور جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کر''

وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ اور جب وہ فوت ہو تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔

(صحیح بخاری (۵۱۷۵) ومسلم' السلام' باب من حق المسلم للمسلم رد السلام (۶۵۱))۔

ا۔ جنازوں میں شرکت کرو

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بیمار کی عیادت کرو، جنازوں میں شرکت کرو، وہ تمہیں آخرت یاد دلائیں گے۔“

بخاری فی الادب المفرد: ص/٧٥، ابن شیبہ: ٤/٧٣، وسندہ حسن۔

ایک اور روایت میں ہے کہ:

((صَلُّوْا عَلَىٰ صَاحِبِكُمْ))

”اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھو۔“

(صحیح بخاری (٥٣٧١)

اللہ رب العزت عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔

حقوق والدین

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (٤/ النساء:١)

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

والدین سے حسن سلوک کرنا فرض ہے، والدین کی اطاعت گزاری کرنا انکا کہا ماننا انکے ساتھ صلہ رحمی کرنا انسان کے فرائض میں شامل ہے، والدہ محترمہ کے قدموں کے نیچے جنت کی بشارت دی گئی ہے تو ساتھ ہی والد محترم کو جنت کا دروازہ کہا گیا ہے۔ایک مثال کے ساتھ بات واضح کی جاتی ہے، ایک بلند و بالا مکان ہے اور بندہ اسکے اندر داخل ہونا چاہتا ہے اب ظاہر ہے کہ بغیر دروازے کے تو اندر داخل نہیں ہوسکتا، اور حدیث مبارکہ ہے کہ باپ جنت کا دروازہ ہے ایک بندہ ماں کے ساتھ تو حسن سلوک کرتا ہے مگر باپ کے ساتھ ناروا سلوک کرتا ہے ایسا بندہ ہرگز فلاح نہیں پاسکتا، کیونکہ اس نے انصاف سے کام نہیں لیا، حدیث مبارکہ ہے والد کی رضامندی اللہ کی رضامندی ہے، ایک بندہ اپنے والد سے ناراض ہے تو یہ یقیناً کامیاب نہیں ہے کیونکہ اس کے مالک حقیقی اس پر ناراض ہے، تو ہمیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے۔

والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو

﴿ وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾

(٤ / النساء : ٣٦)

"اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتہ داروں سے یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابتدار ہمسایا سے اور اجنبی ہمسایا سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں (غلام یا کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔"

﴿ وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ﴾ (١٣/الرعد: ٢١)

"اور جن روابط کو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے۔ انہیں ملاتے ہیں، اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور بری طرح حساب لیے جانے سے خوف کھاتے ہیں۔"

والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو

﴿وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًاوَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

(٢٩ العنكبوت ٨)

"ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کی ہے ہاں اگر

یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ اسے شریک کرلیں جس کا آپ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا تم سب میری طرف لوٹ کر آؤ گے پھر میں تمہیں خبر دوں گا جو تم کرتے رہے۔"

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ

﴿ وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُھُمَاۤ اَوۡ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّھُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنۡھَرۡ ھُمَا وَ قُلۡ لَّھُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا☆ وَ اخۡفِضۡ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَ قُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا﴾

"اور تیرا پروردگار صاف فیصلہ دے چکا ہے کہ تم اسکے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اُف تک نہ کہنا نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام کے ساتھ بات چیت کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست کیے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔"

(١٧ الاسراء ٢٣، ٢٤)

اولاد کے لئے ماں کی مشقت

﴿ وَ وَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ حَمَلَتۡہُ اُمُّہٗ وَھۡنًا عَلٰی وَھۡنٍ وَّ فِصٰلُہٗ فِیۡ عَامَیۡنِ اَنِ اشۡکُرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیۡکَ اِلَیَّ الۡمَصِیۡرُ☆ وَ اِنۡ جَاھَدٰکَ عَلٰۤی اَنۡ تُشۡرِکَ بِیۡ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ۙ فَلَا تُطِعۡھُمَا وَ صَاحِبۡھُمَا فِی الدُّنۡیَا مَعۡرُوۡفًا ۫ وَّ اتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرۡجِعُکُمۡ فَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ﴾

(٣١/ لقمان: ١٤، ١٥)

''اس کی ماں نے اسے کمزوری پر کمزوری سہتے ہوئے (اپنے پیٹ میں) اٹھائے رکھا اوردو سال اس کے دودھ چھڑانے میں لگے (اسی طرح یہ حکم دیا کہ) میرا شکر ادا کرو اوروالدین کا بھی (آخر) میرے پاس ہی (تجھے) لوٹ کر آنا ہے،اور اگر وہ تجھ پر یہ دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کوشریک بنائے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو ان کا کہا نہ ماننا البتہ دنیاوی معاملات میں ان سے بھلائی کے ساتھ رفاقت کرنا مگر پیروی اس شخص کی راہ کی کرنا جس نے میری طرف رجوع کیا ہو پھر تمہیں میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے تو میں بتا دوں گا کہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ اعمال

عَنْ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتَ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ قَالَ((اَلصَّلَاةُ عَلٰی وَقْتِهَا " قُلْتُ : ثُمَّ اَیٌّ ؟ قَالَ:بِرُّالْوَالِدَيْنِ " قُلْتُ :ثُمَّ اَیٌّ ؟ قَالَ :الْجِهَادُ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ))

سیدنا عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے وقت پر نماز پڑھنا' میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا' میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا''۔

(بخاری،مواقیت الصلوۃ لوقتھا،باب فضل الصدقة لوقتھا(۵۲۷، ۵۹۷۰)'
صحیح مسلم (۸۵)'و الترمذی(۱۷۳)'الدارمی(۱۲۲۵)'و الدارقطنی(۱/۲٤٦)

فائدہ:

نماز کو اپنے وقت پر پڑھنے کا مطلب ہے' اول وقت یا کم ازکم پابندی کے ساتھ اسے اس کے وقت پر پڑھنا ، یہ نہیں کاروباری اور دیگر دنیاوی مصروفیات میں اس کو تاخیر سے

یا بے وقت پڑھے ،نماز اور جہاد افضل ترین اعمال میں سے ہیں ،والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔

بزرگوں کی وجہ سے برکت ہے

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاًقَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ((اَلْبَرَ كَةُ مَعَ اَكَابِرِ كُمْ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا''بزرگوں کی وجہ سے برکت ہے۔'' (الصحیحة(١٧٧٨)'ابن حبان(٥٥٩)'حاکم(٦٢/١)

والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا ثواب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْ لِ اللّٰهِ ﷺ:اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَاشَابٌّ مِنَ الثَّنِیَّةِ فَلَمَّا رَأَیْنَاهُ(وَفِیْ رِوَیَةٍ:رَمَیْنَاهُ)بِأَبْصَارِنَا:قُلْنَا:لَوْأَنَّ هٰذَ الشَابَّ جَعَلَ شَبَابَهُ وَنَشَاطَهُوَقُوَتَهُ فِيْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ فَسَمِعَ مَقَالَتَنَارَسُولُ اللّٰهِ ﷺفَقَالَ :((وَمَا سَبِیْلُ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ قُتِلَ؟مَنْ سَعِیَ عَلَى وَالِدَيْهِ،فَفِيْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَنْ سَعَى عَلَى عِيَالِهِ،فَفِي سَبِیْلِ اللّٰهِ،وَمَنْ سَعَى عَلَى نَفْسِهِ لِیُعِفَّهَا،فَفِي سَبِیْلِ اللّٰهِ،وَمَنْ سَعَى عَلَى التَّكَاثُرِ فَفِي سَبِیْلِ الشَّیْطَانِ وَفِي رِوَایَةِ الطَّاغُوْتِ))

(الصحیحة(٣٢٤٨)'البزار(الکشف:١٨٧١)'طبرانی فی الاوسط(٤٢٢٦)'ابو نعیم فی الحلیة الاولیاء(١٩٦/٦'١٩٧)'بیهقی(٢٥/٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ،اچانک ایک نوجوان گھاٹی کی طرف سے آیا،جب ہم نے اس کو دیکھا تو ہم نے کہا شائد یہ نوجوان اپنی جوانی اورطاقت اللہ کی راہ میں وقف کرتا ،ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری یہ بات رسول اللہ ﷺ نے سن لی اورآپ ﷺ نے فرمایا:''کیااللہ تعالیٰ کی راہ میں وہی

ہوتا ہے جو قتل کیا جاتا ہے؟ جس نے اپنے ماں باپ کے لئے محنت کی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے، جس نے اپنے اہل وعیال کے لئے محنت کی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے، جس نے اپنے لیے محنت کی تا کہ وہ سوال کرنے سے بچے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے اور جس نے مال زیادہ اکٹھا کرنے کی کوشش کی وہ شیطان کی راہ میں دوسری روایت میں ہے کہ وہ طاغوت کی راہ پر ہے۔''

فوائد:

حدیثِ طیبہ سے بہت لطیف نقطہ واضح ہوا ہے، کہ ہر وہ شخص جو اپنے والدین اور بچوں کے لئے حلال روزی کی تلاش میں لگا رہتا ہے وہ اللہ کی راہ میں یعنی وہ ایسے ہے جیسے مجاہد جہاد میں، اس حدیث سے حلال رزق کمانے کی اہمیت واجر کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ اولاد پر والدین کی خاطر تواضع کرنا فرض ہے اور اس کا ثواب جہاد جیسا ہے۔ وہ لوگ جو ناجائز وحرام طریقوں سے مال کمانے کے چکر میں مبتلا ہیں ان کی بابت رسالت مآب ﷺ نے واضح طور ارشاد فرمادیا یہ شیطان یعنی طاغوت کی راہ پر ہیں۔ ایسے طاغوت کہنے میں لطیف حکمت یہ ہے دولت کی طمع وحرص میں جکڑا ہوا شخص عبادات میں سستی وکاہلی کا مرتکب ہوتا ہے، حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کے امور میں کوتاہی کرتا ہے۔

والدین کے احسان کا بدلہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَجْزِیْ وَلَدٌ وَالِدًا اِلَّا اَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا ، فَيَشْتَرِيَهٗ ، فَيُعْتِقَهٗ))

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کوئی اولاد اپنے والد کے احسان کا بدلہ نہیں چکاسکتی، مگر یہ کہ وہ اپنے باپ کو غلام پائے اور وہ اسے خرید

کر آزاد کر دے۔"

(مسلم،العتق،باب فضل عتق الوالد (۱۵۱۰)،وابوداؤد(۵۱۳۷)،والترمذی (۱۹۰۷)،وابن ماجہ(۳۶۵۹)

حسن سلوک کے مستحق والدین

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ ((أُمُّکَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّکَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوکَ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کے سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟

"آپ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے کہا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں: اس نے پھر پوچھا، پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پھر پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا باپ۔"

(صحیح بخاری، الادب، باب من احق الناس...... الخ(۵۹۷۱)، مسلم(۲۵۴۸)

ایک اور روایت میں (اس طرح ہے) اس نے پوچھا اچھے سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ فرمایا تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہارا باپ، پھر جو تمہارے سب سے زیادہ قریب ہو، پھر جو تمہارے سب سے زیادہ قریب ہو۔"

دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الأُمَّهَاتِ)) صحیح بخاری، البر والصلۃ

"بے شک خدا نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کر دی ہے۔"

اور ایک تیسری روایت میں ہے کہ ماں باپ کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہوگا:

((ثَلٰثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالدَّيُّوْثُ وَالرَّجُلَةُ))

صحیح بخاری 'الاسقراض' باب ینھی عن اضاعة المال

"تین قسم کے لوگ جنت میں داخل ہونے نہیں پائیں گے

① ماں باپ کا نافرمان

② دیوث

③ مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت۔"

فائدہ:

اسلام میں مخلوقات انسانی میں والدین اور ماں باپ کی بڑی اہمیت ہے، کیونکہ یہی دونوں تخلیق انسانی کی ظاہر علت مادی ہیں' لیکن ان میں ماں کو باپ سے زیادہ تفوق اور برتری حاصل ہے' کیونکہ ماں نے اپنے بچے کو اپنا خون پلا پلا کر بڑھایا اور نو مہینے اس کی مشکل سہ کر اور سختی اٹھا کر اپنے پیٹ میں رکھا، پھر اس کو جننے کی نا قابل برداشت تکلیف کو ہنسی خوشی برداشت کیا، پھر اس نو پید مضغہ گوشت کو اپنی چھاتی سے لگا کر اپنا خون پانی ایک کرکے پلایا، اس کی پرورش میں نہ دن کی راحت سے لطف اندوز ہوئی نہ رات کی راحت سے ذہنی' قلبی و جسمانی سکون حاصل کیا، اس معصوم پر اپنی تمام تر خواہشیں قربان کردیں، ذرہ سی آہٹ پر ماں اس پر نثار نظر آئی، پھر آہستہ آہستہ یہ معصوم بچہ بڑا ہونے لگا، دنیا میں اس کی نظروں کی محور تھی تو ماں، اگر یہ روتا تو گود کی زینت بناتی تو ماں، اس کی نگہداشت میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھتی، اتنی عظیم المرتبت، عزت مآب، آنکھوں کی ٹھنڈک، جسے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ حج مبرور کا اجر دے، اس عظیم ماں کے رتبہ کا مصداق کوئی اور رشتہ نہیں ہوسکتا ہے۔

اس لیے شریعت محمدی نے اپنی تعلیم میں جو بلند سے بلند مرتبہ اس کو عنائت کیا ہے' وہ اسی کے لائق ہے، ماں کے ساتھ جو دوسری ہستی بچہ کی تولید وتکوین میں شریک ہے وہ باپ ہے، اور اس میں شک نہیں کہ اس کی نشو ونما اور تربیت میں ماں کے بعد باپ ہی کی جسمانی اور مالی کوششیں شامل ہیں، اس لئے جب ان کی محنتوں اور کوششوں سے قوت کو پہنچے تو اس پر فرض ہے کہ اپنے ماں باپ سے حاصل کی ہوئی قوت کا شکرانہ ماں باپ کی خدمت کی صورت میں ادا کرے، اسلام نے ان دونوں عظیم نفوس قدسیہ کی قدر ومنزلت کے پیش نظر انکا ادب واحترام' حوصلہ بڑھانے اور ہاتھ بٹانے کو فرض قرار دیا ہے، انکے ادب کی منزل اتنی عظیم اور اہم ہے کہ ان کے سامنے تلخ کلامی تو کجا اُف تک کہنے کو حرام قرار دیا ہے، انکی خدمت کرنے کو جہاد قرار دیا ہے۔

نافرمان اولاد کے لئے رسول اللہ ﷺ کی بددعا

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((رَغِمَ اَنْفُهُ ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ ، قِيْلَ : مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ : مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَالْكِبَرِ ، اَحَدَهُمَا اَوْكِلَيْهِمَا ، فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو اس شخص کی جس نے بڑھاپے میں اپنے والدین کو پایا، ان میں سے ایک کو یا دونوں کو اور پھر (بھی ان کی خدمت کرکے) جنت میں نہیں گیا۔''

صحیح مسلم ،البر و صلة و الادب،باب رغم انف من......الخ(۲۵۵۱)،و مسند احمد(۸۵٦۵)

فائدہ:

''رغام'' مٹی کو کہتے ہیں ، ناک کا خاک آلود ہونا ، یہ کنایہ ہے ذلت سے ۔ گویا اس کی ناک مٹی میں مل گئی ، اس میں ایسے بدنصیب کے لئے بددعا یا اس کے انجام بد کی خبر ہے جو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک اور انکو راضی کر کے جنت حاصل نہیں کر لیتا۔

رزق میں فراخی کا نسخہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ ، وَيُنْسَاَلَهُ فِي اَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراخی اور اسکی عمر میں تاخیر (یعنی اضافہ) کیا جائے تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے ۔''

(صحیح بخاری ،الادب،باب من بسط له فی الرزق بصلة الرحم (٥٩٨٦)، مسلم(٢٥٥٧)

۷۔ حسنِ سلوک کا اولین مصداق

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمرِو بْنِ عَاص رضی اللہ عنہ قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ اِلَى نَبِيِّ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم ،فَقَالَ أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى . قَالَ:((فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْكَ اَحَدٌ حَيٌّ ؟." قَالَ: نَعَمْ بَلْ كِلَا هُمَا قَالَ:" فَارْجِعْ اِلَى وَالِدَيْكَ ، فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اجر کا طالب ہوں ۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟

اس نے جواب دیا' ہاں' بلکہ دونوں ہی زندہ ہیں ۔آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو واقعی اجر کا طالب ہے؟ اس نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو اپنے والدین کے پاس لوٹ جا اور انکی اچھی طرح خدمت کر"۔

صحیح بخاری ،الجهاد،باب الجهادباذن الابوین(۳۰۰۴)، مسلم :۲۵۴۹، واللفظ له۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے آپ سے جہاد میں جانے کی اجازت طلب کی آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں ؟ اس نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: پس تو انکی خدمت کی کوشش کر۔" تیسری روایت میں ہے کہ تیری ماں زندہ ہے تو اس کی خدمت کو لازم پکڑ اسکے قدموں کے پاس جنت ہے۔"

(سنن نسائی(۳۱۰۶)'احمد(۳/۴۲۹)

فائدہ:

اسلام میں جہاد کی بڑی اہمیت وفضیلت ہے ،مگر اس کے برعکس والدین کی خدمت گزاری کا درجہ اس سے بڑھ کر ہے ،ان کے اجازت کے بغیر جہاد جیسا عظیم فریضہ بھی جائز نہیں ،اسکی وجہ یہ ہے کہ جہاد میں جاتے وقت واپس لوٹنے کی غرض سے نہیں جایا جاتا بلکہ اسلام کی سربلندی ودفاع کے لئے شہادت کے جذبہ سے سرشار ہوکر رخت سفر باندھا جاتا ہے ایسی صورت میں والدین کی اجازت کو لازم قرار دیا گیا ہے ۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اولاد' والدین کی میراث ہے جس پر انہوں نے اپنے جان ومال کو نچھاور کیا ،اپنی آسائشیں اس کی تعلیم وتربیت کے لئے قربان کردیں ۔مندرجہ بالا روایت میں سائل کا نام سیدنا جاہمہ ﷛ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابی ہیں ،اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مشورہ کی غرض سے جہاد میں جانے کی بابت دریافت فرمارہے ہیں ،جس پر آقا مکی ومدنی ﷺ نے

واضح طور پر فرمایا ! اگر تیری ماں زندہ ہے تو اسکی خدمت کو لازم پکڑ لے، کیوں کہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔

والدین کے رشتہ داروں سے نیکی کرو

أَنَّ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا ، أَخْبَرَ تْهُ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً وَلَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ ﷺ،فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِي يَدُورُ عَلَيْهَا فِيهِ قَالَتْ أَشَعَرْتَ يَارَسُولَ اللَّهِ ﷺأَنِّي أَعْتَقْتُ وَلِيدَتِي قَالَ أَوَفَعَلْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ((اَمَا اِنَّكِ لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ))

سیدہ ام المومنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:انہوں نے ایک لونڈی آزاد کردی اور نبی ﷺ سے اس کی اجازت نہیں لی ۔ پس جب وہ دن ہوا جوان کے پاس نبی ﷺ کے تشریف لانے کا تھا (آپ ﷺ تشریف لائے)تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ نے محسوس کیا ہے کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کردی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیاواقعی تم نے ایسا کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں آپ نے ارشاد فرمایا:" اگر تم اپنے ماموؤں کو دے دیتیں تو تمہارے لیے زیادہ اجر کا باعث ہوتا"

(صحیح :بخاری ،الھبہ،باب من لم یقبل للھدیۃلعلۃ(۲۵۹۲)'مسلم :(۹۹۹)

والدین خواہ غیر مسلم ہوں احترام کرو

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہاقَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ ،فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ قُلْتُ اِنَّ اُمِّيْ قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُ اُمِّيْ ؟ قَالَ :((نَعَمْ صِلِيْ اُمَّكِ))

سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما روایت کرتی ہیں کہ:میری والدہ میرے پاس آئیں

ہیں، وہ مجھ سے حسن سلوک کی خواہشمند ہیں: میری ماں جب کہ وہ ابھی مشرکہ تھیں میرے پاس آئیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ”کیا میں انکی خواہش کے مطابق انکے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں: تم اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو۔“

(صحیح :بخاری ،الھبہ ،باب الھدیة للمشرکین(۲۶۲۰)'مسلم (۱۰۰۳)

فائدہ:

دنیاوی امور میں حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے ﴿وصاحبهما فی الدنيامعروفا﴾

(لقمان:۱۵)

دنیا کے کاموں میں اچھی طرح ان کا ساتھ دینا۔“ خواہ والدین مشرک ہی کیوں نہ ہوں ۔جیسا کہ مندرجہ بالا روایت سے واضح ہوتا ہے۔

فلاں میرا دوست نہیں

أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ اِنَّ آلَ [اَبِیْ]((فَلَانٌ لَيْسُوْا بِاَوْلِيَائِی اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَلِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ .... وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمَ اَبُلُّهَابِبَلَالِهَا))

سیدنا ابوعبداللہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اعلانیہ فرماتے ہوئے سنا خفیہ نہیں:” آپ فرماتے تھے، بے شک فلاں کی اولاد، میرے دوست نہیں ہیں میرے دوست تو اللہ اور نیک مومن ہیں البتہ ان سے میری رشتہ داری ہے جسے میں ضرور ملحوظ رکھتا ہوں۔“

(صحیح بخاری ، الادب،باب تبل الرحم ببلالھا (۵۹۹۰)'مسلم:(۲۱۵)

بہترین دروازہ

وَعَنْ أَبِي دَرْدَاءِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً أَتَاهُ فَقَالَ : اِنَّ لِي امْرَأَةً وَاِنَّ أُمِّي تَأْمُرُنِي بِطَلاَ قِهَا ؟

فَقَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یقولُ :((اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ ، فَاَضِعْ ذٰلِکَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْهُ))

''سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ انکے پاس ایک آدمی آیا اور ان سے عرض کیا کہ میری بیوی ہے میری ماں اسے طلاق دینے کا حکم دیتی ہے (میں کیا کروں؟) آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: والد جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ ہے پس تو اگر چاہے تو اس دروازے کو ضائع کردے یا اس کی حفاظت کر۔

سنن ترمذی ، ابواب البر و الصلة ، باب الفضل فی رضا الوالدین (۱۹۰۰)، سنن ابن ماجه : ۲۰۸۹، وسندهٗ حسن

سنن ابن ماجہ میں عطاء بن السائب سے شعبہ بیان کر رہے ہیں اور انہوں نے عطاء بن السائب سے اختلاط سے پہلے روایت لی ہے ۔(تہذیب التھذیب : ۱۲۶:۷)اس حدیث کو امام ابن حبان (۴۲۵)'امام حاکم (۲/۲۱۶'۴/۱۶۹) نے صحیح کہا ہے، حافظ ذھبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

ماں باپ کی نافرمانی کرنا حرام ہے

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ﴾

(٤٧/ محمد:٢٢'٢٣)

''اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کردو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو، یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی گئی ہے۔''

﴿وَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴾

(۱۳/ الرعد: ۲۵)

''اور جو لوگ اللہ کے عہد کو اس کی مضبوطی کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جن چیزوں کے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے انہیں توڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں ان کے لیے لعنتیں ہیں اور ان کے لیے برا گھر ہے۔''

والدین کی نافرمانی کرنا کبیرہ گناہ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ ،عَنْ أَبِيهِ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ .ثَلَاثًا قَالُوا بَلَى يَارَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. قَالَ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ))

''سیدنا عبدالرحمٰن بن ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں ؟ تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: ہم نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (۱) اللہ کا شریک ٹھہرانا (۲) ماں باپ کی نافرمانی کرنا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: سنو! جھوٹی گواہی دینا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات دہراتے رہے یہاں تک ہم نے کہا کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوجائیں۔''

(صحیح بخاری ،الادب ،باب عقوق الوالدین من الکبائر(۲۶۵۴)، مسلم (۸۷)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم((قَالَ اَلْكَبَائِرُ :اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوسُ))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبیرہ گناہ (یہ یہ) ہیں ، اللہ کے ساتھ شریک گردانا ، ماں باپ کی نافرمانی کرنا ، قتل نفس (ناحق کسی کو ماردینا یا خودکشی کرنا) اور جھوٹی قسم کھانا۔"

(صحیح بخاری ،الایمان والنذور،باب الیمین الغموس(٦٦٧٥)

"یمین غموس' جھوٹی قسم وہ ہے کہ جان بوجھ کر انسان جھوٹی قسم اٹھائے اسے غموس اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ قسم والے کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے۔"

والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ اِقَالُوْا :يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ ؟ قَالَ :نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ ، فَيَسُبُّ اُمَّهُ))

"سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! کیا آدمی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے ...؟ آپ ﷺ نے فرمایا:" ہاں ایک شخص کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے؟ وہ پلٹ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اسی طرح وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دیتا ہے (یوں گویا وہ اپنے والدین کی گالی کا سبب بنا)"

صحیح بخاری،الادب، اجابةدعاء من برو الدية(٥٩٧٣)مسلم :(٩٠)، واللفظ له۔

والدین سے رشتہ توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

اِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ))

(صحیح بخاری،الادب ،باب اثم القاطع(٥٩٨٤)'مسلم (٢٥٥٦)

''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ :قَالَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ :((اَنَا الرَّحْمَنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا اسْمَا مِنِ اسْمِيُ فَمَنْ وَصَلَهَاوَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهُمَا قَطَعْتُهُ))

''سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: میں رحمان ہوں، میں نے رحم رشتہ کو پیدا کیا ہے جو اسے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا جو اسے توڑے گا میں اسے توڑوں گا''

صحیح بخاری کتاب الادب ،باب من وصل وصله الله ،(٥٩٨٨)وفی روایت ابوهریره ،واصله ترمذی،مسند احمد : ١٩٤/١، سنن ابی داود :١٦٩٥،سنن ترمذی: ١٩٠٧، وسندهٗ حسن

اس حدیث کوامام ترمذی ، امام ابن حبان (١٨٦/٢)اور حافظ ذھبی (المستدرك للحاکم: ١٥٨/٤)نے صحیح کہا ہے۔

والدین کی اطاعت بیوی بچوں پر مقدم ہے

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مسند احمد میں یہ روایت رقم کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دس وصیتیں فرمائیں ان میں سے ایک یہ ہے:

((وَحُرِّقْتَ وَلَاتَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ))

''ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ تم کو یہ حکم دیں کہ تم اپنے بیوی بچوں اور مال ودولت کو چھوڑ دو۔''

مسند للاحمدبن حنبل(٢٣٨/٥)

قیامت کے دن اللہ کی رحمت سے مایوس لوگ

صحیح ابن حبان میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا:

① والدین کا نافرمان

② شراب پینے والا

③ احسان جتانے والا۔"

(صحیح ابن حبان 'الموارد (۲۰۲۳)

نفل نماز پر والدین کی اطاعت مقدم ہے

ابن جریج نے جنگل میں ایک کٹیا بنا رکھی ہے ممتا کی ماری ماں اسے ملنے آئی اور اسے پکارا وہ عبادت میں مصروف تھا ماں کی آواز سن کر اسے پہچان کر بھی وہ اپنی عبادت میں مصروف رہا اور ماں کی پکار کو کوئی اہمیت نہ دی دوسرے دن پھر اسکی ماں آئی پھر اس نے کوئی توجہ نہ دی تیسرے دن پھر ایسا ہی واقعہ ہوا تو ماں کو اس بات کا اتنا صدمہ ہوا کہ اسکے منہ سے اپنے اس درویش بیٹے کے حق میں بے اختیار یہ بددعا نکل گئی کہ الٰہی جب تک میرا بیٹا کسی فاحشہ عورت کا منہ نہ دیکھ لے اسے موت نہ آئے یہ بددعا اللہ نے قبول کی اور ابن جریج اپنی عبادت اور خدا ترسی میں اتنا مشہور تھا کہ بنی اسرائیل کے اکثر لوگ اس سے حسد کرنے لگے تھے اور چاہتے تھے کہ ابن جریج کوئی ایسا الزام لگے جس سے اسکا یہ بلند مقام چھین لیا جائے ،ایک بدنام زمانہ فاحشہ عورت نے جو حسن و جمال میں اپنی نظیر نہیں رکھتی تھی اس خدمت کو سرانجام دینے کا ذمہ لیا اور اسی غرض سے اپنے آپ کو جریج پر پیش کیا جریج نے اسے رد کر دیا، اور اس نے اپنا منہ ایک چرواہے سے کالا کیا اور جس سے اسے حمل ہو گیا جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے مشہور کر دیا کہ بچہ ابن جریج کا ہے ،لوگوں نے جریج پر حملہ کر دیا اور کوٹیا کو

منہدم کر دیا اس نے لوگوں سے وجہ پوچھی تو لوگوں نے سارا ماجرا سنادیا جریج نے کہا تھوڑی دیر ٹھہرو لوگ رک گئے۔ تو اس نے وضو کیا اور عبادت میں مشغول ہو گیا اور اللہ سے دعا کی اللہ نے دعا قبول کر لی آپ باہر تشریف لائے تو وہ عورت بمعہ بچہ وہاں کھڑی تماشہ دیکھ رہی تھی۔

جریج نے اس بچے کے پیٹ میں کچوکا دے کر پوچھا بتا تیرا باپ کون ہے ؟
بچہ قدرت الٰہی سے بول اٹھا: فلاں چرواہا تب جا کر لوگوں نے جریج کا پیچھا چھوڑا، لوگ جریج سے معافی مانگنے لگے اور کہنے لگے کہو تو تمہیں سونے کی کٹیا بنادیں لیکن جریج نے کہا مجھے ویسی ہی کٹیا بنادو۔

(صحیح مسلم، البرو صلة باب تقدیم بر الوالدین علی التطوع بالصلاة(٢٥٥٠)

فوائد:

امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب باندھا ہے ''تقدیم بر الوالدین علی التطوع بالصلاۃ'' نفل نماز پر والدین کی اطاعت مقدم ہے۔ اس روایت سے کئی فوائد اخذ کئے جاسکتے ہیں:

① اولاد کو والدین کے ساتھ ہمیشہ نیکی کرتے رہنا چاہیے۔
② والدین کی اطاعت کو نفلی عبادات پر فوقیت حاصل ہے۔
③ جب ماں پکارے تو ماں کی پکار کا جواب دینا چاہیے اگر کسی کام میں مشغول ہو تو ایسے ترک کر دے۔
④ والدین کی بدعا سے ہر حال میں بچنا چاہیے اور انکی اطاعت کو لازم پکڑنا چاہیے۔ ⑤ والدین کی بدعا نیک' صالح' عابد وزاہد کے حق میں بھی قبول ہوتی ہے۔ ⑥ انسان کو اپنے فرائض سے باخبر رہنا چاہیے تاکہ غفلت سے پیدا ہونے والے مسائل سے بچا جا سکے۔ ⑦ جب دو امر جمع ہو جائیں تو پہلے کو ترجیح دینی چاہیے۔ ⑧ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ

اپنے بندوں کو تنہا نہیں چھوڑتا ، بلکہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔ ⑨ بندگان خدا' اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں لیکن یہ اللہ کے حکم کے تابع ہیں ۔ ⑩ مشکل کے وقت دعا سے پہلے نماز پڑھنا ، اور نماز سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے ، اور یہی مذہب ہے اصحاب الحدیث' اہل السنہ کا

والدین کی خدمت کرنے سے دنیاوی پریشانیاں دور ہوتیں ہیں

ماں باپ کے ساتھ نیکی اور انکے ساتھ خدمت گزاری کرنے سے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی مصیبتوں کو دور کر دیتا ہے ۔ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی مثال دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تین مسافر راہ میں چل رہے تھے کہ اتنے میں موسلا دھار بارش برسنے لگی ، تینوں نے بھاگ کر ایک غار میں پناہ لی ، یکا یک ایک چٹان اوپر سے گری اور اس سے غار کا منہ بند ہو گیا ، اور ان کے بے بسی اور بے چارگی کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ انہیں اپنی موت سامنے کھڑی نظر آتی ہے ، انہوں نے پورے خشوع وخضوع کے ساتھ دربار الٰہی میں اپنے ہاتھ پھیلائے (اور آسمان کی طرف بلند کئے) ہر ایک نے کہا کہ اس ہر ایک کو اپنی خالص نیکی کا واسطہ دینا چاہیے ۔تو پہلے نے کہا یا اللہ تو جانتا ہے ! میرے والدین بوڑھے تھے ، اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے ، میں بکریاں چرایا کرتا تھا ، اور اسی پر ان کی روزی کا سہارا تھا ، میں جب شام کو بکریاں لے کر گھر آتا تو دودھ دوھ کر پہلے اپنے ماں باپ کی خدمت میں لاتا تھا ، جب وہ پی لیتے اس کے بعد میں اپنے بچوں کو پلاتا تھا ، ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں بکریاں چرانے دور نکل گیا ، لوٹا تو میرے والدین سو چکے تھے ، میں دودھ لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا ، میں نے انہیں نہ جگایا اس ڈر سے کہ کہیں انکی نیند میں خلل واقع نہ ہو جائے ، اور نہ میں ان سے علیحدہ ہوا ، خدا جانے کس وقت آنکھ کھل جائے ، اور دودھ مانگیں اور بچے بھوک سے بلک رہے تھے ، مگر مجھے گوارا نہ تھا کہ میرے والدین سے پہلے میرے بچے سیر ہوں ، میں اسی طرح پیالہ لیے رات بھر ان کے سرہانے کھڑا رہا ، اور وہ

آرام کرتے رہے، خداوند تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ کام تیری خوشنودی کے لیے کیا ہے ،تو اس غار کے منہ سے چٹان کو ہٹا دے، یہ کہنا تھا کہ چٹان خود بخود جنبش میں آئی اور غار کے منہ سے تھوڑا سا سرک گئی ،اور اسکے بعد باقی دونے بھی اپنے کاموں کا وسیلہ دے کر دعا کی اور غار کا منہ کھل گیا اور وہ سلامتی سے باہر آ گئے۔

[صحیح بخاری ٬الانبیاء ٬باب حدیث الغار]

ماں باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا بیان

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ یَصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ اَبِیْهِ))

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ سے دوستانہ تعلقات رکھنے والوں سے تعلق جوڑ کر رکھے۔ (یعنی باپ کی محبت اور دوستی کو نبھائے)۔"

اور عبداللہ بن دینار سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "ایک دیہاتی آدمی انہیں ایک راستے میں ملا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کیا اور اسے گدھے پر سوار کرلیا، جس پر وہ خود سوار تھے اور اسے وہ عمامہ بھی دے دیا جو ان کے سر پر تھا (حدیث کے راوی ابن دینار کہتے ہیں) کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے یہ تو دیہاتی لوگ ہیں، تھوڑی سی چیز پر راضی ہوجاتے ہیں، (ان کے ساتھ اتنا کچھ کرنے کی کیا ضرورت تھی) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "(بات یہ ہے) اس شخص کا باپ (میرے باپ) عمر بن خطاب کا دوست تھا، اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں سے نیکی کرنا ہے ایک" اور روایت میں ہے جو ابن دینار ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ جاتے تو ان کے پاس ایک گدھا ہوتا جب وہ اونٹ کی سواری سے اُکتا جاتے تو اس پر سوار ہوجاتے اور ایک

عمامہ ہوتا جسے وہ سر پر باندھ لیتے، اس دوران کہ ایک دن وہ اس گدھے پر سوار تھے، آپ کے پاس سے ایک دیہاتی گزرا آپ نے اس سے پوچھا کیا تو فلاں بن فلاں کا بیٹا نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں کیوں نہیں، آپ نے اسے وہ گدھا دے دیا اور فرمایا: اس پر سوار ہوجا اور اسے عمامہ بھی عنائیت فرما دیا اور کہا اس کے ساتھ اپنے سر کو باندھ لے پس ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بعض ساتھیوں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے آپ نے اس دیہاتی کو وہ گدھا بھی دے دیا جس پر آپ دوران سفر آرام کرتے تھے، وہ عمامہ بھی دے دیا جس کے ساتھ آپ اپنے سر کو باندھتے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے، کہ آدمی اپنے باپ کے (مرنے کے بعد) اس کے دوستوں سے تعلق برقرار رکھے اور ان سے حسن سلوک کرے (اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے) کہ اس کا باپ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔"

(صحیح مسلم، البر والصلاۃ، باب صلة اصدقاء الاب والام ونحوهما (۲۵۵۲)

والدین کے لیے دعائے مغفرت کرنا

وَعَنْ أَبِي أُسَيْدٍ بِضَمِّ الهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّينِ مَالِكِ بْنِ رَبِيعَةَ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَ نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، ((اَلصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالْإِسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَاتُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا))

سیدنا ابو اسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ بنی سلمہ قبیلے کا ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آکر اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسی نیکی بھی باقی ہے جو والدین کی وفات کے

بعد میں ان کے ساتھ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! ان کے حق میں دعائے خیر کرنا اور انکے لیے مغفرت مانگنا ان کے بعد (کئے گئے) عہد پورا کرنا اوران کے رشتوں کو جوڑنا، جو انہی کی وجہ سے جوڑے جاتے ہیں اوران کے دوستوں کی عزت کرنا۔''

سنن ابی داود،الادب،باب فی برالولدین(٥١٤٢) ' سنن ابن ماجه :٣٦٦٤ ، وسندهٔ حسن

اس حدیث کوامام ابن حبان (۲۰۳۰)اور امام حاکم (۱۷۱/۴) نے صحیح کہا ہےاور حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔ والدین جب حیات ہوں تو انکی خدمت کولازم پکڑنا چاہیے،اور انہیں خوش رکھنے کے لیے تمام تراقدامات کرنے کی کوشش کرنی چاہیے،سائل رسول اللہ ﷺ سے والد کی وفات بعد کیا کرنا چاہیے کی بابت دریافت کیا ہے جس پر رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمایا ہے کہ دعا کرنی چاہیے ،حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعاہی عبادت ہے ،اولاد پر والدین کا یہ بھی حق ہے ان کے مرنے کے بعد والدین کے دوستوں کے ساتھ خیرخواہی کی جائے اور والدین کے دوستوں کی عزت کی جائے۔

بیٹا جب والدین کے لئے دعا کرے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺقَالَ: قَالَ رَسُولَ اللّٰهِﷺ((اِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلاَثٍ : صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْعِلْمٍ يَنْفَعُ بِهِ أَوْ وَالَدِ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ)):

سیدناابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان فوت ہوجاتا ہے تو تین اعمال کے سوااس کے تمام اعمال منقطع ہوجاتے ہیں

((اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ))

① صدقہ جاریہ

((اَوْعِلْمٍ يَنْفَعُ بِهِ))

② ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں

((اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهُ))

③ نیک وصالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہو۔

(صحيح مسلم ،الوصية ،باب مايلحق الانسان من الثواب بعد الميت(٣١١٦)،الادب المفرد للبخاری(٣٨)

والدین کو اولاد کے نیک اعمال کا اجر ملتا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِمَا يَلْحَقُ الْمُؤمِنُ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِا عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ اَوْمَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْبَيْتًا لِاَبْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْنَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِيْ صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ))

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن آدمی کو وفات کے بعد جن اعمال وحسنات کا ثواب ملتا رہتا ہے ان میں وہ علم ہے جسے اس نے لوگوں کو سکھایا اور اس کی نشر واشاعت کی ، نیک اولاد جسے وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا، قرآن جسے وہ سکھا کر دوسروں کو اس کا وارث بنا گیا ، وہ مسجد یا مسافر خانہ جسے وہ تعمیر کرا گیا ، ایسی نہریں جسے وہ جاری کرا گیا ، وہ صدقہ جسے وہ اپنی صحت وتندرستی کی حالت میں نکالتا رہا ان تمام اعمال کا ثواب اسے مرنے کے بعد ملتا رہتا ہے۔''

(سنن ابن ماجه ،مقدمه :باب ثواب معلم الناس الخير(٢٤٢)امام ابن خزیمہ(۲۴۹۰) نے اس حدیث کو صحیح اور حافظ ابن ملقن (۱۰۲/۷) نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔

فائدہ

اس حدیث میں فوت شدگان کو کن اعمال کا ثواب پہنچتا ہے کی طرف اشارہ ہے جو

درج ذیل ہیں

① وہ علم جو اس نے سیکھا اور سکھایا

② وہ مال جو اس نے اپنے ہاتھ سے اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا

③ وہ نیک صالح اولاد جو اس نے اپنے پیچھے چھوڑی

④ وہ مسجد یا مسافر خانہ جو اس نے تعمیر کرایا

⑤ وہ نہر جو اس نے کھدوائی تا کہ اللہ کے بندے اس سے استفادہ کریں۔

مندرجہ بالا امور کا ثواب مرنے کے بعد مرنے والے کے کھاتہ میں میں جمع ہوتا رہتا ہے۔اس لیے زندوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے جانے کے لیے سامان سفر کا اہتمام کریں، اعمالِ حسنہ ہی بہترین زادِ راہ ہے،مرنے والوں کے لواحقین کی پر لازم ہے کہ وہ سنت نبوی کے مطابق اللہ کی راہ میں صدقہ جاریہ کریں اور خود کو تقویٰ کی راہ پر گامزن کریں ،چونکہ جہانِ اول سے جہانِ دوئم میں ، میں سمیت آپ نے بھی جانا ہے ۔اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ کی راہ اختیار کرنے کی توفیق دے۔

الحاصل والدین اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں ،اولاد کو چاہیے کو وہ والدین کی عزت وتوقیر کو لازم پکڑے ،اسی میں دنیا اور آخرت کی کامیابی کا راز افشاں ہے،والدین کی بے ادبی کرنے والا مراد کو نہیں پہنچ سکتا ،مثل مشہور ہے :''بے ادب بے مراد' باادب بامراد'' اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میں سمیت تمام عامتہ الناس کو والدین کی عزت وخدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔اور جن بھائیوں اور بہنوں کے ماں باپ وفات پا چکے اللہ تعالیٰ انکو بہشت میں جگہ دے

حقوق اولاد

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ﴾

(التحریم : ۷)

"اے ایمان والو!تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں ،جس پر سخت دل مظبوط فرشتے مقرر ہیں ،جنہیں جو حکم اللہ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں ۔"

حقوق والدین کے بعد ضروری ہے کہ حقوق اولاد بھی بیان کیا جائے تاکہ والدین کو اپنی ذمہ داری کا علم ہو جائے ،انتہائی اختصار کے ساتھ ان شاء اللہ ،اولاد کے حقوق اور والدین کی ذمہ داری بیان کی جا رہی ہے۔

سیدنا لقمان علیہ السلام کی پند و نصاح اپنے بیٹے کیلئے :

﴿ یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ☆ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَاۤ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ☆ وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ☆ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ﴾

"پیارے بیٹے اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ بھی کسی پتھر کے تلے ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو اسے اللہ تعالی ضرور لائے گا، اللہ تعالی بڑا باریک بین

اور خبردار ہے۔اے میرے چھوٹے بیٹے نماز قائم رکھنا اچھے کاموں کی نصیحت کرنا، برے کاموں سے منع کرنا جو مصیبت تم پر آجائے صبر کرنا، یقین مان کہ یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔لوگوں کے سامنے اپنے رخسار نہ پھلا اور زمین پر اِترا کر، اکڑ کر نہ چل کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز پست رکھا کر، یقیناً بد سے بدتر آواز گدھوں کی ہے۔"

فائدہ:

والدین پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اچھی وعظ و نصیحت کریں ،بچوں کی اخلاقی ،روحانی ،ذہنی ،جسمانی پرورش کریں تا کہ بچے اچھے شہری اور اچھے مسلمان عامل باعمل بن سکیں ،جن کے اندر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ،سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ،سیدنا علی رضی اللہ عنہ ،سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ،سیدنا عبدالرحمٰن بن صخر رضی اللہ عنہ ،سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ،سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ،سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ،سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ،سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ،محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ ،سیدنا امام مالک رحمہ اللہ ،سیدنا امام شافعی رحمہ اللہ ،سیدنا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ،سیدنا امام تیمیہ رحمہ اللہ ،سید نا الحافظ ابن قیم رحمہ اللہ ،حافظ ابن حجر رحمہ ، حافظ نووی رحمہ اللہ ،علامہ البانی رحمہ اللہ کی زندگی ان کے لئے عمدہ نمونہ ہے ،ایسی تربیت کی جائے کہ بچوں کو علم ہو کہ ہمارے رفقا نے دین کیسے حاصل کیا اور کس طرح استقامت کے ساتھ اللہ کے سامنے سربسجدہ ہوئے ،اللہ کی اطاعت گزاری کرنے والوں کو اللہ نے کیسے انعامات سے نوازا ،اور نافرمانوں کو کس طرح عذابوں کے بھینٹ چڑھادیا۔کسی طرح ظالموں کو انکے ظلم کی سزا دی گئی ،اگر بچوں کی اخلاقی روحانی ،جسمانی تربیت نہ کی گئی تو والدین سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی۔

اولاد کے نان ونفقہ فراہم کرنے کا ثواب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا شَابٌّ مِنَ الثَّنِیَّةِ فَلَمَّا رَأَیْنَاهُ (وَفِی رِوَایَةٍ: رَمَیْنَاهُ) بِاَبْصَارِنَا: قُلْنَا: لَوْ أَنَّ هٰذَا الشَّابَّ جَعَلَ شَبَابَهُ وَنَشَاطَهُ وَقُوَّتَهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ فَسَمِعَ مَقَالَتَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَمَا سَبِیْلُ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ قُتِلَ؟ مَنْ سَعٰی عَلٰی وَالِدَیْهِ، فَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَنْ سَعٰی عَلٰی عِیَالِهِ، فَفِی سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَمَنْ سَعٰی عَلٰی نَفْسِهِ لِیُعِفَّهَا، فَفِی سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَمَنْ سَعٰی عَلَی التَّكَاثُرِ فَفِی سَبِیْلِ الشَّیْطَانِ وَفِی رِوَایَةٍ الطَّاغُوْتِ))

[الصحیحة(۳۲۴۸)'البزار(الکشف:۱۸۷۱)'طبرانی فی الاوسط(۴۲۲۶)'ابو نعیم فی الحلیة الاولیاء(۶/۱۹۶'۱۹۷)'بیهقی(۹/۲۵)]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک نوجوان گھاٹی کی طرف سے آیا، جب ہم نے اس کو دیکھا تو ہم نے کہا شائد یہ نوجوان اپنی جوانی، چستی وطاقت اللہ کی راہ میں وقف کرتا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری یہ بات رسول اللہ ﷺ نے سن لی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہی ہوتا ہے جو قتل کیا جاوئے؟ جس نے اپنے ماں باپ کے لئے محنت کی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے، جس نے اپنے اہل وعیال کے لئے محنت کی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے، جس نے اپنے لئے محنت کی تا کہ وہ سوال کرنے سے بچے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے اور جس نے مال زیادہ اکٹھا کرنے کی کوشش کی وہ شیطان کی راہ میں دوسری روایت میں ہے کہ وہ طاغوت کی راہ پر ہے۔''

تجھ سے تیری اولاد کے متعلق پوچھا جائے گا۔

عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقُولَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ:((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ اَلْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ اَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ مَالِ اَبِيْهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))

(صحیح بخاری ،الجمعه،باب الجمعة فی القری والمدن(۸۹۳)، صحیح مسلم :۱۸۲۹)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہوگا ۔امام نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا ۔مرد اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا،عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اس سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ انسان اپنے باپ کے مال کا نگران ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر ایک سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

فائدہ:

اس روایت سے صاف واضح ہوگیا ہے کہ اگر بندہ خود صالح عمل کرے اور اپنے قرابت داروں ،اولاد ،والدین کا خیال نہ رکھے تو اس کی نجات کے لیے کافی نہیں ہے۔خود بھی نیک کام کرے اور اپنے قرابت داروں کو بھی نیک کام کرنے کی ترغیب دے ۔ یہ نہیں ہے کہ خود تو دینی کام کررہا ہو اور پیچھے اولاد شراب کی رسیہ ہو ،ڈاکہ زنی کرتی ہو ،گھر میں

بے پردگی کا دور دورہ ہو، اللہ کے دین کو اہل خانہ بھولا رہے ہوں ۔مسئلہ یہ ہے کہ خود بھی نیک کام کرے دوسروں کو بھی نیک کام کرنے کی ترغیب دو۔

پہلے توحید کا درس دو

عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولَ اللّٰه ﷺ:((اُدْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِىْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ))

(صحیح بخاری ،الزکاۃ،باب وجوب الزکاۃ(۱۳۹۵)'مسلم(۱۹)'ابو داؤد(۱۵۸٤)'
ترمذی(٦٢٥)'والدارمی(١٦١٤)'مسند احمد(۱/۳۳۳)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے جب معاذ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا'' کہ تم انہیں اس کلمہ کی گواہی کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے،اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں ۔اگر وہ لوگ یہ بات مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان پر روزانہ پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ لوگ یہ بات مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان کے مال پر کچھ صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لے کر انہیں کے محتاجوں کو لوٹا دیا جائے گا۔''

فوائد:

اس روایت کے مطابق سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو جو پہلا حکم دینے کو کہا ہے وہ یہ ہے کہ'' اُدْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنَّ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰه '' انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے۔''تو پہلا فرض جو والدین پر عائد ہوتا ہے وہ یہ کہ بچوں کو اللہ

وحدہ لاشریک کی پہچان کروانا ،انتہائی حکیمانہ انداز کے ساتھ ،دوسرا فرض یہ عائد ہوتا ہے کہ خاتم النبین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی پہچان کروانا ،زندگی گزارنے کیلیے آپ ﷺ کونمونہ کے طور پر پیش کرنا ،موقع محل کے مطابق بچوں کو رسول اللہ ﷺ کی پیاری زندگی کے پیارے واقعات سنانا ،تاکہ بچوں کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی محبت گھر کر جائے ۔اور آپ ﷺ کے پیروکاروں کے متعلق آگاہی کروانا ۔یہ والدین کے فرائض میں شامل ہے ۔

مگرا فسوس ......! آج لوگ اپنے بچوں کو سب کو پہلے ناچنا ،گیت گانا ،یہودو نصاری کی تقریبات (سالگرہ) سے واقف کرواتے ہیں ،اور گالیاں سکھاتے ہیں اور جب بچہ گالی دے تو بیگم صاحبہ بڑے محبت بھرے انداز میں اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ آج آپ کے لخت جگر نے گالی دی ہے ،میاں اس پر خوشی کا اظہار کرتا ہے،ہونا تو چاہیے تھا کہ بچہ نماز ادا کرنے کی کوشش کرتا،یا مسجد جاتا اور ماں اپنے رفیقِ حیات کواس کی خوشخبری دیتی مگر ہمارے گھروں میں کیبل ،ڈش ٹی وی کا راج ہے ہمارے بچے وہ ہی کام کرتے ہیں جو ٹی وی سکرین پر دیکھتے ہیں ۔

سات سال کے بچوں کو نماز کا حکم

عَنْ عَمْرِو ابنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ ،وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشَرَ سِنِيْنَ ،وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ))

سیدنا عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:”اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہوجائیں تو نماز کا حکم دو ،اور جب دس سال کے ہوجائیں (اورنہ پڑھیں) توانہیں اس پر مارواورانکے بستر جدا جدا کردو ۔“

سنن ابو داود ،الصلاۃ ،باب متی یومر الغلام بالصلاۃ (٤٩٥)،مسند احمد(٢/ ١٨٧)،

دارقطنی(١/ ٢٣٠) وسندہٗ حسن۔

حافظ ابن ملقن (البدر المنیر: ٢٣٨/٣)اسے صحیح قرار دیتے ہیں اور حافظ نووی نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے ۔(ریاض الصالحین)اسی معنی کی ایک حدیث سیدنا سبرۃ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے ،دیکھئے:سنن ابی داوٗد ،الصلاۃ ،باب متی یومر الغلام بالصلاۃ(٤٩٤) ، جامع ترمذی (٤٠٧) ، وسندہٗ صحیح۔اس حدیث کو امام ترمذی اور امام ابن الجارود(١٤٠)نے صحیح اور امام حاکم (٢٠١/١)نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے ، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

فوائد:

اس روایت سے تین مسئلے واضح ہوئے

① جب بچے سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز کی رغبت دلاؤ ،یعنی شوق دلاؤ

② جب بچے دس سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو ،تاکہ بچے نماز پڑھیں

③ اس بلوغت کی عمر میں انکے بستر جدا جدا کردو ، یہ انتہائی حکیمانہ نصیحت ہے جسے اپنانے میں خیر اور بھلائی ہے۔

بچوں کو روزے رکھنے کی ترغیب دلانا

وَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ لِنَشْوَانٍ فِیْ رَمَضَانَ وَیْلَکَ وَصِبْیَانُنَا صِیَامٌ فَضَرَبَهُ))

صحیح بخاری : کتاب الصوم ، باب صوم الصبیان(١٩٦٠) معلقا، سنن سعید بن منصور :، الجعدیات للبغوی بحوالہ تغلیق التعلیق : ١٩٦/٣، وسندہٗ صحیح

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نشہ باز سے فرمایا تھا۔ ''افسوس تجھ پر! (تو نے رمضان میں بھی شراب پی رکھی ہے) حالانکہ ہمارے بچے تک بھی روزے سے ہیں، پھر آپ نے اس پر حد قائم کی۔''

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ قَالَتْ اَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ عَاشُوْرَاءِ اِلٰى قُرَى الْاَنْصَارِ: ((مَنْ اَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ اَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ "قَالَتْ فَكُنَّا نَصُوْمُهُ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ الْعِهْنِ فَاِذَا بَكٰى اَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ اَعْطَيْنَاهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَالْاِفْطَارِ))

(صحیح: بخاری ،الصوم،باب صوم الصبیان(١٩٦٠)، صحیح مسلم (١١٣٦) والبیهقی(٤/٢٨٨)

سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عاشورہ کی صبح کو آنحضرت ﷺ نے انصار کے محلوں میں کہلا بھیجا کہ صبح جس نے کھا لیا ہو وہ دن کا باقی حصہ پورا کرے جس نے کچھ کھایا پیا نہ ہو وہ روزے سے رہے۔ ربیع نے کہا کہ پھر بعد میں بھی رمضان کے روزے کی فرضیت کے بعد ہم اس دن روزے رکھتے اور اپنے بچوں سے بھی رکھواتے تھے ہم انہیں اون کا کھلونا دے کر بہلائے رکھتے جب کوئی کھانے کیلئے روتا تو وہی دے دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا۔''

فوائد:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے احکام وفرمین کی اقتدا میں کسی چیز کو رکاوٹ کا موجب نہ سمجھا، یہ عظیم نفوس قدسیہ اسلام کے نشر واحیاء کی کوشش میں کمربستہ رہتے، انہوں نے اپنے تن من دھن جان ومال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نچھاور کردیا، خداوند

نے ان کی اس عظیم بے مثال قربانی کو قبول فرماتے ہوئے ان کے لیے اپنی رضامندی کا اعلان کیا، یہ غلام مصطفیٰ تھے کہ جن کی رات خداوند کے کلام پاک کو تلاوت کرنے اور خداوند کی بارگاہ میں روتے گزرتی اوران شہسواروں کا دن گھوڑے کی پیٹھ پر گزرتا اللہ تعالیٰ کے دن کی نصرت وسربلندی کے لیے اپنی جوانیاں اللہ کی راہ میں قربان کرتے، خداوند ان کا تذکرہ اپنے ملا اعلیٰ میں کرتا، خدوواند جبریل علیہ السلام کو محبوب خدا کے پاس روانہ کرتا اوران کے لیے جنت کا اعلان ہوتا، ان کے اجتماع اوراتحاد ایسا عظیم تھا کہ خدواند نے انہیں اپنی جماعت کہا، خداوند ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔

بچوں کو نماز عید کے لیے عیدگاہ لے کر جانا:

عَنْ عَبْدُالرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ((خَرَجْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ يَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰی فَصَلّٰی ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ اَتَی النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ))

(صحیح بخاری، الجمعة ،باب خروج الصبیان الی لمصلی (۹۷۵)

عبدالرحمٰن بن عابس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے عید الفطر یا عید الضحٰی کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

آپ ﷺ نے نماز پڑھنے کے بعد خطبہ دیا پھر فرمایا عورتوں کی طرف آئے اور انہیں نصیحت فرمائی اور صدقہ کے لیے حکم فرمایا:''

فائدہ:

اس روایت سے ہمارا موقف واضح ہوتا ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے'' خروج الصبیان الی ا لمصلی ''بچوں کا عیدگاہ جانا۔''علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

مذکورہ بالا روایت کا تعلق باب سے ہے جب ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے لیے نکلے تھے اس وقت آپ چھوٹے تھے (عمدۃ القاری:٦/٢٩٧) چھوٹے بچوں کو عیدگاہ لے جانا درست اور صحیح ہے کیونکہ بچوں کے دل میں شوق پیدا ہوتا ہے، مزید ہر اس بچے کو عیدگاہ لے جانا جائز اور درست ہے جس کی عمر سات سال ہو چکی ہو۔

استطاعت ہو تو چھوٹے بچوں کو حج کرانا:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالرَّوْحَاءِ فَلَقِيَ رَكْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ :" مَنِ الْقَوْمُ " فَقَالُوْا :اَلْمُسْلِمُوْنَ ،فَقَالُوْا :فَمَنْ اَنْتُمْ ؟قَالُوْا :رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَرَفَعَتْ اِلَيْهِ اِمْرَاةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ :يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَهَلْ لِهٰذَا حَجٌّ ؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ))

(صحیح مسلم،الحج،باب صحۃ الصبی و اجر من حج بہ (١٣٣٦)،ابو دائود (١٧٣٦)،واحمد(١/٢١٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام روحاء پر تھے کہ آپکو ایک قافلے والے ملے آپ نے انہیں سلام کہا اور پوچھا کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں انہوں نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کون لوگ ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو ایک عورت نے جلدی سے اپنے بچے کو بازو سے پکڑا اور اپنے ہودج سے باہر نکالا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس کے لیے حج ہے۔؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! اور تیرے لیے اجر ہے۔"

چھوٹے بچے اگر والدین یا سر پرستوں کے ساتھ ہوں تو انہیں حج کے لیے لے جانا جائز ہے، اور انہیں بھی اعمال حج میں شریک کیا جائے جہاں تک از خود ساتھ دے سکیں، بہتر یہی ہے باقی والدین کروائیں، طواف اور سعی میں اٹھائیں، عرفات اور مزدلفہ میں ساتھ

رکھیں ان کی طرف سے کنکریاں ماریں ،ان کا ثواب والدین کے لیے ہے اور کتنی بڑی فضیلت ہے کہ معمولی سے محنت سے ایک عظیم الشان اجر کا مستحق ہو جائے ۔اگر یہ بلوغت کی عمر کو پہنچ جائیں تو پھر یہ تمام اعمال خود سرانجام دیں گے ۔

عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حُجَّ بِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ .

(صحیح بخاری ،الحج،باب حج الصبیان(۱۸۵۸)

سیدنا سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرایا گیا اس وقت میری عمر سات سال تھی ۔چھوٹے بچوں کو حج کروانا بالا اولیٰ جائز ہے خواہ انکی عمر سات سال ہی کیوں نہ ہو ۔امام بخاری نے باب باندھا ۔'' حج الصبیان''بچوں کا حج کرنا ۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے بچپن میں حج کیا تھا ۔صحیح :بخاری العمرۃ ،باب حج الصبیان(۱۸۵۲)،مسلم(۵۰۴)

بچوں کو تعلیم کی رغبت دلانا

﴿ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴾ (۲۰/طه:۱۱٤)

''پس اللہ تعالی عالی شان والا سچا بادشاہ ہے تو قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کر اس سے پہلے کہ جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے وہ پوری کی جائے ہاں یہ دعا کر اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما۔''

﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾

(۳۹ /الزمر:۹)

'' بتلاؤ کہ علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں، یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہیں ۔''

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَّاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾ (۵۸/ المجادلہ:۱۱)

''اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کھل کر بیٹھو تو تم جگہ کشادہ کردو اللہ تمہیں کشادگی دے دے گا اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر اس کام سے جو تم کر رہے ہو خوب خبردار ہے۔''

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ وَ الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴾ (۳۵/ فاطر:۲۸)

''اور اسی طرح آدمیوں جانوروں اور چوپایوں میں بعض ایسے ہیں کہ انکی رنگتیں مختلف ہیں اللہ سے اسکے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں واقعی اللہ تعالی زبردست بڑا بخشنے والا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص علم دین کی تلاش کے لئے کسی راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔'' صحیح مسلم (۲۶۹۹)

علم کی حاصل کرنا ہر مسلمان مرد بچے جوان بوڑھے پر لازم ہے۔ اس پر امت کا اجماع ہے۔ والدین پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ بچوں کی اچھی تعلیم وتربیت کا بندوست کریں مگر یاد رہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کو ایک ہی ادارے میں مخلوط تعلیم دینا جائز نہیں ہے یہ تعلیم نہیں ہے، بلکہ بے حیائی کا فروغ ہے۔ لہذا والدین پر فرض ہے کہ اپنی بچیوں کو وہاں تعلم دلوائیں جہاں بچیوں کے لیے پردے کا واضح انتظام موجود ہے۔

والدین پر فرض ہے کہ بچوں کو بولنے کے آداب سکھائیں۔

ا۔ فحش باتوں سے منع کرنا

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ (۲۳/ المومنون:۳)

''اور وہ بے ہودہ لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔''

۲۔ بچوں کو اچھی بات کہنے کی ترغیب دلانا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے''

(صحیح بخاری ،الادب،باب اکرام الضیف وخدمته ایاه بنفسه(٦١٣٦)'

مسلم(٤٨)

۳۔ بچوں کو بدکلامی کرنے سے روکنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيْئِ))

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مومن بہت زیادہ لعن طعن کرنے والا فحش گو اور بدکلامی کرنے والا نہیں ہوتا۔''

(صحیح ترمذی ،کتاب البر و صله ،باب ماجاء فی اللعنة (١٦١٠)،وابو دائود (٤٩٤١)

۴۔ بچوں کو عفو درگزر کرنے کا سبق سکھانا

﴿ وَ اَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ﴾ (۲/ البقرہ:۲۳۷)

''اور تم درگزر کرو یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔''

۵۔ بچوں کو غصہ پی جانے کی ترغیب دلانا

﴿الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ (۳ /آل عمران: ۱۳٤)

''جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور درگزر کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ))

''پہلوان وہ شخص نہیں ہے جو اپنے مدِ مقابل کو پچھاڑ دے پہلوان وہ شخص ہے جو غصہ کو پی جائے۔'' (صحیح بخاری (٥٧٦٣)، صحیح مسلم (٢٦٠٩)

۶۔ بچوں کو اچھی نصیحت کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے''

(صحیح بخاری ،الادب،باب اکرام الضیف وخدمته ایاه بنفسه(٦٤٧٥)، صحیح مسلم (٤٧)۔

۷۔ بچوں کو بڑوں کا ادب سکھانا

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيْرِنَا ، فَلَيْسَ مِنَّا))

''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم اور ہمارے بڑوں کی عزت وتوقیر نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔''

ترمذی،البر و صلہ،باب ماجاء فی رحمة الصبیان(۱۹۱۹) 'مسند أحمد : ۲/۲۲۲،

سنن ابی داوٗد :۴۹۴۳)مسند الحمیدی :۵۸۶، وسندہٗ حسن

۸۔ بچوں کو صلہ رحمی کی ترغیب دلانا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ))

''جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے'' (یعنی رشتہ داری نہ توڑے)

(صحیح بخاری،الادب،باب اکرام ضیف۔۔الخ(۶۰۱۸)،مسلم :۴۷)

۹۔ بچوں کو بھائی چارے کی ترغیب دلانا

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾

(۴۹ / الحجرات:۱۰)

''یاد رکھو! مسلمان (آپس میں) بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

۱۰۔ بچوں کو ظلم وزیادتی کرنے سے منع کرنا

أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَايَظْلِمُهُ وَلَايُسْلِمُهُ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرِ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يُوْمَ الْقِيَامَةِ))

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر زیادتی کرتا ہے، نہ اسے (بے یارو مددگار چھوڑ کر دشمن کے) سپرد کرتا ہے جو اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو، اللہ تعالیٰ اسکی حاجت پوری فرماتا ہے۔ جو کسی مسلمان سے کوئی پریشانی دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی (بڑی) پریشانی دور فرما دے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

صحیح بخاری، المظالم، باب لایظلم المسلم۔۔۔ولایسلمه (۲۴۴۲)، مسلم (۲۵۸۰)۔

۱۱۔ بچوں کو سچائی اور وعدہ وفا کرنے کی ترغیب دینا۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (۹/ التوبہ: ۱۱۹)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھی بنو۔''

سچا آدمی حقیقی مومن ہے

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ﴾ (۳۳/ الاحزاب: ۳۵)

"بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں۔"

۱۲۔ سچ آدمی کو جنت میں لے جاتا ہے

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰی يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ صِدِّيْقًا وَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِیْ اِلَی النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰی يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ كَذَّابًا))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یقیناً سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ نافرمانی کی پیروی کرتا ہے اور نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی یقیناً جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"

(صحیح بخاری، الادب، باب قول اللہ تعالی ﴿یایھا الذین امنو اتقوا اللہ﴾ (۶۰۹۴)، صحیح مسلم (۲۶۰۷)، ابوداؤد (۴۹۸۹)، ترمذی (۱۹۷۱)

عَنْ مُعَاوِيَه بِنْ حَيْدَه قُشَيْرِي رضی اللہ عنہ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((وَيْلٌ لِّلَّذِیْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ))

"جناب بہز بن حکیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے والد (حکیم) نے اپنے والد (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو بات کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اس لیے کہ اس کے

ساتھ لوگوں کو ہنسائے اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے۔"

مسند احمد (۵/ ۲، ۵/ ۵، ۵/ ۷) سنن ابوداؤد ،الادب،باب فی التشدید فی الکذب(۴۹۹۰) سنن ترمذی(۲۳۱۵، النسائی (فی الکبریٰ : ۱۱۰۶۱، ۱۱۵۹۱) وسندهٗ حسن۔

۱۳ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَإِذَائْتُمِنَ خَانَ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " منافق کی تین علامتیں ہیں:

① جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔

② جب وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

③ اور جب اسے امانت دی جاتی ہے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔"

(صحیح بخاری ،الایمان،باب علامة المنافق(۳۳)،مسلم (۵۹)

۱۴۔ ہر سنی سنائی بات قابل حجت نہیں ہوتی

عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَاسَمِعَ))

سیدنا حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کرتا رہے۔"

صحیح مسلم،مقدمه(۵) وسندهٗ حسن

۱۴۔ بچوں کو اچھے کام کی رغبت اور برے کام سے منع کرنا:

﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (۳/ ال عمران:۱۰۴)

"تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں۔"

۱۵ بہترین امتی ہونے کا وصف

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (۳/ آل عمران:۱۱۰)

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے ہی پیدا کی گئی ہو کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لیے بھی بہتر تھا ان میں ایمان والے بھی ہیں۔"

۱۶ بچوں کو جاہلوں سے دور رہنے کی ترغیب دلانا

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ (۷/ الاعراف:۱۹۹)

"آپ درگزر کو اختیار کریں نیک کاموں کی تعلیم دیں، اور جاہلوں سے دور ہو جائیں۔"

۱۷ بچوں کو نماز پڑھنے کی ترغیب دلانا

﴿ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ

الْمُنْكَرِ وَ يُقِيمُوْنَ الصَّلٰوةَ ﴾ (۹ /التوبه:۷۱)

"مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے معاون اور دوست ہیں وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں، اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں۔"

۱۸ بچوں کو فسق وفجور سے منع کرنا

﴿ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾ (۷/ الاعراف:۱۶۵)

"سو جب وہ اس امر کے تارک رہے جو ان کو سمجھایا جاتا تھا تو ہم نے ان لوگوں کو بچالیا جو اس بری عادت سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو (جو) زیادتی کیا کرتے تھے، ایک سخت عذاب نے پکڑلیا۔"

۱۹۔ بچوں کو برائی کا قلع قمع کرنے کی ترغیب دلانا

قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ ﷛ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يقول ((مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ))

"ابوسعید ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ سے روک دے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل ہی سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے زیادہ کمزور ترین درجہ ہے۔"

صحیح مسلم، الایمان، باب کون النهی عن المنکر من الایمان (۴۹)، ابو دائود

(۱۱٤۰)،ترمذی(۲۱۷۲)،مسنداحمد(۱۱۰۷۳)۔

۲۰ بچوں کو برے دوست بنانے سے منع کرنا

عَنْ أَبُو مُوسَى أَشْعَرِي رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ((مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيْسِ السُّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيْرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدِمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهُ أَوْ تَجِدَ رِيْحَهُ وَكِيْرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً))

''سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال مشک کستوری بیچنے والے عطار اور لوہار کی سی ہے مشک بیچنے والے کے پاس تو دواچھائیوں میں ایک نہ ایک ضرور پالو گے، یا تو مشک ہی خریدلو گے ورنہ کم از کم اسکی خوشبو تو ضرور پاسکو گے، لیکن لوہار کی بھٹی یا تمہارے بدن اور کپڑے کو جھلسا دے گی ورنہ بدبو تو تم اس کی ضرور پاؤ گے۔''

(صحیح بخاری،البیوع،باب في العطار وبیع المسك (۲۱۰۱)،مسلم (۲۶۲۸)

۲۱۔ بچوں کے کھانا کھانے کے آداب سکھانا

① بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا جائے۔

② دائیں ہاتھ سے کھانا کھایا جائے۔

③ اپنے آگے سے کھایا جائے۔

أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ، يَقُولُ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ((يَاغُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ))

سیدنا عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بچہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے لڑکے، اللہ کا نام لو یعنی بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اپنے آگے سے کھاؤ اس کے بعد میرا کھانے کا طریقہ ہمیشہ یہی رہا۔"

(صحیح بخاری ،الاطعمة ،باب التسمية على الطعام والاكل باليمين(٥٣٧٦)

،مسلم (٢٠٢٢)

بچوں کو نظریں جھکا کر رکھنے کا حکم دینا

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ (٢٤/النور:٣٠)

"اے نبی ﷺ مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے پاکیزہ طریقہ ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔"

① بعض اہل علم نے اس صدقے سے صدقہ واجبہ یعنی زکوۃ مراد لی ہے ،اس لئے وہ دوسرے صدقات کو ان کے لیے جائز سمجھتے ہیں؛ جبکہ جمہور علماء دونوں قسم کے صدقات کو ان پر حرام قرار دیتے ہیں ،اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی ایک صدقہ کی تخصیص نہیں کی ہے ،بلکہ مطلقاً صدقے کو آل محمد کیلیے حرام کہا ہے ،جس میں دونوں قسم کے صدقے شامل ہیں ،یہی مسلک راجح ہے۔

② انسان کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو بھول جاتا ہے، جو کبھی نہیں بھولتا وہ اللہ ہے۔

③ قرآن وسنت دونوں نص صریح ہیں۔

④ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت وتکریم کرنا فرض ہے۔

⑤ واعظ کرتے وقت سب سے پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کرنا اچھا اور بہترین عمل ہے

⑥ دین اسلام کی نشر واشاعت کرنا فرض ہے

⑦ بعض الناس جو اہل بیت سے محبت کے دعویدار ہیں، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ہم انہیں دعوت فکر دیتے ہیں۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے صحابہ کی بدگوئی مت کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کر ڈالے، تو ان کے ایک مد یا آدھے مد کو نہیں پہنچ سکتا'' بخاری، رقم (۳۶۷۳)، مسلم، رقم (۲۵۴۱)۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی عزت وتکریم کرنا فرض ہے۔

بچیوں کو پردہ کرنے کا حکم

﴿ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ﴾

(۲۴ /النور:۳۱)

''(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں، بجز اسکے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کو ڈالے رہیں۔''

﴿ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾

(۳۳/ الاحزاب:۵۹)

'' اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی

جائیں اور نہ ستائی جائیں۔اللہ غفور ورحیم ہے۔''

مزید دیکھئے :(٢٤/ النور ٢٧ تا ٣١ ـ ٥٨ تا ٦٠ :ـ ٣٣/ الاحزاب :٥٣ تا ٥٥):

① اسلام عورت کو پردہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔تاکہ عورت محفوظ رہے۔

② ہماری گزارش ہے دنیا کے دانشوروں سے کہ ایک عورت پینٹ اور شرٹ پہنے ہوئے ہو جس کے بازو، اور جسم کے اجزاء نمایاں ہوں۔ اور ایک عورت جس نے اسلامی لباس پہنا ہوا ہو اسکا جسم کپڑے میں ملبوس ہو اور جسم کے اجزاء نظر نہ آرہے ہوں بنظر انصاف اوباش آوارہ، بدکار شخص دونوں عورتوں میں کس عورت کی طرف اپنی توجہ مرکوز کرے گا۔ ظاہر ہے اس عورت کی طرف جس نے پینٹ اور شرٹ پہن رکھی ہو اور جسم کے اجزاء نمایاں ہوں اسکی طرف توجہ مرکوز کرے گا، پس اسلام کامل اور اکمل مذہب ہے، اسلام کی دعوت امن وسلامتی کی دعوت ہے، اسلام کو اپنا کر ہی عورتوں کی عزت وعصمت کا تحفظ ہوسکتا ہے، مغربی کلچر سے فاحشی وعریانی میں اضافہ تو ہوسکتا ہے لیکن عورت کی عصمت محفوظ نہیں ہوسکتی۔

والدین پر فرض اور لازم ہے کہ لڑکیوں کی پیدائش پر بھی خوشی کا اظہار کریں، غمی کا اظہار نہ کریں لڑکے اور لڑکی دونوں کو برابر کے حقوق فراہم کریں۔''

۲۲۔ بچیوں کی پیدائش پر غمی کا اظہار کرنا حرام ہے

﴿وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ(٥٨)ج يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ط اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَاسَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ (١٦/ النحل:٥٨۔٥٩)

'' ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے سوچتا ہے کہ کیا اس ذلت کو لیے ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبادے آہ! کیا یہ لوگ

کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں۔"

۲۳۔بچیوں کی پرورش کرنے والے کو خوشخبری

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ((مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَنَا وَھُوَ ھٰکَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَہٗ))

(صحیح مسلم ،البر وصلہ و الادب،باب فضل الاحسان الی البنات۔(۲۶۳۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :"جو شخص دو بچیوں کی پرورش کرے حتٰی کہ وہ بالغ ہوگئیں تو وہ قیامت کے دن اسطرح آئے گا، آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کو ملالیا ۔"

یہ تمام حقوق عورت کو اسلام نے دیے ،جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں عورت کو حقوق حاصل نہیں ہیں انکے اس اظہار خیال کی کوئی حیثیت نہیں وہ صرف مغربی فحاشی کو پاکستان میں فروغ دینا چاہتے ہیں یہ لوگ دنیائے اسلام ٹونی اور بش کی آمجگاہ بنانا چاہتے ہیں ،مگر یاد رہے یہ ساری سرزمین اللہ کی ہے یہاں انشاء اللہ اللہ کا قائم کردہ نظام ہی قائم ہوگا۔

۲۴۔اولاد کا قتل (منصوبندی) حرام ہے

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ ﴾

(۱۷/ بنی اسرائیل:۳۱)

"اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی ۔"

والدین پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ بچوں کو دل جمعی کے ساتھ تعلیم تربیت کے فرائض سرانجام دیں ۔اور بچیوں کو زندہ درگور نہ کریں یہ انتہائی گھٹیا ،اور برافعل ہے جسکی اللہ

نے قرآن کریم میں سخت مذمت کی ہے،اسلام ایک مکمل دستور ہے،اسلام بچے دو ہی اچھے کی سخت مخالفت کرتا ہے قارئین کرام مغربی یہودیوں کی دوغلی پالیسی پر تھوڑا سا جائزہ لیں، ایک طرف بچوں کے حقوق کا عالمی دن مناتے ہیں تو دوسری طرف میڈیا کے زریعے بچوں کو کم یعنی قتل کرنے کی ترغیب اس تشہیر سے کرتے ہیں بچے دو ہی اچھے مختلف ادویات بنادی ہیں بچوں کا قتلِ عام کرنے کیلئے ،یہ حقوق کے نام پر قتل سازی کا مرتکب کون؟

بچے اور بچیوں کو ناخن بڑھانے سے روکنا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ((وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَنَتْفِ الْإِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً))

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ہمیں مونچھوں کے تراشنے ناخنوں کے کاٹنے ،بغلوں کے بال اکھیڑنے اور زیر ناف بالوں کے مونڈنے کا حکم کیا گیا ہے کہ چالیس راتوں سے زیادہ نہ گزرنے پائیں۔''

(صحیح مسلم،الطھارۃ،باب خصال الفطرۃ (۲۵۸)،ابوداؤد(۴۲۰۰)،ترمذی (۲۷۵۸)مسنداحمد(۱۳۱۰۹)

۲۵ بچوں کی جسمانی تربیت

﴿ وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ م بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ وَ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا

اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ (۲/ البقرہ:۲۳۳)

"مائیں اپنی اولادوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت پوری کرنے کا ہو اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو مطابق دستور کے ہو ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے۔ جتنی اس کی طاقت ہو، ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے وارث پر بھی اس جیسی ذمہ داری ہے پھر اگر دونوں باہمی مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں اور اگر تمہارا ارادہ اپنی اولاد کو دودھ پلوانے کا ہو، تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تم کو ان کے دستور کے مطابق جو دنیا میں ہو وہ ان کے حوالے کردو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی دیکھ بھال کررہا ہے۔"

﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ وَ اِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَّاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗ اُخْرٰى﴾

(۶۵/ الطلاق :۶)

"تم اپنی طاقت کے مطابق جہاں تم رہتے ہو وہاں ان طلاق والی عورتوں کو رکھو اور انہیں تنگ کرنے کی تکلیف نہ پہنچاؤ اور اگر وہ حمل سے ہوں تو جب تک بچہ پیدا ہو لے انہیں خرچ دیتے رہا کرو پھر اگر تمہارے کہنے سے وہی دودھ پلائیں تو تم انہیں ان کی اجرت دے دو اور باہم مشورہ کرلیا کرو اور اگر تم آپس میں کشمکش کرو تو اس کے کہنے سے کوئی اور دودھ پلائے گی۔"

اولاد کو نان ونفقہ والد فراہم کرے گا، اور پرورش میں دونوں برابر کے شریک ہونگے، یہ اولاد کا حق ہے والدین پر، جس کا ادا کرنا لازم اور فرض ہے۔

افضل ترین خرچ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''زیادہ فضیلت والا دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے اور وہ دینا ہے جسے کوئی اپنے اس جانور پر خرچ کرے جو اللہ کی راہ میں لڑائی کے لیے باندھا ہو اور وہ دینار جسے کوئی اپنے مجاھد بھائی پر خرچ کرے (جو اللہ کی راہ میں ......''

صحیح مسلم ،الزکاۃ ،باب فضل الصدقۃ۔۔الخ(۹۹٤)مسند احمد (۲۲٤۷۹)ابن حبان(۱۲٤۲)

۲۷۔ بچوں کو بیمار کی عیادت کرنے کی ترغیب دلانا

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ))

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا''بلاشبہ جب مسلمان اپنے بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپسی تک جنت کے باغیچے میں رہتا ہے۔''

(صحیح مسلم ،البروصلہ والادب ،باب فضل عیادۃ المریض (۲۵٦۸)۔

۲۹۔ بچوں کو اذان سکھانا

عَنْ أَبِي مَحْذُوْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَهُ هٰذَا الْأَذَانَ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ ،اَللّٰهُ أَكْبَرُ ،اَللّٰهُ أَكْبَرُ ،اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ،أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ،أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ،ثُمَّ يَعُوْدُ فَيَقُوْلُ : أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ،أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ،أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ،حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ،حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ،حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ،حَيَّ

عَلَى الْفَلَاحِ،اَللّٰهُ اَكْبَرُ ،اَللّٰهُ اَكْبَرُ ،لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ))

ابومحزورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس مجھے اذان سکھائی چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا'' کہو:اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ سب سے بڑا ہے،میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں،میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں،میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں،میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں،پھر تم دوبارہ کہو: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں،میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں،میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں،میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں،نماز کی طرف آؤ ،نماز کی طرف آؤ ،فلاح وکامیابی کی طرف آؤ، فلاح وکامیابی کی طرف آؤ،اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔''

(مسلم ، الصلاۃ ، باب صفه الاذان (٨٤٢)و ابو داؤد ،(٥٠٣)وابن ماجه ، (٧٠٨)

بچے جب دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں انکے بستر علیحدہ کرنا،انکوں پیٹ کے بل لیٹنے سے منع کرنا،کافروں کی مشابہت کرنے سے منع کرنا،قرآن سکھانا، رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے سچے موتی انکو یاد کرانا ،صحابہ رضی اللہ عنہم کی سچی سچی داستانیں بیان کرنا،بچوں کو داڑھی رکھنے کی ترغیب دلانا،اسلام اور اہل اسلام سے محبت کی ترغیب دلانا،محبت بھائی چارے کو قائم کرنے کی ترغیب دلانا ،والدین کے فرائض میں سے ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

بیٹیوں کے حقوق

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (٤/ النساء: ١)

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾

(التحريم : ٧)

''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جنہیں جو حکم اللہ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔''

فائدہ:

اس آیت مبارکہ سے اپنے اہل وعیال کے بارے میں واعظ نصیحت، اور محتاط رہنے کی تلقین کی گئی ہے، والدین پر فرض ہے کہ وہ اپنے قرابت داروں کو آگ سے بچائیں، اس میں لڑکا اور لڑکی بلا اُولیٰ شامل ہیں۔ لہذا ہمیں لڑکی اور لڑکے کے درمیان کوئی تفریق نہیں

ڈالنی چاہیے۔

تمہیں بیٹیوں کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا

عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَوَحَسِبْتُ اَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ مَالِ اَبِيْهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))

(صحيح بخاری ،الجمعه،باب الجمعة في القرى والمدن(۸۹۳)، صحيح مسلم (۱۸۲۹)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا، تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہوگا۔ امام نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ مرد اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اس سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ انسان اپنے باپ کے مال کا نگران ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر ایک سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

فوائد:

ہمیں لڑکی کی تربیت پر خصوصی توجہ دینی چاہیے، کیونکہ عورت کو ہی گھر کی تمام ذمہ داریاں سنبھالنی ہوتیں ہیں، اور گھر میں بچوں کی تربیت کا سب سے زیادہ کام عورت سرانجام دیتی ہے، ایک اچھی ماں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کی جا سکتی ہے۔ اسکی مختلف

وجوہات ہیں، ماں کی طرف بچوں کا زیادہ رجحان ہوتا ہے، اور ماں سے بچوں کو فطری طور پر زیادہ محبت ہوتی ہے، بچے اپنی سیکھنے کے مرحلے میں زیادہ وقت اپنی ماں کے پاس گزارتے ہیں، لہذا ایک پڑھی لکھی ماں اپنے بچوں کی صحیح تربیت کر سکتی ہے۔

☆ اسلام نے بچی کی پیدائش پر رنج وغم کو حرام قرار دیا ہے۔

☆ والدین پر فرض اور لازم ہے کہ لڑکیوں کی پیدائش پر بھی خوشی کا اظہار کریں، غمی کا اظہار نہ کریں لڑکے اور لڑکی دونوں کو برابر کے حقوق فراہم کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ☆ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ (١٦/ النحل:٥٨-٥٩)

"ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے سوچتا ہے کہ کیا اس ذلت کو لیے ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبا دے آہ! یہ لوگ کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں۔"

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ))

(صحیح مسلم ،البروصله والادب،باب فضل الاحسان الی البنات (٢٦٣١)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص دو بچیوں کی پرورش کرے حتی کہ وہ بالغ ہو گئیں تو وہ قیامت کے دن اسطرح آئے گا، آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا لیا۔"

یہ تمام حقوق عورت کو اسلام نے دیے۔

ایک اور ارشاد:

﴿وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ﴾

(۱۷/ بنی اسرائیل:۳۱)

"اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔"

﴿وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ، وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ، بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ، وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ﴾

(۸۱ /کورت۷ تا ۱۰)

"اور جب روحیں (بدنوں سے) ملا دی جائیں گی، اور جب اس لڑکی سے جو زندہ دفنا دی گئی ہو پوچھا جائے گا، کہ کس گناہ پر ماردی گئی، اور جب عملوں کے دفتر کھولے جائیں گے۔"

مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنا گناہ ہے

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ﴾ (۶ /الانعام ۱۴۰)

"واقعی خرابی میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو محض براہِ حماقت بلا کسی سند کے قتل کر ڈالا اور جو چیزیں اللہ نے انکو کھانے پینے کو دیں تھیں انکو حرام کرلیا محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر۔"

﴿وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾

(۶/انعام:۱۵۱)

"اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو، ہم تم کو اور انکو رزق دیتے ہیں، اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں انکے پاس بھی مت جاؤ، خواہ وہ اعلانیہ ہوں خواہ پوشیدہ جس

کا خون کرنا اللہ نے حرام کردیا ہے، اسکو قتل مت کرو ہاں مگر حق کے ساتھ اسکا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔"

﴿ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا☆ وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةًوَسَآءَ سَبِيْلًا☆ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا﴾ (۱۷/بنی اسرائیل ۳۱ تا ۳۳)

"اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولادوں کو نہ مار ڈالو! ان کو اور تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں، یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے خبردار زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیوں کہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ، اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کردیا ہے، ہرگز ناحق قتل نہ کرنا اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مارڈالا دیا جائے گا ہم نے اسکے وارث کو طاقت دے رکھی ہے پس اسے چاہیے کہ مارڈالنے میں زیادتی نہ کرے، بیشک وہ مدد کیا گیا ہے۔"

فائدہ:

ثابت ہوگیا کہ اسلام میں عورت کا ناجائز قتل کرنا منع ہے، پہلے پہل لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کردیا کرتے ہگر اسلام نے ایسے امر کو گناہ کبیرہ قرار دیا، عورت کی عصمت اور عظمت کا تحفظ اور دفاع کیا۔

صحیح احادیث کی روشنی میں بیٹیوں کے حقوق

لڑکی کی طرف سے عقیقہ کرنا

((عَنْ أُمِّ كُرْزٍ الْكَعْبِيَّةِ قَالَتْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ))

سیدہ ام کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری قربان کی جائے۔"

سنن ابی داود ،الضحایا،باب فی العقیقة(٢٨٣٤) ، سنن نسائی (٤٢٢٣)،
سنن ابن ماجه (٣١٦٢) و سندهٔ صحیح۔

اس حدیث کو امام ترمذی، امام ابن حبان (۵۳۱۲) حافظ ابن الملقن (۹/۲۷۷) نے صحیح کہا ہے، امام ابن حبان نے (۴/۲۶۵) اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے مسند احمد (۱/۱۶۶) وغیرہ میں سماع کی تصریح کی ہوئی ہے والحمدللہ!

((عَنْ أُمِّ كُرْزٍ الْكَعْبِيَّةِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ))

سیدہ ام کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے "لڑکے کی طرف سے دو بکریاں برابر برابر اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔"

مسند احمد (٦/٣١، ٢٥١) ، سنن ابی دائود ،الضحایا،باب فی العقیقه ٢٨٣٤)،

سنن ترمذی ، ۱۵۱۳، ابن ماجه (۳۱۶۳)،مصنف عبدالرزاق(۲٤۲۳٦)کتاب العقیقه واللفظ له وسندهٗ حسن)اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن صحیح اور امام ابنِ حبان(۳۵۱۰)وامام حاکم(۲۶۶/۴) نے صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔حافظ ابن الملقن (۳۳۳/۹) نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اپنی اولاد (لڑکا ہو یا لڑکی) کا اسلامی نام رکھنا

﴿ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ مَوَالِيْكُم وَ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَ لٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ (۳۳/ الاحزاب : ۵)

"لے پالکوں کو انکے حقیقی باپوں کی نسبت کرکے بلاؤ اللہ کے نزدیک پورا انصاف یہی ہے، تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہوجائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں جس کا تم قصد اور ارادہ دل سے کرو اللہ تعالی بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔"

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ((وُلِدَ لِيَ اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهٗ بِاسْمِ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ))

(صحیح مسلم ،الادب،استحباب تحنیك المولود عند ولادته(۲۳۱۵)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" میرے ہاں آج رات کو ایک بچہ پیدا ہوا ہے اور میں نے اس کا نام اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا ہے۔"

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ((اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُاللّٰهِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ))

(صحیح مسلم ، الادب،باب النهی عن التکنی بابی القاسم وبیان ......الخ(۲۱۳۲ ، ۵۵۸۷) ابو دائود (٤٩٤٩)ترمذی (۲۸۳۳) ابن ماجه (۳۷۲۸)۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔"

برے نام کو تبدیل کردینے کا بیان

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا ((عَاصِيَةُ فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَمِيْلَةَ))

(صحیح مسلم : الادب،باب استحباب تغیر القبیح الی احسن ۔۔الخ (۲۱۳۹)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی کو عاصیہ کہا جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام جمیلہ رکھ دیا۔

بیٹیوں کی پرورش اچھے طریقے سے کرنا

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ: جَاءَ تْنِيْ مَرْأَةٌ وَّمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا ، فَسَأَلَتْنِيْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا ،فَاَخَذَتْهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ،وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَابْنَتَاهَا ،فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَحَدَّثْتُهُ حَدِيْثَهَا ،فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنِ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ ، فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ ، كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ))

(صحیح بخاری ،الزکاۃ ،اتقو النار۔۔۔الخ(۱۴۱۸) صحیح مسلم (۲۶۲۹)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لیے مانگتی ہوئی آئی میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس وقت اور کچھ نہ تھا، میں نے اسے وہی دے دیں وہ ایک کھجور اس نے اپنی دونوں بچیوں میں تقسیم کردی اور خود نہیں کھائی ،اور پھر وہ اٹھی اور چلی گئی اسکے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا حال بیان کیا

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنی بچیوں کی وجہ سے خود کو معمولی سی بھی تکلیف میں ڈالا تو بچیاں اسکے لیے دوزخ سے بچاؤ کے لیے آڑ بن جائیں گی۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَهُ))

(صحیح مسلم ،البر وصلة الادب ،باب فضل الاحسان الی البنات ۔۔الخ(٢٦٣١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ بالغ ہوگئیں تو وہ شخص اور میں قیامت کے دن اس طرح آئیں گے اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملالیا۔''

بیٹی کا حق وراثت اور قرآن مجید

﴿ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾

(٤/النساء:٧)

''جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں' تھوڑا ہو یا زیادہ' اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی' یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے حصے ہیں۔''

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾

(٤/النساء:١١)

''اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے، کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔''

فوائد: اسلام سے قبل عورتوں کو کسی قسم کی آزادی نہ تھی ،عورت کو نعوذ باللہ ایک حقیر شے سمجھا جاتا تھا، اسے جنسی تسکین کے لئے استعمال کیا جاتا ،اس کی خرید وفروخت عام تھی

جاہلیت کا دوردورہ تھا ، اگر کسی وڈیرے کے ہاں بیٹی پیدا ہوجاتی تو اسکا سر شرم سے جھک جاتا وہ اسے اپنی توہین سمجھتا 'اور اسے ٹھکانے لگانے کا پروگرام ترتیب دیتا کوئی زندہ درگور کرتا کوئی اسے یوں ہی مار دیتا۔وڈیرے تو وڈیرے اگر غریبوں کے ہاں بھی بیٹی پیدا ہوجاتی تو انکی پیشانی پر سلوٹیں پڑ جاتیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کیفیت کا یوں ذکر کیا ہے۔

﴿وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ☆ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ (١٦/ النحل:٥٨۔٥٩)

'' ان میں سے جب کسی کولڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے سوچتا ہے کہ کیا اس ذلت کو لیے ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبادے آہ ! یہ لوگ کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں۔''

مگر افسوس! آج تک بعض لوگ بیٹی کی پیدائش پر دل ہی دل میں جلتے ہیں' بیٹا پیدا ہوتو مٹھایاں تقسیم ہوتیں ہیں اگر بیٹی پیدا ہوتو بڑے معصومانہ انداز میں اللہ نے بیٹی دی ہے ،اور ساتھ ہی ڈیلاگ بولتے ہیں ''بس جو اللہ کی مرضی' اللہ کے ہر فیصلے پر خوش رہنا چاہیے۔'' افسوس صد افسوس کہ بیٹی کی پیدائش پر اللہ کا فیصلہ مگر بیٹے کی پیدائش پر مبارک بادیں 'مٹھائیاں' تقریبیں' دعوتیں' جشن اور دیگر تمام عوامل کا اہتمام کیا جائے ۔فیصلہ تو یہ بھی اللہ ہی کا ہے مگر اس پر خوشیوں کی انتہا کیوں ؟ اور یہ سارے کام بیٹی کی پیدائش پر کیوں نہیں کرتے ؟ جس گھر میں عورت نہ ہو وہ گھر گھر نہیں ہوتا ،ماں کا درجہ پائے گی تو عورت' بہن کا درجہ پائے گی تو عورت' بیٹی کا درجہ پائے گی تو عورت' بیوی کا درجہ پائے گی تو عورت ۔آخر بیٹی کی پیدائش پر برہمی کا اظہار کیوں ؟

اور بعض گھرانوں میں اگر بیٹا پیدا نہیں ہو رہا تو طلاقوں تک نوبت پہنچ جاتی' دو گھر اجڑ جاتے ہیں' بیٹیوں کے ساتھ یہ ناروا سلوک انتہائی بہیمانہ' ظالمانہ اور ناانصافی پر مشتمل ہے ،میری تمام اہل نظر' اہل فکر' اور انصاف کے دعویداروں سے درخواست ہے کہ اس ظلم' جہالت سے ہمارے معاشرے کو اور بیٹیوں کو محفوظ کیا جائے۔علماء محرابوں میں بیٹی کی شان ومقام کا تذکرہ کریں ،میری درخواست ہے اس طبقہ سے جنہوں نے گلی گلی کوچوں کوچوں میں دعوت کا کام شروع کر رکھا ہے ،اپنی دعوت کے اس منشور میں عورت کی شان ومقام کو ترجیحی بنیادوں پر شامل کریں تاکہ عورتوں کے اندر اسلامی شعور اجاگر ہو،اے اللہ کی بندیوں تم بھی مغربی فرسودہ تہذیب و روایات کو گلے لگانے کی بجائے محمد رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں' بیویوں اور اسلامی بہنوں کی سیرت کو اپنا دستور حیات بناؤ ،امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرو' یقیناً اللہ تمہارا اور ہمارا حامی وناصر ہوگا۔

حقِ وراثت سے محروم کرنے والے کی سزا

﴿تِلْکَ حُدُودُ اللّٰهِ وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (13)وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَاراً خَالِداً فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾

(٤/النساء:١٣'١٤)

''یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں' اور جو کوئی بھی اللہ اور اسکے رسول کی فرنبرداری کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا،جن کے نیچے سے نہریں جاری ہونگی ،جن وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے ۔اور جو کوئی اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کردہ حدوں سے تجاوز کرے گا،اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالے گا،جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہے گا،ایسے کے لئے ہی ذلت ورسوائی کا عذاب ہے ''

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچوان میں سے ایک ہے ''ناحق کسی کا مال کھانا''

(صحیح بخاری،الوصایہ ،باب وقولہ تعالی ﴿ ان الذین یاکلون اموال۔۔الخ (٢٧٦٦) صحیح مسلم (٨٩)

بیٹی کا حق وراثت اور ہمارا معاشرہ

مندرجہ بالا روایات سے بیٹی کی عزت وعظمت 'رفعت ومنزلت کا باخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔مگر افسوس کے ساتھ یہ بات کہی جارہی ہے کہ ہمارے معاشرے میں بیٹی کو وہ عزت نہیں دی جاتی جس کی وہ مصداق ہے،اکثر بہنوں کے ساتھ بھائیوں کی بے رخی ہمارے مشاہدے میں آتی ہے،بعض مقامات پر والدین بھی اس بے رخی میں شامل ہوتے ہیں یا جب والد یا والدہ میں سے ایک یا دونوں دنیا سے کوچ کر جائیں تو انکو انکا حقِ وراثت ادا نہیں کیا جاتا ،ہم اس اہم مسئلے کو سمجھانے کے لئے مندرجہ ذیل نکات پیش کر رہے ہیں۔

پاکستان میں تقریباً ٦٥ فیصد لوگ دیہات میں رہتے ہیں،اور دیہات میں رہنے والے لوگوں میں بیٹی کے حقِ وراثت کے متعلق مختلف نظریات پائے جاتے ہیں:

① ایک طبقہ بیٹی کو اسکا حقِ وراثت ادا کرنے کا قائل نہیں ہے اور نہ ہی ان کے ہاں کبھی بیٹی کو اسکا حقِ وراثت دیا گیا ہے۔

② بعض لوگ بیٹی کو حقِ وراثت دینے کے قائل وفائل ہیں مگر انہوں نے کبھی عملی مظاہرہ نہیں کیا۔

③ اکثر وبیشتر ہماری بہنیں اپنا حقِ وراثت اپنے بھائیوں کو ہی دے دیتی ہیں،ان میں سے اکثر صرف یہ اقدام اس لئے کرتی ہیں تا کہ ان کے تعلقات اپنے بھائیوں سے کشیدہ نہ ہوں اور آنا جانا قائم رہے،یہ سمجھتی ہیں کہ اگر ہم نے اپنا حق مانگا تو ہمارے بھائی ہم سے

ناراض ہوجائیں گے ،جس طرح وہ ہمارے ساتھ اب برتاؤ کرتے ہیں ایسا برتاؤ حقِ وراثت لینے کے بعد نہیں کریں گے،حقیقتاً یہاں مجبوری کی کیفیت پائی جاتی ہے ،بظاہر یہ کیفیت بھائیوں کی ناراضگی سے بچنے کے لئے اختیار کی جارہی ہے۔

④ بعض مشاہدات نے ہماری بہنوں کو مندرجہ بالا طریقہ پر عمل پیرا ہونے کو ترجیح دی ہے اور اپنے حقِ وراثت سے منہ موڑا ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے جس کا ہم نے متعدد مرتبہ جائزہ لیا ہے۔جب بیٹیاں والدین کی وفات کے بعد یا انکی موجودگی میں اپنا حق ''حقِ وراثت'' کا مطالبہ کرتی ہیں تو بھائیوں کی طرف سے دھمکی امیز رویہ اپنایا جاتا ہے کہ اگر تم نے (یعنی بہنوں نے)اپنا حقِ وراثت لیا تو ہم سے تمہارا رشتہ ختم' ہمارے پاس آنے کی کوئی ضرورت نہیں ،البتہ اگر تم اپنا حقِ وراثت ہمیں چھوڑ دو تو تم ہمارے پاس بخوشی آجاسکتی ہو۔ یہ ایسی احمقانہ'ظالمانہ'بے رحمانہ'غاصبانہ'جارحانہ حرکت ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔

⑤ عورتوں کا ایک طبقہ بخوشی اپنا حق ''حقِ وراثت'' اپنے بھائیوں کو دینے پر رضامند ہے،غالباً اب یہ طبقہ ناپید ہوچکا ہے یا کم از کم اب ایسی عورتیں کم ہیں۔اس رویہ کو عموماً ان عورتوں نے اختیار کیا ہے یا تھا جن کو اپنے حق ''حقِ وراثت کے متعلق شعور نہیں تھا جو ں جوں تعلیم عام ہورہی ہے اب یہ شعور اجاگر ہورہا ہے،جو ایک خوش آئند عمل ہے۔

⑥ بعض والدین بیٹی کی شادی کرنے کو ہی انکا حق ''حقِ وراثت'' قرار دے کر بیٹیوں سے انکا حق چھین لیتے ہیں۔

⑦ ہمارے مشاہدے میں یہ بھی آیا ہے والدین نے بیٹی کی شادی میں'' جہیز'' سامان وغیرہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر دیا ہے۔یہ سمجھتے ہیں کہ حق وراثت کا حق ادا ہوگیا اب انکا جائیداد میں کوئی حصہ نہیں ،حالانکہ یہ ناجائز اور ظلم ہے بیٹوں کی شادی پر بھی تم نے بہت خرچہ کیا لیکن بیٹوں کو اس حق سے محروم نہیں کیا گیا پھر بیٹیوں کے ساتھ ہی یہ دورخی کیوں؟

⑧ پاکستان میں تعلیمی انقلاب آجانے کے بعد بہت سی عورتوں نے اپنا حق ''حقِ وراثت'' عدالت کے ذریعے لیا ہے، اس طریقہ کو بعض قدامت پسند غلط قرار دیتے ہیں،

ہمارے دوست نے ایک نجی محفل میں کہہ دیا کہ جہاں اہل حق کو انکا حق نہ دیا جائے 'حق لینے والوں پر لازم ہے کہ وہ قانونی طور پر اپنا حق وصول کریں یہ اچھا اقدام ہے البتہ اگر کوئی عورت اپنا حق ''حقِ وراثت'' چھوڑ دے تو اس کی اپنی مرضی ہے، جس پر ہم کوئی تبصرہ نہیں کر سکتے۔ یہ تبصرہ اپنی جگہ میں تو سمجھتا ہوں کہ والدین کو چاہیے کو وہ بیٹیوں کو انکا حق ''حق وراثت'' لازمی ادا کریں، اگر ایسا نہیں کر سکتے تو انصاف کے دن فیصلے کا انتظار کریں جس دن ہر حق والے کو اسکے حق کا پورا پورا بدلہ دیا جائے، کوئی بھی ظالم اللہ کی پکڑ سے نہ بچ سکے گا۔ بھائی اپنی سوچ میں وسعت اور اسلامی غیرت پیدا کریں اور بہنوں کو انکا حق ''حق وراثت'' بخوشی ادا کریں، اور بہنوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں۔

❁.....❁.....❁

یتیموں کے حقوق

یتیم کی پرورش کا بیان اور ثواب

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَ فِى الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾

(۲ البقرہ:۱۷۷)

”ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر، اور نبیوں پر، ایمان رکھنے والا ہو جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں یتیموں مسکینوں، مسافروں، اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے نماز کی پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی کرے جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔“

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾

(۲ البقرہ ۲۱۵)

”آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ کہہ دیجئے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں

باپ کے لئے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔"

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَه‘ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾(۸/الانفال ۴۱)

"اور جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں کا اور راہ چلتے مسافروں کا اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر اس دن اتارا ہے جو دن حق و باطل کی جدائی کا تھا جس دن دو فوجیں بھڑ گئی تھیں اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

صحیح احادیث کی روشنی میں:

یتیم کی کفالت

((قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّةِ هٰکَذَا وَقَالَ بِاِصْبَعَیْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی))

(صحیح بخاری ،الادب ،باب فضل من یقول یتیما(۶۰۰۵)ابو دائود (۵۰۵۱) ترمذی (۱۹۱۸)۔

"سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے: آپ نے شہادت اور درمیانی انگلیوں کے اشارہ سے (سب کو) بتایا۔"

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے رشتہ دار یا بیگانے یتیم کی پرورش کرنے والا اور میں جنت میں ان دو انگلیوں کے مانند ہونگے۔"

صحیح مسلم ، (۲۹۸۳)

سات مہلک چیزیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:((اِجْتَنِبُو االسَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاهُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّابِالْحَقِّ وَاَكْلِ الرِّبٰوا وَاَكْلِ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّى يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفِ الْمُحْصِنَاتِ الْمُوْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''سات گناہوں سے جوتباہ کردینے والے ہیں بچتے رہو۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱۔اللہ کے ساتھ کسی کوشریک ٹھہرانا۔

۲۔جادو کرنا۔

۳۔کسی کی ناحق جان لینا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

۴۔سود کھانا۔

۵۔یتیم کا مال کھانا۔

۶۔لڑائی میں سے بھاگ جانا۔

۷۔پاکباز مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔

صحیح بخاری،الوصایہ ،باب وقولہ تعالی ﴿ ان الذین یاکلون اموال۔۔الخ (۲۷٦٦) صحیح مسلم (۸۹)مزید تفصیل کے لیئے دیکھئے باب اولاد کے حقوق

نوٹ:ہم نے یہاں ضرورت کے پیشِ نظر ابواب کو طویل کیا ہے لیکن مختصر واعظ کرنارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے(صحیح بخاری : ٦٨،صحیح مسلم : ۲۸۲۱)۔اس سے

لوگوں کے اندر دین سیکھنے کا شوق بڑھتا ہے ، اور علم میں اضافہ ہوتا ہے، لوگ عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ، لھذا راقم کی مدبانہ گذارش ہے واعظین ،خطباء ،مقررین سے کہ وہ لوگوں کو اصلاحی جامع مگر مختصر واعظ ونصیحت کریں ۔کوشش کریں کہ لوگ آپکے عمل سے دین کو سیکھیں ،دین لفظی بیان کرنے کی بجائے عملی تصویر میں پیش کریں تہجد کا خصوصی اہتمام کریں ،علماء کو یقیناً تہجد کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اللہ سے دینِ حق کے غلبہ اور نصرت کے لیے دعا کریں ، جیسے آپ دعوت قبول کرتے ہیں اور کھاتے ہیں آپ پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ آپ بھی لوگوں کو دعوت دیں ،اپنی زیادہ تر توجہ غریبوں پر رکھیں یہ یقیناً دین پر جلد عمل پیرا ہوجاتے ہیں اب ایسا نہ ہو کہ آپ امیروں کو چھوڑ دیں ۔ہاں یاد رہے کہ غریبوں کو احساس ذوق دلائیں ،انہیں صبر کی تلقین کریں ،ممکن ہو تو انکی مالی معاونت کردیا کریں ،یقیناً اللہ آپکی نصرت اور مدد کرے گا ۔لوگوں کو اختلافات میں ڈالنے کی بجائے انہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف راغب کریں،کسی سے جھگڑا نہ کریں ہاں اگر کوئی آپ سے دینی امور پر بحث یا کوئی سوال کرتا ہے تو آپ پر لازم ہے قرآن وحدیث سے اسے دلیل پیش کریں۔

جب آپ نے حوالہ دے دیا تو پھر آپ بحث برائے بحث نہ کریں،ہاں اگر آپکے پاس اس وقت کتاب موجود ہے تو جلدی سے حوالہ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیں ۔انشاء اللہ پھر حق کو غلبہ حاصل ہوگا ،علماء کو چاہیے کے وہ اگر بغیر بیوی بچوں کے مسجد میں معمور ہیں' سوائے بچے اور نماز پڑھانے کے کوئی اور کام نہیں ہے تو اپنا زیادہ وقت مسجد میں گزاریں' صبح وشام کے اذکار روز پڑھیں اور اپنے مقتدیوں کو بھی ترغیب دلائیں مثبت اور تعمیری سوچ کا حامل افراد ہی عامۃ الناس کے اصلاح میں تعمیری کردار ادا کرسکتے ہیں ،اللہ تعالیٰ ہمیں مل بیٹھ کر کتاب وسنت کے ذریعے اپنے مسائل حل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔نوٹ:یہ راقم کی طرف سے وصیتیں ہیں اگر کوئی وصیت قرآن وسنت کے مخالف ہو تو وہ

ناقابل حجت اور منسوخ تصور کی جائے گی۔اللہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

یتیموں کی اصلاح واحوال

﴿ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ (۲/البقرہ: ۲۲۰)

''اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے احکام صاف صاف تمھارے لئے بیان فرمارہا ہے تا کہ تم سوچ سمجھ سکو،امور دینی اور دنیوی کو اور تم سے یتیموں کے بارے میں بھی سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے تم اگر ان کا مال اپنے مال میں ملا بھی لو تو وہ تمھارے بھائی ہیں بدنیت اور نیک نیت ہر ایک کو اللہ خوب جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا یقیناً اللہ تعالیٰ غلبے والا اور حکمت والا ہے۔''

یتیموں سے شفقت بھرا سلوک

﴿ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴾ (۸۹/الفجر: ۱۷)

''ایسا ہرگز نہیں بلکہ تم ہی لوگ یتیموں کی عزت نہیں کرتے۔''

﴿ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ﴾ (۱۰۷/الاعون: ۲)

''یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔''

یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرنا

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ وَ اَقَامَ

الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴾

(۲/البقرہ: ۱۷۷)

''ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کی دن پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔''

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾

(۲/البقرہ: ۲۱۵)

''آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ کہہ دیجئے جو مال تم خرچ کرو، وہ ماں باپ کے لیے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اسکا علم ہے۔''

یتیموں سے شفقت سے پیش آنا

﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾

(۲/البقرہ: ۸۳)

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اسی طرح قرابت داروں ،یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ ،اور لوگوں کو اچھی بات کہنا نمازیں قائم رکھنا اور زکوۃ دیتے رہا کرنا لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔''

سرپرست ونگران کے فرائض

﴿ وَ ابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَ لَا تَاْکُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ یَّکْبَرُوْا ؕ وَ مَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ وَ مَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَیْهِمْ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰهِ حَسِیْبًا﴾ (٤/النساء:٦)

''اور یتیموں کو انکے بالغ ہو جانے تک سدھارتے رہو اور آزماتے رہو، پھر اگر تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو انھیں ان کے مال سونپ دو اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مال جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ نہ کردو، مال داروں کو چاہیے کہ (ان کے مال) سے بچتے رہیں ،ہاں: مسکین محتاج ہو تو دستور کے مطابق واجبی طور سے کھالے پھر جب انہیں انکے مال سونپو تو گواہ بنالو دراصل حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔''

یتیم کے مال کو ناجائز طریقے سے کھانے کی ممانعت

﴿ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَ اَوْفُوا الْکَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی ۚ وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ﴾

(٦/الانعام:١٥٢)

"یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سنِ بلوغ کو پہنچ جائے اور ناپ تول پوری پوری کرو انصاف کے ساتھ ہم کسی شخص کو اس کے مقدور سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب تم بات کرو تو انصاف کی کرو گو وہ شخص قرابت دار ہی کیوں نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا ہے اسے پورا کرو اس کا اللہ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔"

فائدہ:

اس آیت میں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جس یتیم کی کفالت تمہارے ذمہ پائے تو اس کی ہر طرح خیر خواہی کرنا یتیم کی کفالت کرنے والے پر فرض ہے اس خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ اگر اس کے پاس مال ہے یعنی وراثت میں سے اسکا حصہ ملا ہے چاہے وہ نقدی کی صورت میں ہے یا جائیداد کی صورت میں اس کی جائیداد کو جب یہ سنِ بلوغت کو پہنچ جائے احسن طریقے کے ساتھ لوٹا دیا جائے اور یہی انصاف ہے اور اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

سر پرست معروف طریقہ سے مال کھا سکتا ہے

﴿ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّه‘ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ☆ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل: ۳٤)

"اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ بجز اس طریقہ کے جو بہت ہی بہتر ہو یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کو پہنچ جائے اور وعدے پورے کرو کیوں کہ قول و قرار کی باز پرس ہونے والی ہے۔"

فائدہ:

ان مندرجہ بالا آیات میں یہ درس دیا جارہا ہے کہ یتیم کے مال کو ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ بلکہ احسن طریقے کے ساتھ جب وہ سنِ بلوغت کو پہنچ جائیں تو انہیں لوٹا دو۔ یہ انصاف کے زیادہ قریب ہے۔

یتیموں کے مال کو ناقص مال میں تبدیل نہ کرو

﴿وَ اٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا﴾ (٤/مائدہ:٢)

''اور یتیموں کو انکے مال دے دو اور پاک اور حلال چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز نہ لو اور اپنے مالوں کے ساتھ انکے مال ملا کر نہ کھاؤ بیشک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔''

یعنی یتیموں کا مال یتیموں کو دو اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کرو ایسا نہ ہو کہ انکے پاک اور طیب مال کو انکی طرف لوٹانے کی بجائے انہیں گھٹیا ناپاک مال دے دو، جو ایسا کرے گا وہ بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوگا۔

یتیم کی کفالت کی فضیلت

((عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى))

(صحیح بخاری، الادب، باب فضل من یعول یتیما(٦٠٠٥)

حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والے جنت میں اسطرح ہونگے اور آپ نے اپنی دو انگلیوں کو انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کو دیکھا تو کہا وہ لڑکی ہے جو بڑی ہوگئی لیکن تیری عمر بڑی نہ ہو، وہ یتیم لڑکی ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس روتی ہوئی گئیں، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا بچے تجھے کیا ہوا ہے؟ لڑکی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بددعا دی ہے، کہ میری عمر زیادہ نہ ہو، اب میری عمر کبھی زیادہ نہ ہوگی ، ام سلیم رضی اللہ عنہا دوپٹہ اوڑھتی ہوئی جلدی جلدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلی گئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ام سلیم تجھے کیا ہوا ہے؟ انہوں کہا: اے اللہ کے نبی: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یتیم بچی کو بددعا دی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بددعا کیا ہے، اے ام سلیم: انہوں نے کہا: وہ کہتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ہے کہ اس کی عمر بڑی نہ ہو اور اس کی سہیلیاں زیادہ نہ ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے، پھر کہا اے ام سلیم: کیا تجھے پتا نہیں کہ میں نے اپنے رب سے کیا شرط طے کی ہے میں نے یہ شرط طے کی ہے کہ میں یقیناً بشر (انسان) ہوں جس طرح انسان راضی ہوتے ہیں میں بھی راضی ہوتا ہوں اور جس طرح انسان ناراض ہوتے ہیں میں بھی ناراض ہوجاتا ہوں، میں نے اپنی امت میں سے جس شخص کو ایسی بددعا دی ہے جس کا وہ مستحق نہیں تو اللہ اسے اس کے لیے پاک کرنے والی اور رحمت بنادے اور ایسی قرابت بنادے، جس کے ساتھ وہ قیامت میں فائدہ اٹھائے۔

(صحیح مسلم ٢٦٠٣)

یتیم کا مال ناحق کھانا حرام ہے

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًاؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾

(٤/النساء:١٠)

”جولوگ ناحق ظلم سے یتیموں کا مال کھاجاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہے

ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔“

نکاح کے لیے یتیم بچی کی رضامندی ضروری ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم :((تُسْتَأْمَرُ الْيَتِيمَةُ فِي نَفْسِهَا ، فَإِنْ سَكَتَتْ فَهُوَ إِذْنُهَا ، وَإِنْ أَبَتْ فَلاَ جَوَازَ عَلَيْهَا))

سنن ابوداؤد ،النکاح ،باب فی الاستئمار(۲۰۹۳)،ترمذی(۱۱۰۹)وسندہ حسن۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”نکاح کے لیے یتیم بچی کی اس کے نفس کے بارے میں موافقت طلب کی جائے گی اگر تو وہ خاموش رہے تو یہی اسکی اجازت ہے اور اگر وہ انکار کر دے تو اس پر جبر جائز نہیں۔“

یتیم بچوں کی ایسے ہی تربیت کی جائے گی جیسے اپنے بچوں کی جاتی ہے‘ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

❁......❁......❁
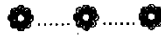
رشتہ داروں کے حقوق

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (النساء:۱)

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔"

رشتے آسمانوں پر بنائے گئے ہیں

﴿ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا﴾

(۲۵/الفرقان ۵٤)

"وہی تو ہے جس نے پانی سے آدمی پیدا کیا، پھر اس کو صاحب نسب اور سسرالی رشتوں والا بنا دیا اور تمہارا پروردگار ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے۔"

اللہ خالق ہے

﴿ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَ حَفَدَةً وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ﴾

(۱٦ /النحل ۷۲)

"اور اللہ ہی نے تم میں سے تمہاری بیویاں پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے، اور کھانے کو تمہیں پاکیزہ چیزیں دیں تو کیا پھر بھی لوگ باطل پر ایمان لائیں گے اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کریں گے۔"

بہن بھائیوں کا حقِ وراثت

﴿ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَ لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

السُّدُسُ مِمَّا تَرَکَ اِنْ کَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ کَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصِیْ بِهَآ اَوْ دَیْنٍ اٰبَآؤُکُمْ وَ اَبْنَآؤُکُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ لَکُمْ نَفْعًا فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ☆ وَ لَکُمْ نِصْفُ مَا تَرَکَ اَزْوَاجُکُمْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ کَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَکُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصِیْنَ بِهَآ اَوْ دَیْنٍ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکْتُمْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّکُمْ وَلَدٌ فَاِنْ کَانَ لَکُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَکْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَیْنٍ وَ اِنْ کَانَ رَجُلٌ یُّوْرَثُ کَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ کَانُوْٓا اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَهُمْ شُرَکَآءُ فِی الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصٰی بِهَآ اَوْ دَیْنٍ غَیْرَ مُضَآرٍّ وَصِیَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَلِیْمٌ﴾

(٤/ النساء ١١-١٢)

”اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تاکیداً حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتیں کے برابر ہوگا۔ اگر اولاد میں صرف لڑکیاں ہی ہوں اور وہ دو سے زائد ہوں تو ان کا ترکہ سے دو تہائی حصہ ہے اور اگر ایک ہی ہو تو اس کا ترکہ کا نصف حصہ ہے اگر میت کی اولاد بھی ہو اور والدین بھی تو والدین میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اگر میت کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث صرف والدین ہوں تو ماں کا تہائی حصہ ہے اور اگر اس کے بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے اور یہ تقسیم میت کا قرضہ اور اس کی وصیت ادا کرنے کے بعد ہوگی۔ تم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ تمہیں فائدہ پہنچانے کے لحاظ سے تمہارے والدین اور تمہاری اولاد میں سے کون تمہارے قریب تر ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حصے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اور تمہاری بیویوں کی اگر اولاد نہ ہو تو ان کے ترکہ سے تمہارا نصف حصہ ہے اور اگر

اولاد ہوتو پھر چوتھا حصہ ہے۔ اور یہ تقسیم ترکہ ان کی وصیت کی تعمیل اوران کا قرضہ ادا کرنے کے بعد ہوگی ۔اور اگرتمہاری اولاد نہ ہوتو بیویوں کا چوتھا حصہ ہے اور اگر اولاد ہوتو آٹھواں حصہ ہے اور یہ تقسیم تمہاری وصیت کی تعمیل اورتمہارے قرضے کی ادائیگی کے بعد ہوگی اگر میت کلالہ ہوخواہ وہ مرد ہو یا عورت ہواوراس کا ایک بھائی اور ایک بہن ہوتو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اگر بہن بھائی زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی حصہ میں شریک ہوں گے اور یہ تقسیم میت کی وصیت کی تعمیل اوراس کے قرضہ کی ادائیگی کے بعد ہوگی بشرطیکہ اس کے قرضہ کی ادائیگی یا وصیت کی تعمیل میں کسی کونقصان نہ پہنچ رہا ہو یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حصے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور بردبار ہے۔"

رضاعی رشتوں کا احترام

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ز فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا☆ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾

(٤/النساء۔٢٣۔٢٤)

"تم پرتمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اورخالائیں اوربھتیجیاں

اور وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور رضاعی بہنیں اور ساسیں حرام کردی گئیں ہیں اور جن عورتوں سے تم مباشرت کر چکے ہو ان کی لڑکیاں جنہیں تم پرورش کرتے ہو (وہ بھی تم پر حرام ہیں) ہاں اگر تم نے ان کے ساتھ مباشرت نہ کی ہو تو (ان کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر لینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہارے (جو تمہاری نسل سے ہوں) بیٹوں کی عورتیں بھی، اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا بھی حرام ہے، مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم والا ہے۔"

چچا اور پھوپھی (یعنی والد کے بہن بھائی)

﴿ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ آبَائِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهَاتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوَاتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗ اَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴾ (٢٤/ النور ٦١)

"نہ تو اندھے پر کچھ گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر نہ خود تم پر کہ اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ یا اپنے باپوں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنے بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اس گھر سے جس کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (اس کا بھی تم پر کچھ گناہ نہیں) کہ سب مل کر کھانا کھاؤ......"

ماموں اور خالہ (والدہ کے بھائی اور بہن

﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَلاَ عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَلاَ عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلاَ عَلٰى اَنفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوتِكُمْ اَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ اَوْ بُيُوتِ اُمَّهَاتِكُمْ اَوْ بُيُوتِ اِخْوَانِكُماَوْ بُيُوتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوتِاَخَوَاتِكُمْ اَوْ بُيُوتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوتِ عَمّاتِكُمْ اَوْ بُيُوتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوتِ خَالاَتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهُ اَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيعًا اَوْ اَشْتَاتًا فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (٢٤/ النور ٦١)

''نہ تو اندھے پر کچھ گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر نہ خود تم پر کہ اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ یا اپنے باپوں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنے بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اس گھر سے جس کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (اس کا بھی تم پر کچھ گناہ نہیں) کہ سب مل کر کھانا کھاؤ......''۔

ساس (خوش دامن)

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾

(٤/النساء ٢٣)

''تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور رضاعی بہنیں اور ساسیں حرام کردی گئیں ہیں اور جن عورتوں سے تم مباشرت کر چکے ہو ان کی لڑکیاں جنہیں تم پرورش کرتے ہو (وہ بھی تم پر حرام ہیں) ہاں اگر تم نے ان کے ساتھ مباشرت نہ کی ہو تو (ان کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر لینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہارے (جو تمہاری نسل سے ہوں) بیٹوں کی عورتیں بھی ،اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا بھی حرام ہے ،مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم والا ہے۔''

رشتہ قرابت جوڑے رکھنے (صلہ رحمی) کا حکم

﴿ ا وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ﴾ (١٣/الرعد ٢١)

''اور جن (رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کو جوڑے رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں ،اور برے حساب سے خوف رکھتے ہیں ۔''

﴿وَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ م بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴾

(١٣/الرعد ٢٥)

''اور جو لوگ عہد واثق کر کے اس کو توڑ ڈالتے اور جن (رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کو توڑتے اور ملک میں فساد کرتے ہیں ، ان پر لعنت ہے اور ان کے لئے گھر بھی برا ہے۔''

رشتہ داروں سے (صلہ رحمی) کرنے کا ثواب

﴿وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ☆ وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ☆ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ☆سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾

(۱۳/ الرعد: ۲۱ تا ۲۴)

’’اللہ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ انہیں جوڑتے ہیں، اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اورحساب کی سختی کا کھٹکا رکھتے ہیں،اپنے رب کی رضامندی کی طلب کی وجہ سے صبر کرتے رہتے ہیں اور نمازوں کو برابر قائم رکھتے ہیں ،اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اسے چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں ،اور برائی کو بھی نیکی کے ذریعے ٹالتے رہتے ہیں انہی کے لیے عاقبت کا گھر ہے اور ہمیشہ رہنے کیلئے باغات جہاں یہ خود جائیں گے اور انکے باپ داداؤں اور بیویوں اور اولادوں میں سے بھی جو نیک کار ہوں گے ان کے پاس فرشتے ہر ہر دروازے سے آئیں گے کہیں گے کہ تم پر سلامتی رہے صبر کے بدلے کیا ہی اچھا بدلہ ہے اس گھر کا۔‘‘

﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (۳۰ /الروم :۳۸)

’’قرابت دار کو مسکین کو مسافر کو ہر ایک کو اس کا حق دے، یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کا منہ دیکھنا چاہتے ہوں ،ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔‘‘

یعنی اگر جنت میں جانا چاہتے ہوں ،اور جنت میں اللہ کا دیدار بھی ہوگا۔

جنت کے قریب کردینے والا عمل

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا ، قَالَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْ خِلُنِي الْجَنَّةَ .قَالَ مَالَهُ مَا لَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَرَبٌ مَالَهُ تَعْبُدُ اللّٰهَ ، وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ ، وَ تُؤْتِي الزَّكَاةَ ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ))

(صحیح: بخاری ،الزکاۃ ،باب وجوب الزکاۃ(١٣٩٦)، صحیح مسلم (١٣) ، واللفظ لہٗ۔

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدوی سفر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور اس نے آپ کی اونٹنی کی باگ یا نکیل پکڑ لی۔ پھر عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یا اس نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے ایسا عمل بتائیں ،جو مجھے جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کردے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے توفیق مل گئی یا اسے ہدایت مل گئی ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے کیسے کہا ہے؟ تو اس نے اپنا سوال دہرایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو، اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو اونٹنی کو چھوڑ دو ایک دوسری روایت میں ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے تعلق جوڑو جب وہ واپس ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ شخص اس چیز پر کاربند رہا جو میں نے اسے بتائی تو جنت میں داخل ہوگا "۔

رشتے ناطے توڑنے کی مذمت

عَنْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ :قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ((اَنَا الرَّحْمٰنُ اَخلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا اسمًا مِنْ اسْمِيْ فَمَنْ وَصَلَهَا صَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ))

مسند احمد (۱/۱۹٤)، سنن ابی داود ،الزکاة ،فی صلة الرحم(۱٦۹۵)،سنن ترمذی (۱۹۰۷) وسندهٗ حسن۔اس حدیث کوامام ترمذی ، امام ابن حبان (۲/۱۸٦)اور حافظ ذھبی (المستدرك للحاكم : ٤/۱۵۸)نے صحیح کہا ھے ۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ’’ میں رحمٰن ہوں(بے انتہا رحم کرنے والا)اور میں نے رحم رشتہ کو پیدا کیا ہے جو اسے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا جو اسے توڑے گا میں اسے توڑوں گا ۔‘

رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنا

أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَبْسُطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ ،وَيُنْسَأَلَهُ فِيْ اَثَرِهِ ،فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ))

صحیح بخاری،الادب،باب من بسط له فی الرزق بصلة الرحم(۵۹۸٦)،مسلم (۲۵۵۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا’’جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کی روزی میں فراخی اور اس کی عمر میں تاخیر یعنی اضافہ کیا جائے تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے ۔‘‘

فوائد :

اس روایت سے رشتہ ناطے توڑنے کی بھرپور مذمت ہوتی ہے ،لہٰذا رشتہ ناطے توڑنے سے باز رہنا چاہیے جنہوں نے توڑ رکھے ہوں انکی صلح کروانی چاہیے اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

رشتے ناطوں کی حرمت کا بیان

﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾
(٢/ البقرہ:٨٣)

”اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور نہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابت داروں یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا نماز قائم رکھنا اور زکوۃ دیتے رہا کرنا، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔“

﴿وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا وَ سَآءَ سَبِيْلًا﴾ (٤/ النساء ٢٢)

”اور جن عورتوں سے تمہارے والد (باپ) نے نکاح کیا ہو ان سے نکاح نہ کرنا مگر جاہلیت میں ہو چکا (سو ہو چکا) یہ نہایت بے حیائی اور اللہ کی ناراضگی کی بات تھی اور بہت برا دستور تھا۔“

فائدہ:

اس کی مزید وضاحت کے لئے سورہ النساء کی آیت نمبر۲۳ کا مطالعہ کریں جو اوپر گزر چکی ہے۔“

قطع رحمی کی مذمت

﴿الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ (٢/ البقرہ: ٢٧)

”جو اللہ کے اقرار کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں، اور جس چیز (یعنی رشتہ قرابت) کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اس کو توڑتے ہیں اور زمین میں خرابی کرتے ہیں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔“

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا﴾
(٤/ النساء:١)

''اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

﴿فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُم ☆ اُوْلٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰی اَبْصَارَهُمْ ☆ اَفَلاَ یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ (٤٧/ محمد:٢٢ تا ٢٤)

''اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کرو، اور رشتے ناطے توڑ ڈالو، یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی گئی ہے، کیا یہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے، یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں۔''

مستحق رشتہ داروں کا حق ادا کرنے کا حکم

﴿وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا﴾

(١٧/ بنی اسرائیل: ٢٦)

''اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ۔''

﴿ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (٣٠/ الروم:٣٨)

''تو اہل قرابت اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کے حق دیتے رہو، جو لوگ رضائے الٰہی کے طالب ہیں بہتر ہے اور یہی لوگ نجات حاصل کرنے والے ہیں۔''

رشتہ داروں پر خرچ کرنے کا حکم

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ (۱۶/ النحل: ۹۰)

"بیشک اللہ تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچہ سے مدد دینے) کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی اور نامعقول کاموں سے اور سرکشی سے منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم یاد رکھو!"

﴿ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾

(۲/ البقرہ: ۸۳)

"اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور نہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابت داروں یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا نماز قائم رکھنا اور زکوہ دیتے رہا کرنا، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔"

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾

(۲/ البقرہ: ۱۷۷)

”ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں یتیموں مسکینوں، مسافروں، اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے نماز کی پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی کرے جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔“

﴿ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ﴾

(۲/ البقرہ:۲۱۵)

”آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ کہہ دیجئے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لئے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اسکا علم ہے۔“

﴿ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰہِ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾

(۸/ الانفال: ۴۱)

”اور جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں کا اور راہ چلتے مسافروں کا اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر اس دن اتارا ہے جو دن حق و باطل کی جدائی کا تھا جس دن دو فوجیں بھڑ گئی تھیں اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

﴿ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾

(۸/ الانفال ۷۵)

''اور جو لوگ اس کے بعد ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ ہوکر جہاد کیا پس یہ لوگ بھی تم میں سے ہی ہیں اور رشتے ناطے والے ان میں سے بعض بعض سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کے حکم میں بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز جاننے والا ہے۔''

''ان میں بھی ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے مال دے گا تو ہم صدقہ وخیرات کریں گے اور نیکوکاروں میں ہوجائیں گے۔''

مزید وضاحت کیلئے : [(۲٤/النور ۲۲ ، ۳۳ الاحزاب ٦ ، ٥۹/الحشر ۷ ، ۹۰/ البلد ۱۵)]

حالت ناراضگی میں بھی مستحق رشتہ داروں کی امداد بند نہ کرو

﴿ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (۲٤/النور: ۲۲)

''اور جو لوگ تم میں بزرگی اور کشادگی والے ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ فی سبیل اللہ خرچ نہیں دیں گے ان کو چاہیے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تم کو بخش دے؟ اور اللہ بخش دینے والا مہربان ہے۔''

❁......❁......❁

صحیح احادیث کی روشنی میں رشتہ داروں کے حقوق

جو لوگوں کی مدد کرتا اللہ اس کی مدد کرتا ہے

أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَلْمُسْلِمُ اَخُوالْمُسْلِمِ لَايَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

" سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے بے یارومددگار چھوڑتا ہے جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو اللہ اس کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہوتا ہے، جو کسی مسلمان کی پریشانی دور کرنے میں لگا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کی قیامت کے روز کوئی ایک پریشانی دور فرمادے گا اور جس کسی نے مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ قیامت کے دن اسکی پردہ پوشی فرمائے گا۔"

(صحیح بخاری ،المظالم،باب لایظلم المسلم المسلم ولایسلمه(٢٤٤٢): مسلم (٢٥٨٠)

مومن کی تکلیف دور کرنے والا

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا ، نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مَنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَاللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَاوَالْاٰخِرَةِوَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ، وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ

اسلام میں تکبر کرنا حرام ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ : فِيَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فِيَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاكِيْنُهُمْ ،فَقَضَى اللّٰهَ بَيْنَهُمَا :اِنَّكِ الْجَنَّةُ وَرَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ ، وَاِنَّكِ النَّارُ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مَلْؤُهَا))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جنت اور دوزخ میں جھگڑا ہوا ،جہنم نے کہا ، میرے اندر سرکش اور متکبر انسان ہوں گے اور جنت نے کہا میرے اندر کمزور اور مسکین لوگ ہوں گے پس اللہ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرمایا (جنت سے کہا) تو میری رحمت ہے ، تیرے ذریعے میں جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا ، (اور دوزخ سے کہا) تو جہنم میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعے جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا تم دونوں کا بھرنا میری ذمہ داری ہے۔"

صحیح بخاری ،التفسیر،باب قوله تعالی ﴿ وتقول هل من مزيد﴾(٤٨٥٠)صحيح مسلم كتاب صفة القيامة والجنة النار ،باب النار يدخلها الجبارون ،والجنة ...... (٢٨٤٧) ولفظ له مسلم

فائدہ:

جو بندہ تکبر کی بنیاد پر اپنے رشتہ داروں سے قطع کلامی کرے اس کے لیے یہ روایت قابل غور ہے۔

رشتے داری توڑنے والے کا انجام

اِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ))

صحيح بخاری،الادب ،باب اثم القاطع(٥٩٨٤)'مسلم (٢٥٥٦)

اسلام میں تکبر کرنا حرام ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ : فِيَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فِيَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاكِيْنُهُمْ ،فَقَضَى اللّٰهُ بَيْنَهُمَا :إِنَّكِ الْجَنَّةُ وَرَحْمَتِيْ أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ ، وَإِنَّكِ النَّارُ عَذَابِيْ أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مَلْؤُهَا))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جنت اور دوزخ میں جھگڑا ہوا ، جہنم نے کہا ، میرے اندر سرکش اور متکبر انسان ہوں گے اور جنت نے کہا میرے اندر کمزور اور مسکین لوگ ہوں گے پس اللہ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرمایا (جنت سے کہا) تو میری رحمت ہے ، تیرے ذریعے میں جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا ، (اور دوزخ سے کہا) تو جہنم میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعے جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا تم دونوں کا بھرنا میری ذمہ داری ہے۔''

صحیح بخاری ،التفسیر،باب قوله تعالى﴿ وتقول هل من مزيد﴾(٤٨٥٠)صحيح مسلم كتاب صفة القيامة والجنة النار ،باب النار يدخلها الجبارون ،والجنة ...... (٢٨٤٧) ولفظ له مسلم

فائدہ:

جو بندہ تکبر کی بنیاد پر اپنے رشتہ داروں سے قطع کلامی کرے اس کے لیے یہ روایت قابل غور ہے۔

رشتے داری توڑنے والے کا انجام

إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ))

صحیح بخاری،الادب ،باب اثم القاطع(٥٩٨٤)مسلم(٢٥٥٦)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

فوائد:

اس میں قطع رحمی پر کتنی سخت وعید ہے اس کے باوجود ہمارے معاشرے میں یہ گناہ کبیرہ عام ہے، ہمیں اس سے بچنے اور لوگوں کو بچانے کی فکر میں رہنا چاہیے، اور ضروری اقدامات کرنے چاہیے۔

رشتے داروں کے دوستوں کا احترام

عَنِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيهِ))
(صحیح مسلم (۲۵۵۲)،ریاض الصالحین (۳۴۱)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ سے دوستانہ تعلقات رکھنے والوں سے تعلق جوڑے رکھے۔''

دوست احباب کو تحفہ دینا

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ ((مَا غِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيجَةَ رضی اللہ عنہا وَمَا رَاَيْتُهَا قَطُّ وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ : كَانَ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا اِلَّا خَدِيجَةُ فَيَقُولُ : اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ))

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کسی پر اتنی غیرت نہیں آئی جتنی غیرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آئی حالانکہ میں نے انہیں کبھی دیکھا بھی نہیں، لیکن

آپ ﷺ ان کا ذکر کثرت سے فرماتے، اکثر آپ بکری ذبح فرماتے اور اس کے اعضاء الگ الگ کرتے اور پھر انہیں خدیجہ کی سہیلیوں کو ارسال فرماتے، بسا اوقات میں آپ سے کہتی کہ دنیا میں خدیجہ کے سوا کوئی عورت ہی نہیں ہے آپ ﷺ فرماتے وہ ایسی اور ایسی عورت تھی (اس کی خوبیاں گنواتے) اور میری اولاد بھی اسی سے ہے۔"

(صحيح بخاری،المناقب الانصار،باب تزويج خديجة وفضلها ، صحيح مسلم ، فضائل الصحابه ،باب فضائل خديجة (٢٤٣٥)۔

اس روایت سے رسول اللہ ﷺ کی محبت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اور صلہ رحمی، آپ رضی اللہ عنہا کے سہیلیوں کے ساتھ واضح ہوتی ہے۔

❁......❁......❁

ہمسایوں کے حقوق

رشتے ناطے توڑنے کی ممانعت

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (٤/ النساء: ١)

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔"

﴿ وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ﴾ (١٣/الرعد: ٢١)

"اور اللہ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ اسے جوڑتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، اور حساب کی سختی کا کھٹکا رکھتے ہیں۔"

پڑوسیوں سے حسن سلوک کرو

﴿ وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾

(٤/ النساء: ٣٦)

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن وسلوک کرو اور رشتہ داروں سے یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں،(غلام یا کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔''

شیخ عبدالرحمٰن کیلانی تفسیر تیسیر القرآن میں رقمطراز ہیں کہ اس آیت میں تین قسم کے ہمسایوں کا ذکر ہے،ایک وہ جو ہمسائے بھی ہوں اور رشتہ دار بھی دوسرے وہ جو تمہارے پہلو میں تو رہتے ہوں مگر تمہارے رشتہ دار نہ ہوں ،تیسرے وہ جو تمہاری سوسائٹی سے متعلق ہوں، مثلاً وہ دوست احباب جو ایک جگہ مل بیٹھتے ہوں یا کسی دفتر میں کسی دوسری جگہ اکٹھے کام کرتے ہوں اور اکثر میل ملاقات رہتی ہو،حسن سلوک تو ان سب سے کرنا چاہیے،تاہم اسی ترتیب سے الاقرب فالاقرب کا خیال ضرور رکھا جائے ۔سب سے زیادہ حق دار رشتہ دار ہمسائے ہیں ،پھر ان کے بعد اپنے گھر کے آس پاس رہنے والے ہمسائے اور ایک اور روایت کے مطابق ایسے ہمسایوں کی حد چالیس گھروں تک ہے ،پھر اس کے بعد ان ہمسایوں کی باری آتی ہے جو ہم نشین ،ہم جماعت ،ہم لیگ ہوں۔

[تفسیر تیسیر القرآن :١/ ٣٨٠'النساء تحت آیت:٣٦]

اسلام نے تمام مسائل میں انسانوں کی رہنمائی فرمائی ہے،حقوق العباد کو بالتفصیل اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ۔اسلام نے حقوق العباد کی راہ میں حائل رکاوٹوں کے سد باب کے ساتھ ساتھ اس کو اپنی عملی زندگی میں لاگو کرنے کا طریقہ کار بھی بیان کیا ہے ۔اگر اس طریقہ کار کو عملی جامہ پہنایا جائے تو بادِ امن چار سو چھا جائے ،نفرت 'حسد'بغض' کینہ'فساد' عداوت کی تاریکی چھٹ جائے

اور امن کی آشا کا سورج نئی چمکتی دمکتی مہکتی کرنوں کے ساتھ زمین دنیا پر طلوع ہو۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ارادوں اور وعدوں کا پلاؤ پکائے بغیر اس عظیم مشن کی تکمیل کے لئے جدوجہد کی جائے ہر آدمی اپنے طور پر ان عظیم الشان سنہرے اصولوں اور ضابطوں کی پاسداری کرے انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب ہم سب متفق و متحد ہو کر زمین دنیا پر عظیم اسلام کے عظیم نظام کو نافذ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔اور دنیا ہمارے اس عظیم نظام سے جو تمام امور کا احاطہ کرتا ہے سے متاثر ہوگی اور اپنے اپنے ممالک میں اس کے نفاذ کے لئے کوشاں ہوگی، لیکن یہ سب کچھ کرنے سے پہلے ہمیں اپنی سوچ میں بہت بڑی تبدیلی پیدا کرنا ہوگی ،ہمیں جذبات کی جگہ برداشت 'غصہ کی جگہ صبر' جنگ کی جگہ امن' نفرت کی جگہ محبت' حرام کی جگہ حلال' بغاوت کی جگہ حب الوطنی' پر تشدد مظاہروں کی جگہ پر امن مظاہرے 'جہالت کی جگہ علم، احساس کمتری کی جگہ حوصلہ افزائی' پستی کی جگہ بلندی' پسماندگی کی جگہ ترقی وخوشحالی' بے ادبی کی جگہ ادب' اغیار کے سامنے بھیک مانگنے کی بجائے خود انحصاری 'تنزلی کی جگہ ترقی' عدم استحکام کی جگہ استحکام اور کج روی کو چھوڑ کر معاملہ فہمی' ذاتی مفاد کو بلائے طاق رکھتے ہوئے اسلامی وقومی مفادات کو ترجیح دینا ہوگی ،جب تک ہم یہ کام نہیں کریں گے امن کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا ،مسلم حکمرانوں کو طارق بن زیاد' محمد بن قاسم 'صلاح الدین ایوبی کے نقش قدم پر چلنا ہوگا ،بکھری ہوئی مسلم اُمہ کو ایک محاذ پر جمع کرنا ہوگا ،اپنی سالمیت اور آزادی کو محفوظ سے محفوظ تر بنانے کے لئے' استعماری قوتوں کے جنجال پورے سے خود کو آزاد کرنا ہوگا ۔عامتہ الناس کو بھی اپنی فکری وخیالی سوچ میں مثبت اور پرامن تبدیلی کرنا ہوگی ،بات کو سمیٹتے ہوئے آیئے ہمسایوں کے حقوق کی بابت آقائے مدنی ﷺ کے ارشادات پر نظر ڈالیں خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی ترغیب دلائیں۔

وصیتِ جبرائیل علیہ السلام

وَعَنِ ابْنِ عُمَر رضی اللہ عنہ وَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالا : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ((مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوصِيْنِى بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ))

عبداللہ بن عمر اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے، یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ اسے وراثت میں شریک ٹھہرادیں گے۔''

صحیح بخاری ،الادب ،باب الوصية بالجار(٦٠١٤،٦٠١٥)، صحیح مسلم (٢٦٢٤،٢٦٢٥)

سالن میں شوربہ زیادہ کرنا

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا طَبَخْتَ مُرَقَةً ، فَأَكْثِرْ مَاءَ هَا ، وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ))

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے ابوذر! جب تم شوربے (والا سالن) پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ کرلو اور اپنے پڑوسی کا خیال رکھو اور (مسلم) کی ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے خلیل (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے تاکید فرمائی کہ جب تم شوربے (والا سالن) پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ کرلو، پھر اپنے پڑوسیوں کے گھر دیکھو اور اس کو بھلائی کے ساتھ اس میں سے کچھ حصہ پہنچاؤ۔''

(صحیح مسلم،البر و صلة ،باب الوصية بالجار و الاحسان اليه(٢٦٢٥،١٤٢)۔

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ پڑوسی اگر غریب، مسکین اور اسی قسم کے محتاج ہوں تو پھر انہیں

نظر انداز کر کے خود ہی سب کچھ کھا پی جانا، اسلام میں ناپسندیدہ ہے بلکہ تاکید ہے کہ ایسے غریب پڑوسیوں کا خیال رکھو، اور محض اپنے کام و دہن کی لذت ہی سامنے مت رکھو، بلکہ اگر زیادہ

توفیق نہیں ہے تو سالن میں پانی کا اضافہ کر کے اس میں سے ہی کچھ حصہ ان کو دے دو اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر اللہ نے تمہیں صاحب حیثیت بنایا ہے تو اس کے مطابق ان کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اس میں تغافل یا تجاہل سے کام مت لو۔

وہ مومن ہی کیا جس سے اسکا پڑوسی تنگ ہو

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ ،وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ ،وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ ،قِيلَ : وَمَنْ يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، عرض کیا گیا اللہ کے رسول کون؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جس کی شرارتوں سے اسکا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔"

(صحیح: بخاری ،الادب ،باب اثم من لایامن حارہ بوؤایقه یوبقهن یھلکھن موبقه مھلکا(٦٠١٦)

فائدہ:

ایک روایت میں ہے:

"کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کی شرارتوں سے اسکا پڑوسی امن میں نہ ہو"

(صحیح مسلم، الایمان(٤٦)

ثابت یہ ہوا پڑوسی کو دکھ دینا اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ ایسے بندے کو جنت سے محروم کر دے گا۔لہذا تمام مسلمانوں کو پڑوسیوں کے معاملے میں احتیاط کرنی چاہیے۔

خواتین کے لئے رسول اللہ ﷺ کی وصیت

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَانِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَاتَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اے مسلمانوں کی عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کیلئے ہدیہ کمتر نہ سمجھے اگرچہ وہ ہدیہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو''۔

(صحیح بخاری ،الادب ،باب تحقرن جارۃ لجارتھا(۶۰۱۷)، مسلم(۱۰۳۰)

فائدہ:

اس روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہمسائے کو اپنے ہمسائے کیلئے ہدیہ دیتے رہنا چاہیے اس سے ایک تو باہمی محبت کو فروغ ہوگا،اور دوسرا معاشرے میں امن قائم ہوگا حالات بہتر رہیں گے ،اللہ کی رضامندی کا باعث ہوگا ،مگر یاد رہے کہ ہدیہ اپنی حیثیت کے مطابق دے ،خواہ وہ کم ہو یا تھوڑا ،ایسا نہ ہو کہ ایک مرتبہ تو ہدیہ اتنا اچھا دے کہ جو اس کی حیثیت سے بڑھ کر ہو ،اور دوبارہ ہدیہ دینا ہی ترک کردے ۔یعنی بندہ میانہ روی سے کام لے ،ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے۔

پڑوسیوں سے تعاون کیا کرو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَايَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهِ :ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ :مَالِيْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ! وَاللّٰهِ لَاَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کوئی پڑوسی اپنے

پڑوسی کو اپنی مشترکہ دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہ روکے، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (کہ کیا وجہ ہے کہ اس فرمان رسول اللہ ﷺ کے باوجود) میں تمہیں اس حکم سے منہ موڑتے ہوئے دیکھتا ہوں، اللہ کی قسم! میں اس کو تمہارے کندھوں کے درمیان پھینک کے رہوں گا ''۔

(صحیح بخاری ،المظالم،باب لایمنع جار جاره ان یغرز خشبه فی جداره،(٢٤٦٣،٥٦٢٧،٥٦٢٨)صحیح مسلم (١٦٠٩)۔

فائدہ:

اس حکم کی تاکید کی اہمیت ان آبادیوں اور بستیوں میں پیش آتی ہے جو جھونپڑیوں، خیموں پر مشتمل ہوں یا ایسے پڑوسیوں کے لیے جہاں دو پڑوسیوں کے درمیان اب بھی ایک ہی پختہ دیوار ہو، ایسا اکثر دیہات میں موجود ہے، اور اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ ہمسائے ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں کہ تو نے ہماری دیوار میں کیل کیوں گاڑا ،کیل گاڑنے سے ہمارے برتن نیچے گر گئے ، اب سوال یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر عمل کیا جاتا تو یقیناً یہ نوبت ہی پیش نہ آتی یعنی پہلے اجازت لو پھر کیل گاڑو، لہذا رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہمارے لیے دنیا اور آخرت میں نجات ہے۔

پڑوسیوں کو تنگ کرنے کی ممانعت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرَةِ فَلَايُؤْذِ جَارَهُ ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرَةِ ،فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ ،وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرَةِ ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ پہنچائے ، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان

رکھتا ہے، اس کو چاہیے کہ وہ مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ او آخرت پر ایمان رکھتا ہے ،اسے چاہیے کہ وہ بھلائی کی بات کرے، ورنہ خاموش رہے۔"

(صحیح بخاری،الادب ،باب من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یوذ جارہ(٦٠١٨، ٥١٨٥)، مسلم (٤٧)

فائدہ:

مندرجہ بالا روایات میں ایمان کے ثمرات کا ذکر کیا گیا ہے، یہاں تاکید کی جارہی ہے جو اللہ پر آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کے ساتھ زیادتی نہ کرے ،اس کے برعکس وطن عزیز میں مذہبی وغیر مذہبی افراد کے اندر چپقلش اپنے عروج پر ہے، یہاں اپنوں کو "شریکے" کہہ کر پکارا جاتا ہے ،اپنائیت والے رشتے سے نفرت اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے ،اعتبار واعتماد کا فقدان ہر گزرتے دن کے ساتھ گمبھیر صورت اختیار کرتا چلا جارہا ہے ۔اپنوں کو نظرانداز کرنا ہمارے معاشرے کی ریت بن چکا ہے،معمولی معمولی باتوں پر لڑائی 'فساد'قتل وغارت حضرت انسان کی رگوں میں سرائیت کر چکا ہے،ایک دوسرے کی خوشی میں شرکت نہ کرنے کا رواج دن بادن مضبوط سے مضبوط تر'مشکل سے مشکل تر صورت اختیار کرتے ایک سے دوسری نسل میں منتقل ہورہا ہے ۔نجی محفلوں میں بحث ومباحثہ کشیدگی اور بدامنی پیدا کررہا ہے ،لسانی اختلافات اسلامی وطنی اتحاد کو پارہ پارہ کررہا ہے ،مذہبی اختلافات کی بنیاد پر باپ بیٹے سے بیٹا باپ سے ناراض ہے،فرقہ پرستی نے اتحاد کے دامن کو بوسیدہ کردیا ہے ،اگر ایک گاؤں میں چار خاندان رہائش پذیر ہیں تو ہر خاندان کی اپنی علیحدہ مسجد ہے ،اسلامی فکر کے علمبردار'منبرومحراب کے ٹھیکیدار ایک سٹیج پر بیٹھنا تو کجا ایک دوسرے سے محبت ومودت کے ساتھ پیش آنے کو تیار نہیں ہیں، بکنے بکانے کا دھندہ عروج پر ہے ،کوئی شرافت بیچ رہا ہے تو کوئی انصاف !کوئی ایمان بیچ رہا ہے تو کوئی اپنا مکان بیچ رہا ہے،مصروفیت بڑھتی جارہی ہے ،چوری چکاری'لوٹ کھسوٹ'ہیرا پھیری' سستے دام فروخت

ہورہی ہے،حرام بازار میں کساد بازاری آتی دیکھائی نہیں دیتی ،لوٹی جاؤ'لوٹی جاؤ کی صدا چارسوسنائی دے رہی ہے،غریبوں نے جہانِ دنیا سے اپنے دامن کو چھڑانے کے لئے جہانِ دوئم ''عالم برزخ''میں داخل ہونے کے لئے خودکشی کا سہارا لیا ہے،نواب امریکہ بھی حضرت انسان کو جہانِ دوئم ''عالم برزخ''میں داخل کرنے کے لئے ڈرون کا سہارا لیے ہوئے ہے،حضرت انسان کو جہانِ دوئم میں پہنچانے کے لئے اپنے اور بیگانے سب ہی کوشاں ہیں ۔لیکن دیر یا بدیر جانا تو سب نے ہے۔اس ظلم کو اب تھم جانا چاہیے اگر نہ تھما تو نہ ظالم رہے گا نہ مظلوم ،پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس قوم کو لے آئے گا جو امن واتحاد اور بھائی چارے کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اپنی زندگی بسر کریں گے۔

پڑوسی کی عزت کرنا

وَعَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخزَاعِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيُوْمِ الْاخِرَةِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيُوْمِ الْاخِرَةِ ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ.....،وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيُوْمِ الْاخِرَةِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ))

سیدنا ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ کلمہ خیر کہے یا پھر خاموش رہے۔''

(صحیح بخاری،الادب ،باب من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یوذ جارہ (٦٠١٩،٦١٣٥،٦٤٧٦) صحیح مسلم (٤٨)۔

فائدہ:

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خاموشی صدقہ ہے ، لہذا خاموشی کے بہت سے فائدے ہیں بے وقوف آدمی بولتا رہتا ہے جھوٹ بولتا رہتا ہے ، لوگوں کو ہنسانے کے لیے طرح طرح کے من گھڑت واقعات سناتا ہے تاکہ لوگ خوش ہوں ، حالانکہ یہ دھوکا کھا رہا ہے ،اسے یہ خبر نہیں ہے کہ اسکا مالکِ حقیقی اس پر کتنا ناراض ہوگا،اس کذب بیانی پر جس سے یہ لوگوں کو خوش کرتا ہے ، شیخ سعدیؒ فرمایا کرتے تھے: جب تک بندہ خاموش رہتا ہے بندے کی خوبیاں اور خامیاں ڈھکی چھپی رہتی ہیں ۔"

یاد رہے کہ ایسی بھی خاموشی نہیں ہونی چاہیے کہ بندہ صوفی ہی بن جائے اگر برائی کو دیکھے تو اسے برا نہ کہے بلکہ برائی کو ہمیشہ برا کہے اور اسکے خلاف اقدامات کرے تاکہ برائی کا معاشرے سے وجود ہی مٹ جائے ۔

کس پڑوسی کو پہلے تحفہ دوں

وَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قُلْتُ :يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِی جَارَيْنِ ،فَاِلٰی اَيِّهِمَا اُهْدِیْ ؟ قَالَ: ((اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْکَ بَابًا))

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے کس کو ہدیہ بھیجوں ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کا دروازہ تیرے زیادہ قریب ہے ۔"

(صحيح بخاری ،الشفعة ،باب ای الجوار اقرب(٢٢٥٩،٢٥٩٥،٦٠٢٠)۔

فوائد:

ہدیہ دینے کے متعلق ہم پہلے ایک روایت بیان کر چکے ہیں یہاں ہدیہ دینے کی ترتیب بیان کر دی گئی ہے ۔

بہتر شخص وہ ہے جو پڑوسیوں کے لئے اچھا ہو

وَعَنْ عَبْدُاللّٰه بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ ((خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَاللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِه ، وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" اللہ کے ہاں، ساتھیوں میں سے سب سے بہتر ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہے ، اور پڑوسیوں میں سے سب سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں بہتر ہو۔"

مسند احمد (١٦٧/٢)، جامع ترمذی ،البروصلة ،باب ماجاء فی حق الجوار(١٩٤٤) وسندهٗ حسن۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن ، نیز امام ابن حبان (۵۱۸، ۵۱۹) اور امام ابن خزیمہ (۲۵۳۹) نے صحیح کہا ہے ، امام حاکم (۱۰۱/۲، ۴/۱۶۴، ۴۴۳) نے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

فائدہ:

یہاں ساتھی کا لفظ عام ہے جس کا اطلاق سفر وحضر کے ہر ساتھی پر ہوتا ہے۔

تنگ دست پڑوسیوں کی دیکھ بھال کرنا

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِه فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (۵۹/ الحشر:۹)

"اور انہیں اپنی جان سے مقدم رکھتے ہیں خواہ خود محتاج ہی ہوں ، جو شخص حرص نفس سے بچالیا گیا ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

پڑوسن کو تنگ کرنے والی کا ٹھکانہ

جاء رجل یا رسول اللّٰہ ! انّ فلانة یذکر من کثرة صلاتها وصیامها وصدقتها ، غیر أنّها تؤذی جیرانها بلسانها ، قال :((هی فی النّار)) ، قال : یا رسول اللّٰہ ! فانّ فلانة یذکر من قلّة صیامها وصدقتها وصلاتها ، وأنّها تصدّق بالأثوار من الأقط ، ولا تؤذی جیرانها بلسانها ، قال :((هی فی الجنّة))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فلاں عورت اپنی نمازوں ،روزوں اور صدقوں کی وجہ سے بہت مشہور ہے لیکن وہ اپنی زبان درازی سے اپنے ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هِیَ فِي النَّارِ)) "وہ آگ میں ہے"

اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فلاں عورت اپنی نمازوں ،روزوں اور صدقات کی قلت کے حوالے سے مشہور ہے، وہ پنیر کے چند ٹکڑے کرتی ہے اور اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هِیَ فِي الْجَنَّةِ))

"وہ جنتی ہے۔"

(مسند الامام احمد : ۲/ ۴۴۰، وسندہٗ صحیح وصححه ابن حبان : ۵۷۶۴، والحاکم : ۴/ ۱۸۳)

فائدہ:

ہم نے اس باب میں اختصار کو ملحوظ خاطر رکھا ہے مزید وضاحت کیلئے رشتہ داروں کے حقوق اور مومن کے مومن پر حقوق کا مطالعہ کریں اللہ سے دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری اصلاح فرمائے اور ہمیں صراطِ مستقیم پر چلائے ۔آمین

خاوند کے حقوق

﴿ يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (٤ / النساء ١)

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔"

رشتوں کے متعلق اللہ سے ڈرو

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَ الّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴾ (٤ /النساء ٣٤)

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، پس نیک فرمانبردار عورتیں اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں، جن عورتوں کی نافرمانی

بد دماغی کا تمہیں خوف ہو انھیں نصیحت کرو، اور انھیں الگ بستروں پر چھوڑ دو، انہیں مار کر سزا دو، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو انکے لیے کوئی راستہ تلاش نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔''

مرد اپنی بیوی پر حاکم ہے

﴿وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾

(٤/ النساء ٣٢)

'' اور اس چیز کی تمنا نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر بزرگی دی ہے، مردوں کا وہ حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے انکا وہ حصہ جو انھوں نے کمایا اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو! یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والے ہے۔''

فائدہ:

۱۔ اللہ نے مردوں کو حاکم بنایا ہے عورتوں پر۔ یعنی مردوں کو زیادہ درجہ دیا گیا ہے۔

۲۔ یعنی مردوں کا مقام و مرتبہ عورتوں سے زیادہ ہے۔

۳۔ اب کسی عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ مجھے مرد کیوں نہیں بنایا گیا، تو عرض یہ ہے جس طرح اللہ چاہتا ہے اس طرح ہی ہوتا ہے ہمیں ہر حال میں کا شکر کرنا چاہیے،

۴۔ نہ کسی مرد کو جائز ہے وہ عظمت اور برتری فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی معصوم عورت کو ایذا دے۔

۵۔ مگر یاد رہے کہ مشرک مرد سے مومنہ عورت کا مقام و مرتبہ زیادہ ہے، کیونکہ مشرک کی اللہ کے ہاں کوئی حیثیت نہیں، جبکہ اور بندی ہیں، جو کہ راہ راست پر ہیں۔

مرد کو اس کا حق زوجیت دو

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَاتَهُ اِلٰى فِرَاشِهِ ، فَاَبَتْ اَنْ ، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جب آدمی اپنی عورت کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے ،تو صبح تک فرشتے اس (عورت) پر لعنت کرتے رہتے ہیں ۔"

(صحیح بخاری ،بدء الخلق،باب اذا قال احدکم آمین(۳۲۳۷،۵۱۹۳)، صحیح مسلم (۱۴۳۶)

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے خاوند کی اطاعت فرض و واجب ہے اگر عذر شرعی نہ ہونے کے باوجود اطاعت سے انکار کرے گی تو غضب الٰہی کی مستحق قرار پائے گی اور وہ اس وقت تک اللہ کے ہاں ملعون و مغضوب رہے گی جب تک وہ اپنے خاوند کو راضی نہیں کرتی اس میں ان عورتوں کے لئے سخت تنبیہ ہے جو اپنی بد مزاجی اور ضدی پن کی وجہ سے خاوند کی ناراضگی کی پروانہیں کرتیں اور اپنی راج ہٹ اور تریا ہٹ (ضد غرور) پر مصر رہتی ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی تمام مخلوقات سے بالا ،آسمانوں پر یعنی عرش پر ہے، جس طرح اس کی شان کے لائق ہے

خاوند کی اجازت کے بغیر عورت پر نفلی روزہ رکھنا ممنوع ہے

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:((لَا يَحِلُّ لِاِ مْرَاَةٍ اَنْ تَصُومُ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهِ ، وَلَاتَاْذَنْ فِيْ بَيْتِهِ اِلَّابِاِذْنِهِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"کسی عورت

کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے اور نہ یہ جائز ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت دے۔"

(صحیح بخاری ،النکاح ،باب لاتاذن المراۃ فی بیت زوجھا(۵۱۹۵)،صحیح مسلم (۱۰۲۶)

فوائد:

اس کا فائدہ واضح ہے۔اس سے ایک اصول یہ بھی معلوم ہوا کہ نفلی عبادت سے اگر کسی انسان کا حق فوت ہوتا ہے تو اس نفلی عبادت پر، انسان کا حق مقدم ہوگا۔

عورت خاوند کے گھر کی نگہبان ہے

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ اَلْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ اَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ مَالِ اَبِيْهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہوگا۔امام نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔مرد اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا،عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اس سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ انسان اپنے باپ کے مال کا نگران ہے اور اس کی رعیت کے بارے

میں اس سے سوال ہوگا تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر ایک سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

(صحیح بخاری ،الجمعة :باب الجمعة فی القری والمدن(۸۹۳)مسلم(۱۸۲۹)

فائدہ:

یہ حدیث اس لحاظ سے نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ معاشرے کے ہر فرد کو چاہے وہ حکمران ہو یا ایک عام آدمی ،حتی کہ گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والی عورت کو بھی ،اپنے اپنے دائرے میں اپنے فرائض ادا کرنے ،اِصلاح کرنے کا اور عدل وانصاف کے قیام کا ذمے دار ٹھرایا ہے اور اس میں کوتاہی کرنے پر باز پرس کا حق دار قرار دیا ہے۔

عورت کیلئے خاوند کی اطاعت فرض ہے

وَعَنْ أَبِي عَلِيٍّ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَاتِهِ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ))

سیدنا ابو علی طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جب آدمی اپنی ضرورت کے لئے اپنی بیوی کو بلائے ،تو اسے چاہیے کہ وہ فورا آجائے ،اگر چہ وہ تنور پر (روٹی وغیرہ پکانے میں مصروف) ہو۔''

سنن ترمذی ،الرضاع،باب ماجاء فی حق الزوج علی المراۃ (۱۱۶۰)،النسائی فی الکبری (۸۹۷۱)، سندهٗ حسن۔اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن اور امام ابن حبان (٤١٦٥)نے صحیح کہاھے۔

فوائد:

عورت پر خاوند کی اطاعت پرفرض ہے ،دونوں کے باہمی اتحاد ویگانگت سے ہی گھر میں خوشی ومسرت کی پرنم ہوا گردش کرتی ہے ،دونوں میں سے کسی ایک کی طرف سے بھی عدم

اعتماد سے گھر کی رونق زلق الودھو جاتی ہے ،جس براہِ راست اثر بوڑھے والدین اور معصوم بچوں پر پڑتا ہے اگر دونوں اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے فرائض منصبی سے عہدہ برا ہوں گھر میں خوشی و مسرت ڈیرے ڈال دیتی ہے ۔صحت مندانہ ماحول والدین کو بڑھاپے میں راحت اور بچوں میں اعتماد پیدا کرتا ہے ۔اس لئے اسلام نے میاں بیوں کے لئے انکے حقوق کا تعین کیا ہے تا کہ دونوں اپنی زندگی کو آرام دہ بنا سکیں ۔مندرجہ بالا روایت سے ملتی جلتی روایت سیدنا زید بن ارقم ﷛ سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:((اِذَا دَعَی الرَّجُلَ امْرَ اَتَہٗ فَلْتُجِبْ ،وَاِنْ کَانَتْ عَلٰی ظَھْرِ قَتْبٍ))''جب آدمی اپنی بیوی کو بلائے تو وہ فوراً جواب دے اگر چہ وہ پالان کی پیٹھ پر ہو۔''[الصحیحۃ (۱۲۰۳)'طبرانی فی لاوسط(۷۴۲۹)]امام ابن حبان (۴۰۳۲)'امام البانی (۲۸۲)میں یہ روایت رقم کی ہے کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص ﷛ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:''چار چیزیں سعادت ہیں ،نیک بیوی ،وسیع گھر،نیک ہمسایہ ،اور پرسکون سواری ،اور چار چیزیں بدبختی ہیں ،براہمسایہ ،بری عورت ،بری سواری ،اور تنگ گھر۔''ایک صاحب کہتے ہیں کہ نیک عورت تاحیات خوشی و مسرت ہے ،بری عورت تاحیات غم والم کا باعث ہے ۔

سجدہ اگر ہوتا تو عورت کو خاوند کیلئے ہوتا

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا))

سیدنا ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا ،تو میں یقیناً عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔''

سنن ترمذی الرضاع،باب ماجاء حق الزوج علی المراہ(۱۱۵۹)، سندہٗ حسن ولہ شواھد)اس حدیث کوامام ترمذی نے حسن غریب اورامام ابن حبان (۴۱۶۲)نے صحیح کہا ہے ۔

فائدہ:

خاوند کا مقام ومرتبہ عورت سے زیادہ ہے ،اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی اس کی بابت اس ذکر کیا ہے ﴿الرجال قوامون علی النساء﴾ دونوں کا باہمی اتحاد ومحبت ہی گھر میں صحت مند ماحول کو فروغ دیتا ہے ،چونکہ مرد کی ذمہ داری بیرونی معاملات میں زیادہ ہوتی اور عورت کی ذمہ داری اندرونی معاملات میں زیادہ ہوتی ہے ،دونوں کو اپنے اپنے کام احسن انداز سے سرانجام دینے کی کوشش کرنی چاہیے ،مرد پر نان ونفقہ پورا کرنا اور عورت کا گھریلو امور کی نگہداشت کرنا لازم وضروری ہے۔

خطرناک فتنہ

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:((مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ أَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :''میں نے اپنے بعد مردوں کے حق میں ،عورتوں سے زیادہ خطرناک فتنہ کوئی اور نہیں چھوڑا ۔''

صحیح بخاری، النکاح ،باب مایتقی من شوم المراة (٥٠٩٦)، صحیح مسلم (٢٧٤٠):

فائدہ:

اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے وجود کے حسن و جمال کو مردوں کے لئے تمام فتنوں میں سب سے زیادہ خطرناک فتنہ قرار دیا ہے جس کا مشاہدہ بہ آسانی کیا جا سکتا ہے بالعموم عورتوں کی ناجائز خواہشات کی تکمیل کے لئے ہی مرد رشوت خوری اور ناجائز ذرائع آمدنی اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اگر عورتیں نت نئے فیشنوں کے مطابق لباس اور زیورات پہننے کا شوق فضول ترک کر کے سادگی کو اپنا لیں تو مرد کو حرام ذرائع سے آمدنی اختیار کرنے

کی زیادہ ضرورت پیش نہ آئے اسی طرح شادی بیاہ کے موقعوں پر عورتیں ہی تمام بیہودہ رسم ورواج کرنے پر مردوں کو آمادہ کرتی ہیں ،اور یوں حدود شریعت کی پامالی کے ساتھ بے پناہ اخراجات کا باعث بنتی ہیں ،اگر عورتیں رسم ورواج دنیا کی بجائے شریعت کو اہمیت دیں تو شادیاں بھی راحت وسکون کا باعث بن سکتیں ہیں جبکہ یہ آج کل ایک عذاب اور وبال جان بنی ہوئی ہیں اسی طرح زندگی کے اور شعبوں میں بھی عورتوں کی حشر سامانیاں محتاجِ وضاحت نہیں ، اللہ تعالی ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔

عورت کے لیے شوہر کے مال سے صدقہ کرنے کی ترغیب اور اجازت نہ لینے کی ممانعت

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:((إذَا أَطْعَمَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ ،لَهَا أَجْرُهَا ،وَلَهُ مِثْلُهُ ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ ،وَلَهُ بِمَا اكْتَسَبَ ، وَلَهَا بِمَا انْفَقَتْ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب بیوی اپنے شوہر کے مال میں سے کسی کو کھلائے اور اس کا ارادہ گھر کو بگاڑنے کا بھی نہ ہو تو اسے اس کا ثواب ملتا ہے اور شوہر کو بھی اسکے برابر اجر ملے گا اور خازن کو بھی اس کی مانند ملے گا شوہر کا کمانے کا ثواب ملتا ہے اور بیوی کو خرچ کرنے کا۔''

(صحيح بخاری(١٤٤٠، ١٤٤١)صحيح مسلم(١٠٢٤)

سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ :((وَلَا تُنْفِقُ الْمَرْأَةُ شَيْئًا مِنْ بَيْتِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ! وَلَا الطَّعَامَ ؟ قَالَ: ذَلِكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا))

سیدہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو حجۃ الوداع کے خطبہ میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:''کہ کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ کیا وہ کھانا بھی خرچ نہ کرے؟ فرمایا: یہ تو ہمارا افضل مال ہے

مسند احمد (٥/٢٦٧)و سنن ابی داود(٣٥٦٥)و سنن ترمذی (٦٧٠) و سنن ابن ماجه(٢٠٠٧)مختصراً، و سندهٔ حسن

عورت کو اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنے کی ممانعت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((لَا يَحِلُّ لِامْرَاةٍ اَنْ تَصُوْمُ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهِ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ اس کا شوہر موجود ہو اور وہ اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے۔''

(صحیح بخاری (٥١٩٥)و صحیح مسلم(١٠٢٦))

عورت کے لیے عطر و زینت کے ساتھ گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت

عَنْ أَبِي مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:((كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَالْمَرْاَةُ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً))

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ہر آنکھ زانی ہے اور عورت جب عطر استعمال کر کے مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ بھی ایسی ویسی یعنی زانیہ ہے۔''

سنن ترمذی : ٢٧٨٦، مسند احمد : ٤/٤٠٧ مختصراً، و سندهٔ حسن

اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن صحیح اور امام ابن خزیمہ (١٦٨١ مختصراً) و امام ابن حبان (٤٤٢٤ مختصراً) نے صحیح کہا ہے۔

عورت کے لیے اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق لینے کی ممانعت

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:((اَيُّمَا امْرَاةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقَهَا مِنْ غَيْرِ مَابَاْسَ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ))

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جو عورت بلاوجہ اپنے شوہر سے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔''

مسند احمد : (٥/٢٨٣) سنن ابی داود (٢٢٢٦)و سنن ترمذی (١١٨٧)و سنن ابن ماجہ(٢٠٥٥)اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن ، نیز امام ابن حبان (٤١٨٤)اور امام ابن الجارود (٧٤٨)نے صحیح کہا ہے، امام حاکم نے (٢/٢١٨)اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

خاوند اور بیوی کو ایک دوسرے کے راز افشاء کرنے کی ممانعت

عَنْ أَبِي سَعِيْد خُدْرِی رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَاللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِىْ اِلٰى اِمْرَاتِهٖ وَتُفْضِىْ اِلَيْهِ ثُمَّ يُفْشِىْ اَحَدُهُمَا سِرَّ صَاحِبِهٖ))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''قیامت کے دن اللہ تعالی کے ہاں سب سے بدترین مقام اس شخص کا ہوگا جو اپنی بیوی سے اپنی ضرورت پوری کرتا اور بیوی اس سے اپنی ضرورت پوری کرتی ہے پھر ان میں سے ایک اپنے ساتھی کے راز افاش کر دیتا ہے (ایک روایت میں قیامت کے دن سب سے بڑی امانت یہ ہوگی)۔''

صحیح مسلم (١٤٣٧)

خاوند کی خدمت

اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ مجھ سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس وقت شادی کی جب ان کے پاس کوئی جائیداد نہ تھی نہ کوئی غلام تھا۔صرف ایک اونٹ اور ایک گھوڑا تھا میں انکے گھوڑے کو گھاس چارہ ڈالتی اور اونٹ پر پانی لاد کر لے آتی اور میں خود انکے ڈول کو سی لیتی

اور خود آٹا گوندھتی البتہ میں روٹی پکانا نہیں جانتی تھی تو پڑوس کی انصاری خواتین مجھے روٹی پکا دیتی تھیں، اور وہ سچی محبت کرنے والی تھیں، اور زمین رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو بطور جاگیر عطا کی تھی وہ تقریبا دو میل کے فاصلے پر تھی اور میں اس میں گٹھلیاں چننے جاتیں اور اپنے سر پر وہاں سے گٹھلیاں اٹھا کر لے آتی۔

(صحیح بخاری ،النکاح ،باب الغیرۃ (٥٢٢٤)،مسلم (٢١٨٢)

ناشکری عورتوں کی سزا

آپ ﷺ کو جہنم دکھلائی گئی جس میں زیادہ تر عورتیں تھیں جو خاوندوں کی ناشکری کرتی تھیں اور اس کے احسانات کو بھلا دیتی تھیں۔

(صحیح بخاری ،الایمان،باب کفران العشیر(٢٩)مسلم(٥٠٧)

میاں بیوی کی جدائی پر ابلیس کا خوش ہونا

عَنْ جَابِرِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ،عَنِ النَّبِیِّ ﷺ:((اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَهُ عَلَی الْمَاءِ وَفِی طَرِیْقٍ:اَلْبَحْرِ،ثُمَّ یَبْعَثُ سَرَایَاهُ فَأَدْنَهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً یَجِیءُ أَحَدُهُمْ فَیَقُو لُ :فَعَلْتُ کَذَا وَکَذَ فَیَقُولُ :مَا صَنَعْتُ شَیْئًاثُمَّ یَجِیءُ أَحَدُهُمْ فَیَقُوْلُ:مَاتَرَکْتُهُ حَتّٰی فَرَّقْتَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ امْرَاتِهِ،فَیُدْنِیْهِ مِنْهُ وَیَقُوْلُ :نَعَمْ اَنْتَ ! قَالَ اَعْمَشُ:أُرَاهُ قَالَ:فَیَلْتَزِ مُهُ))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ابلیس پانی پر (ایک روایت کے مطابق سمندر پر؟) اپنا تخت رکھتا ہے، پھر (لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے) اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔سب سے بڑا فتنہ برپا کرنے والا منزلت میں اس سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ایک واپس آ کر کہتا ہے کہ میں نے ایسے ایسے کیا۔ابلیس کہتا ہے: تو نے کچھ نہیں کیا۔اور ایک آ کر کہتا ہے: میں نے اسے اس وقت تک نہیں چھوڑا یہاں تک

کہ اس کے اور اس کی بیوی کے مابین لڑائی ڈال دی ۔ وہ اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے : واہ ! تیری کیا بات ہے !'' اعمش راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال کہ میرے شیخ نے یہ الفاظ بھی نقل کیے : '' پھر وہ اسے گلے لگا لیتا ہے ۔''

(الصحيحه ٣٢٦٢۔ مسلم (٢٨١٣) ،احمد (٣/ ٣١٤) ،عبد بن حميد (١٠٣١)

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے
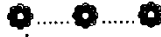
آمین

بیوی کے حقوق

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (٤ النساء ١)

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

بیوی کے نان ونفقہ کا ذمہ دار خاوند ہے

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾ (٤ النساء ٣٤)

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں، پس نیک فرمانبردار عورتیں اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں بحفاظتِ الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں، جن عورتوں کی نافرمانی بد دماغی کا تمہیں خوف ہو انھیں نصیحت کرو، اور انھیں الگ بستروں پر چھوڑ دو، انہیں مار کر سزا

دو ، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو انکے لیے کوئی راستہ تلاش نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔"

بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾

(٤ النساء ١٩)

"اے ایمان والو! تمھیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو انھیں اس لیے روک نہ رکھو کہ جو تم نے انھیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی اور بے حیائی کریں ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو گو تم انھیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو برا جانو اور اللہ اس میں بہت بھلائی کر دے۔"

﴿وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (٤ النساء١٩)

"اور ان عورتوں کے ساتھ) گزران اچھی طرح کرو۔"

﴿ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾

(٤ النساء١٢٩)

"اور تم ہرگز عورتوں کے درمیان برابری کا معاملہ نہ کرسکو گے اگر چہ تم اس کی خواہش بھی رکھو پس تم ہر طرح نہ جھک پڑو کہ دوسرے کو ادھر لٹکتا چھوڑ دو اور اگر اصلاح کرتے اور ڈرتے رہو تو بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔"

نافرمان بیوی کی اصلاح کا طریقہ

﴿ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ☆ وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا﴾

(٤ النساء/٣٤-٣٥)

''جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں خوف ہو انھیں نصیحت کرو، اور انھیں الگ بستروں پر چھوڑ دو، انہیں مار کر سزا دو، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو انکے لیے کوئی راستہ تلاش نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔ اگر تمھیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی اَن بن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے مقرر کرو اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ دونوں ملاپ کرادے گا یقیناً اللہ تعالیٰ پورے علم والا پوری خبر رکھنے والا ہے۔''

مطلقہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک

﴿وَ اَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾

(٢ البقره/٢٣٧)

''اور اگر تم مردلوگ ہی اپنا حق چھوڑ دو تو یہ پرہیزگاری کی بات ہے اور آپس میں بھلائی کرنے کو فراموش نہ کرنا کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔''

﴿وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ﴾ (٢ البقره/٢٤١)

''اور مطلقہ عورتوں کو بھی دستور کے مطابق نان ونفقہ دینا چاہیے (حسن سلوک اور طیب قلوب کا اہتمام) پرہیز گاروں پر یہ بھی حق ہے۔''

﴿وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (٤ النساء ٢٠)

''اور اگر تم ایک عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے شادی کرنا چاہو اور پہلی عورت کو بھی بہت مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس مت لو بھلا تم ناجائز طور پر اور صریح ظلم سے اپنا مال اس سے واپس لو گے۔''

حاملہ عورت کی خصوصی دیکھ بھال کی ہدایت

﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَّاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗ اُخْرٰى﴾

(٦٥ الطلاق ٦)

''(مطلقہ) عورتوں کو (ایام عدت) میں اپنی حیثیت کے مطابق وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ دو اور اگر حمل سے ہوں تو بچہ جننے تک ان کا خرچ دیتے رہو پھر اگر وہ بچے کو تمہارے کہنے سے دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اجرت دو اور بچے کے بارے میں پسندیدہ طریق سے موافقت رکھو اور اگر باہم ضد کرو گے تو اس کے کہنے سے کوئی عورت دودھ پلائے گی۔''

عورتوں کے متعلق وصیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ مَافِي الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو اس لئے کے عورتوں کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ اس کا اوپر کا حصہ ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو اسے توڑ بیٹھے گا اور اگر تو اسے چھوڑے گا تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی پس تم عورتوں کا خیال رکھو۔''

صحیح بخاری ،النکاح ،باب المداراہ مع النساء(٥١٨٤)،صحیح مسلم :ما قبل (١٤٦٨)

فائدہ:

''استوصوا بالنساء'' کے معنی ہیں عورتوں کی بابت میری وصیت قبول کرو اور عمل کرو یا بعض تمہارا بعض عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی بابت وصیت طلب کرے ، مطلب ہر دو صورتوں میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید ہے ،اس لئے کہ عورت فطری طور پر مرد سے کمزور بھی ہے اور کج فطرت اور کم عقل بھی بنابریں زیادہ عقل اور زیادہ صبر وقوت رکھنے والے مرد کو تحمل اور عفو درگزر سے کام لیتے ہوئے اس کے ساتھ حسن سلوک کا ہی اہتمام کرنا چاہیے اس وصیت اور تاکید میں خوشگوار گھریلو زندگی کا راز مضمر ہے ، جو لوگ اس کے برعکس عورت کے ساتھ بے رحمانہ اور متشدد رویہ اختیار کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ اس طرح وہ اسے سیدھا کرلیں گے وہ خام خیالی میں مبتلا ہوتے ہیں اور ان کا گھر جہنم کدہ بنا رہتا ہے یا پھر اجڑ جاتا ہے اور بچوں کی زندگیاں برباد ہوجاتی ہیں ۔

بیوی سے غلام جیسا سلوک مت کر

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ ،مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ ،مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ ''وَذَكَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ '' يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ يَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ

فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ" ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ وَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ " وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ" مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ عَمِّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ))

سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا ذکر فرمایا اور اس شخص کا بھی ذکر فرمایا جس نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں تھیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا﴿ اِذَانۢبَعَثَ اَشۡقٰهَا﴾ یعنی اس اونٹنی کو مارڈالنے کے لئے ایک شریر (قدار نامی آدمی) جو اپنی قوم میں ابو زمعہ کی طرح غالب اور طاقتور تھا، اٹھا پھر آپ نے عورتوں کا ذکر فرمایا:" تم میں بعض اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارتے ہیں حالانکہ اسی دن کے ختم ہونے پر وہ اس سے ہم بستری بھی کرتے ہیں۔ پھر آپ نے انہیں ریاح خارج ہونے پر ہنسنے سے منع بھی فرمایا اور فرمایا ایک کام جو تم میں سے ہر شخص کرتا ہے اسی پر تم دوسروں پر کس طرح ہنستے ہو ابو معاویہ نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن عروہ بن زبیر نے، ان سے عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے (اس حدیث میں) یوں فرمایا" ابو زمعہ کی طرح جو زبیر بن عوام کا چچا تھا۔

صحیح بخاری،التفسیر ،باب ﴿والشمس وضحاها﴾(٤٩٤٢)،صحیح مسلم (٢٨٥٥)

فائدہ:

مطلب یہ تھا کہ جب مرد اپنی بیوی سے اس طرح فائدہ اٹھانے اور اس سے جنسی تسکین حاصل کرنے پر مجبور ہے تو پھر اسے بے رحمانہ انداز سے مارنے پیٹنے کا کیا جواز ہے ؟ اسے تو عفو ودرگزر سے کام لینا چاہیے پھر آپ ﷺ نے ایک شخص ایسے کام پر کیوں ہنستا ہے جسے وہ خود بھی کرتا ہے۔

اسلام نے اگرچہ ناگزیر حالات میں عورت کو سرزنش کرنے کی اجازت دی ہے لیکن اس کے لیے قرآن سے ایک حکمیانہ ترتیب یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلے انہیں وعظ ونصیحت کریں اس سے وہ نہ سمجھے تو رات کو اس کے ساتھ سونا ترک کردیں جو ایک سمجھ دار عورت کے لیے بہت بڑی تنبیہ ہے......

بیوی سے نفرت کرنے کی ممانعت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰه :((لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ اللّٰه مِنْهَا اٰخَرَ ..اَوْ قَالَ غَيْرَهُ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''مومن مرد ایمان دار عورت سے نفرت نہ کرے اگر اس کی کوئی عادت یا صفت اسے اچھی نہیں لگتی تو دوسری سے وہ خوش بھی ہوگا یا آخر کی جگہ آپ نے وغیرہ فرمایا:مفہوم دونوں کا ایک ہے۔''

صحيح مسلم ،الرضاع ،باب الوصية بالنساء (١٤٦٧)

فوائد:

اس میں بھی ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے نہایت حکیمانہ نکتہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ہر شخص میں اگر کچھ خامی ہو یا کوتاہی ہوتی ہے تو کچھ خوبی یا خامی بھی ہوتی ہے، مرد کو نصیحت کی جارہی ہے کہ وہ عورت میں کوئی خامی ایسی دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اسے نظر انداز کردے اور خوبیوں پر نظر رکھے۔

سیدنا عمرو بن الاحوص جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خطبہ حجۃ الوداع کے خطبے میں یہ فرماتے ہوئے سنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کی اور وعظ وتذکیر کی اس کے بعد فرمایا:''سنو! عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو، اس لیے کہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں، تم ان سے ہم بستری (اپنی عصمت اور تمہارے مال کی حفاظت)

کے علاوہ اور کچھ اختیار بھی نہیں رکھتے ، ہاں اگر وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں ، (پھر تم انہیں سزا دو) پس اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستروں سے علیحدہ چھوڑ دو اور انہیں مارو، لیکن اذیت ناک مار نہ ہو پھر اگر وہ تمہاری فرماں برداری اختیار کرلیں تو ان کے لئے کوئی اور راستہ مت ڈھونڈو یاد رکھو! جس طرح تمہارا حق تمہاری بیویوں پر ہے پس تمہارا حق ان پر یہ ہے، کہ وہ تمہارے بستر ایسے لوگوں کو نہ روندنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور ایسے لوگوں کو گھر کے اندر آنے کی اجازت نہ دیں جنہیں تم اچھا نہیں سمجھتے (چاہیے وہ اجنبی مرد ہو یا عورت) سنو! اور ان کا حق تم پر یہ ہے، کہ تم ان کے ساتھ خوراک اور پوشاک میں اچھا سلوک کرو (طاقت کے مطابق انہیں یہ چیزیں فراہم کرو)۔"

صحیح(سنن ترمذی،ابواب النکاح ،باب ماجاء فی حق المراة علی ازواجها(١١٦٣)، سنن ابن ماجه (١٨٥١)، وسندهٔ صحیح

بیوی کا ہم پر کیا حق ہے

عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ ،عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاحَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ ؟ قَالَ :((اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ ، وَتَكْسُوْهَا اِذَا اِكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ))

سیدنا معاویہ حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے۔؟ تو آپ نے فرمایا:" جب تو کھائے تو اسے بھی کھلا جب تو لباس پہنے تو اسے بھی پہنا اور اس کے چہرے پر مت مار نہ اسے برا بھلا (بدصورت) کہہ اس سے بطور (تنبیہ) علیحدگی اختیار کرنی ہو تو گھر کے اندر ہی کر۔"

مسند احمد (٣/٥، ٥)، سنن ابی داود ،النکاح ،باب فی حق المراة علی زوجها(٢١٤٢)، سنن نسائی (الکبریٰ : ٧٨/٢)، سنن ابن ماجه (١٨٥٠)، وسندهٔ صحیح

اس حدیث کو امام ابن حبان (١٦٠، ٤١٧٥) نے صحیح اور امام حاکم (٢/٢٠٤) نے صحیح الاسناد

کہا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

فائدہ:

اسلام ایک مضبوط ضابطہ حیات ہے، جس نے اپنے چاہنے والوں کے لیے ضابطہ دستور وضع کیا ہے، اس پر عمل کرنے والوں کے لیے خیر اور برکت ہے، پہلے بات تو یہ ہے کہ عورت کو ایسی حالت پیدا ہی نہیں کرنی چاہیے جس پر رفیقِ حیات کو ڈانٹ ڈپٹ کرنی پڑے البتہ اگر عورت کسی غلطی کی مرتکب ہوتی ہے تو خاوند کو اصلاح کا پہلو اپنانا چاہیے، اگر وہ تب بھی خود کو راہِ راست پر نہیں لاتی تو اسے ہلکی مار لگائی جاسکتی ہے۔

کامل ترین مومن

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَاناً اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا ، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے زیادہ اچھا ہے، اور تم میں سب سے بہتر ہے وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہے۔''

مسند احمد :(٢/٤٧٢، ٢/٢٥٠)، سنن ترمذی ، النكاح ،باب ماجاء فی حق المراة علی زوجها(١١٦٢)، وسندهٗ حسن۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن صحیح ، امام حاکم (۱/۴۳) نے امام مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، امام ابن حبان (۱۹۲۶، ۴۱۷۶) نے اسے صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

بیوی کو مارنے کی ممانعت

عَنْ اِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَضْرِبُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ ، فَجَاءَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : ذَئِرْنَ النِّسَاءِ عَلٰى اَزْوَاجِهِنَّ فَرَخَّصَ فِيْ ضَرْبِهِنَّ ، فَاَطَافَ بِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ اَزْوَجَهُنَّ فَقَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ اَطَافَ بِاٰلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ ﷺ يَشْكُوْنَ اَزْوَجَهُنَّ لَيْسَ اُولٰٓئِكَ بِخِيَارِكُمْ))

سیدنا ایاس عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:”تم اللہ کی بندیوں کومت مارو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یارسول اللہ ﷺ عورتیں اپنے خاوندوں پر دلیر ہوگئی ہیں تو رسول ﷺ نے ان کے مارنے کی رخصت عنائت فرمادی جس پر مردوں نے عمل کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کے پاس کثرت سے عورتیں آنے لگیں جو اپنے خاوندوں کی شکایت کرتیں تھیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس بہت سی عورتوں نے ہجوم کیا ہے جو اپنے خاوندوں کی شکایت کرتیں ہیں یاد رکھو! ایسا کرنے والے لوگ تم میں بہتر نہیں ہیں ۔“

سنن ابی داود ،النکاح ،باب فی ضرب النساء(۲۱۴۶)وسندهٗ صحیحاس حدیث کو امام ابن حبان (۴۱۸۹)اور امام حاکم (۲/۲۰۵، ۲۰۸)نے صحیح کہا ھے ، حافظ ذھبی نے ان کی موافقت کی ھے ۔مسند حمیدی (۲/۳۸٦)میں سفیان بن عیینه اور امام زھری رحمہما اللہ نے سماع کی تصریح کی ھوئی ھے ، والحمد لله !

فوائد:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی صفات بیان کی ہیں ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾

(۹/التوبہ:۱۲۸)

’’(لوگو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں! تمہاری تکلیف اُن کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں۔‘‘ ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ إِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِہِمْ یَتْلُوا عَلَیْہِمْ آیَاتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَإِنْ کَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ﴾ (۳:آل عمران:۱۶۴)

’’بیشک مسلمانوں پر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انھیں اسکی آیتیں پڑھ کرسناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے یقیناً یہ سب اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔‘‘

دنیا کا بہترین متاع

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ قَالَ: ((اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِهَا اَلْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ))

سیدنا عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’دنیا سازوسامان ہے، اور دنیا کی بہترین سامان نیک عورت ہے۔‘‘

صحیح مسلم ، الرضاع ، باب خیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ (۱٤٦٩)

فائدہ:

عورتوں کو اپنے خاوندوں کے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیے اور خاوندوں کو عورتوں کے حقوق نان نفقہ پورا کرنا چاہیے۔ مگر یاد رہے کہ عورتوں کو امہات المومنین کی سیرت کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ زندگی گزارنے کے آداب کا علم ہو سکے۔

اگر ایک وقت گھر میں کچھ کھانے کو نہ ہو تو صبر سے کام لینا چاہیے نہ کہ یہ کہہ دیں جب سے میں اس گھر میں آئی ہوں مجھے سکون نہیں ملا ، یہ انتہائی معیوب بات ہے ، یہ ناشکری کا کلمہ ادا نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہر حال اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے ، ہاں آپکو یاد ہونا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بسا اوقات تین تین ماہ بھی چولہا گرم نہ ہوتا۔ مگر امہات المومنین نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات نہیں کہی تو عورتوں کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور امہات المومنین کی سیرت پر عمل کرنا چاہیے۔ اللہ تعالی ہم سب کی اصلاح فرمائے آمین۔

اسلام میں خواتین کے حقوق

اسلام میں عورتوں کے روحانی حقوق

اہل مغرب اور نام نہاد مہذب تنظیموں نے اسلام پر بے اعتراضات کیے ہیں ہم نے اس باب کو سوالاً جواباً تحریر کیا ہے تا کہ اعتراضات کا منصفانہ جوابات رقم کیے جا سکیں عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ مردوں کے لیے حوریں اور عورتوں کے لیے کیا ہوگا؟

یہ مغرب اور غیر مغرب عورتوں کی غلط فہمی ہے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ بشرطیکہ کہ وہ اعمال صالحہ کریں

دلیل:

﴿وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَـٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا﴾

(٤ / النساء ١٢٤)

جو ایمان والا ہو مرد ہو یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور ان کی ذرہ کے برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔"

دوسرا مقام:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم

بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

”جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔“ (١٦ النحل: ٩٧)

تیسرا مقام:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيراً وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيماً﴾ (٣٣ الاحزاب: ٣٥)

”بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ،ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں ، فرمابرداری کرنے والے مرد اور فرمابرداری کرنے والی عورتیں ، راست باز مرد اور راست باز عورتیں ،صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں ، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں ، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں ،روزے رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں ، اپنے نفس کی نگہبانی کرنے والے مرد اور اپنے نفس کی نگہبانی کرنے والی عورتیں ، باکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور باکثرت اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کیلئے اللہ تعالیٰ نے وسیع مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

فائدہ:

اس وسیع ثواب میں جنت بھی شامل ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر اسکی وضاحت موجود ہے۔

﴿أُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقّاً لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ (٨/ الانفال: ٤)

''یہی سچے ایمان والے لوگ ہیں ان کے لیے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔''

مندرجہ بالا آیات سے واضح ہوگیا کہ نیک صالح عورتیں جنت میں جائیں گی جیسے نیک صالح مرد جنت میں جائیں گے، اب دوسرا سوال یہ ہے کہ جس طرح مردوں کو حوریں ملیں گی لیکن عورتوں کو کیا ملے گا؟ اس کا جواب ملاحظہ کریں۔

﴿ كذلك وزوجنهم بحور عين ﴾ (الدخان : ٥٤)

''ہم ان کی شادی موٹی آنکھوں والی حوروں سے کریں گے۔''

فائدہ:

یعنی اللہ تعالیٰ نیک صالح عورتوں کو حوروں کی سردار بنا دے گا۔ یعنی عورتوں کو نیک خاوند اور حوروں کی سرداری ملے گی وہ کچھ جو یہ چاہیں گی۔

اب بات کریں گے روحانی حقوق کی:

اللہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيراً وَنِسَاء وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيباً﴾ (٤/ النساء: ١)

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے......۔''

﴿ وَاللّهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ﴾

(١٦/ النحل: ٧٢)

"اور وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے تمہاری ہم جنس بیویاں بنائیں اور اسی نے ان بیویوں سے تمہیں بیٹے اور پوتے عطا کیئے اور اچھی اچھی چیزیں تمہیں کھانے کو دیں۔"

فائدہ:

مندرجہ بالا دونوں آیات سے یہی وضح ہوتا ہے کہ روحانی طور پر تخلیق کے لحاظ دونوں برابر ہیں۔

دلیل:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا﴾

(۱۷/ بنی اسرائیل: ۷۰)

"یہ تو ہماری عنائت ہے کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی اور تری میں سواریاں دی اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور بہت سے مخلوقات پر نمایاں فوقیت دی۔"

فائدہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر بنی نوع انسان کی عظمت و برتری کا ذکر کیا ہے، یہاں مرد اور عورت کے درمیان تفریق بیان نہیں کی۔

دلیل:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا﴾ (۴۶/ احقاف: ۱۵)

"اور ہم نے انسان کو وصیت کی کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔"

تنبیہ:

والدین میں مرد بھی شامل ہے اور عورت بھی ۔عزت کے تقاضے برابر:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيراً وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيماً﴾ (٣٣/ الاحزاب:٣٥)

'' بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ،ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں ، فرمابرداری کرنے والے مرد اور فرمابرداری کرنے والی عورتیں ، راست باز مرد اور راست باز عورتیں ،صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں ، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں ، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں ،روزے رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں ،اپنے نفس کی نگہبانی کرنے والے مرد اور اپنے نفس کی نگہبانی کرنے والی عورتیں ، باکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور باکثرت اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کیلئے اللہ تعالی نے وسیع مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔'

فائدہ:

دونوں کو برابر رکھا گیا ہے اجر میں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ اگر مرد کرے تو زیادہ عورت کرے تو تھوڑا۔

اسلام میں عورت کے معاشی حقوق

ا۔ اسلام نے عورت کیلئے حق مہر مقرر کیا ہے، جو مرد ادا کرتا ہے جبکہ عورت پر کوئی شرائط اسلام نے قائم نہیں کی۔ فائدہ کس کو عورت کو۔

تنبیہ: برصغیر پاک وہند میں جو عورت کے گھر والے لڑکی کو سامان دیتے ہیں اس کا اسلام میں کوئی وجود نہیں ہے یہ بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے، اس ظالمانہ نظام سے بے شمار غریب گھرانوں کی بچیاں شادی سے محروم ہیں ،اس سے اسلام کو قصوروار نہیں ٹھہر ایا جاسکتا بلکہ اسلام تو اسکی مذمت کرتا ہے۔

۲۔عورت کیلئے اسلام میں میراث میں حصہ مقرر کیا گیا ہے۔جو اسلام سچے آفاقی اور امن پسند ہونے کی دلیل ہے۔

تنبیہ: ہندوستان میں ہندووں کے درہم میں عورت کو کوئی حصہ نہیں دیا جاتا ہے۔ مغرب کو تنقید ہندووں پر کرنی چاہیے۔

یاد رہے اور بھی ایسے درھم موجود ہیں جن میں عورت کا میراث میں کوئی حصہ نہیں ہے

۳۔ مرد کو کمانا اور نان ونفقہ پورا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ عورت کو اولاد کی پرورش اور گھر کی دیکھ بھال کی ذمہ داری دی گئی ہے۔

۴۔علیحدگی کی صورت میں بھی عدت کے دوران بیوی کے نفقے کا ذمہ دار مرد کو ٹھہرایا گیا ہے نہ کہ عورت کو۔

نوٹ : قارئین کرام انصاف سے بتائیں کہ اسلام نے عورتوں کو صحیح حقوق دیئے ہیں یا مغرب کے اوباش قانون نے۔

اسلام میں عورت کے معاشرتی حقوق

ا۔ اسلام میں عورت کے حقوق بحیثیت ماں :

دلیل:

﴿ وبالولدین احسنا﴾ (٤/النساء:٣٦)

''اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ بیان کی سائل کے سوال پوچھنے پر۔

صحیح بخاری :رقم الحدیث:(٥٩٧١)

۲۔ اسلام میں عورت کے حقوق بحیثیت بہن:

۳۔ اسلام میں عورت کے حقوق بحیثیت بیٹی :

۴۔ اسلام میں عورت کے حقوق بحیثیت بیوی :

مزید حقوق :

اسلام نے بیٹیوں کی پیدائش پر رنج کرنے کی سخت مذمت بیان کی :

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ☆ يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ (

١٦/ النحل:٥٨-٥٩)

''ان میں سے جب کسی کولڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرا سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے سوچتا ہے کہ کیا اس ذلت کو لیے ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبادے آہ! کیا یہ لوگ کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں۔''

فائدہ:

عورتوں کو جاہلیت میں زندہ درگور کرتے تھے اسلام نے اس کی مذمت کی اور عورت کی معاشرتی زندگی دی یہ احسان عورتو اسلام کا ہے تم پر۔

احادیث مبارکہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جوشخص دو بچیوں کی پرورش کرے اور جب وہ بالغ ہوگئی۔ کہ قیامت کے دن اسطرح آئیں گی آپ ﷺ نے اپنی دوانگلیوں کوملالیا۔

((ترمذی: رقم الحدیث:١٩١٤)

ایک روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ یہ تمام حقوق عورت کو اسلام نے دیے۔

ایک اور ارشاد:

﴿ ولا تقتلو اولادكم خشية املاق نحن نرزقهم ﴾ (١٧/ بنی اسرائیل:٣١)

''اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم انھیں بھی رزق دیں گے اور تمھیں بھی۔''

اسلام میں عورت کے تعلیمی حقوق

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے۔ (الحدیث)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے تقریباً ۲۲۱۰ روایات مروی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ اسلام کے مسائل جاننے میں بہت اگے تھیں۔

صحابہ کرام بہت سے مسائل کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے تھے۔ کیونکہ آپکا شمار بڑے بڑے استاذہ میں ہوتا تھا۔ امام نووی فرماتے ہیں وہ اپنے وقت کی سب سے بڑی عالم تھیں۔

بے شمار صحابیات عالم تھیں۔

اسلام میں عورت کے قانونی حقوق:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (۵/ :المائدہ:۳۸)

''اور چور خواہ عورت ہو یا مرد دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا، اللہ کی قدرت سب پر غالب ہے اور وہ دانا وبینا ہے۔''

حدیث مبارکہ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخزومیہ خاتون (فاطمہ بنت اسود) جس نے غزوہ فتح مکہ کے موقع پر) چوری کرلی ہے اسکے معاملے میں قریش کو فکر میں ڈال دیا نہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس معاملہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کون کرے آخر یہ تہ پایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اپکے بہت عزیز ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی اس کی ہمت نہیں کرسکتا چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کچھ کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسامہ کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتا ہے پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلی بہت سی امتیں اس لیے ہلاک ہوگئی کہ

جب انکا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو میں اسکا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں۔"

صحیح بخاری :کتاب الانبیاء :باب (٥٤):رقمالحدیث:(٣٤٧٥)صحیح مسلم (٤٥٠٥)

ا۔اسلام اپنے قوانین پر بڑی سختی سے عمل پیرا ہونے کی ہدایت کرتا ہے۔اسکا فائدہ یہ ہے تا کہ کوئی دوسرا فرد اس جرم کا ارتکاب نہ کرے۔

☆ اسلام میں خواتین کی بے حرمتی اور عصمت دری حرام ہے۔

ا۔ اگر زنا کا جرم ثابت ہوجانے کی صورت میں زانی کے لیے سزائے موت۔

٢۔ اب اگر بالفرض اسلامی نظام ہوتو لوگ ایسی ظالمانہ حرکت کرنے سے دریغ کریں گے۔ کیونکہ ان کو ڈر ہوگا پکڑے جانے کی صورت میں سزائے موت ہے اور معافی کسی صورت میں نہیں۔

٣۔ یقیناً لوگ زنا کے جرم کا ارتکاب نہیں کریں گے۔

۵۔ اب اہل مغرب جو عورت کے حقوق کی بات کرتے ہیں انہوں نے عورت کو کیا حقوق دیئے ہیں۔یہ کہ عورت کو ایک تصویر بنا دیا ہے جو چوک چورستے میں لٹکانے کا کام دے۔ اور یہ کہ عورت اپنے جسم کی نمائش کرے اور اس نمائش کا نام رکھا ماڈلنگ۔اور یہ کہ عورت بازار میں جنسی تعلقات کے کام آئے۔

٦۔ اور یہ کہ عورت بازاروں میں آوارہ پھرے اور رقص وسرود کی محفل میں اپنا فن دکھائے۔ٹی وی،وی سی آر، اخبارات پر اسکی تصاویر چسپاں ہوں۔یعنی کاروبار کو چمکانے کے لیے کسی عورت کی تصویر کا سہارا لیا جائے۔

۷۔ یہ مغرب نے عورت کو حقوق دیے۔جو سارے کے سارے قابل مذمت ہیں اور قابل تعریف ایک بھی نہیں ہے۔

اسلام عورت کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔

۱۔ اسلام عورت اور مرد دونوں کو پردے کا حکم دیتا ہے۔

دلیل:

﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ☆ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ (۲۴/ النور: ۳۰، ۳۱)

''اے نبی ﷺ مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے پاکیزہ طریقہ ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔ اے نبی مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں، بجز اسکے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کو ڈالے رہیں۔''

اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ عورت کی عصمت کیلئے بہت بہتر ہیں۔

❁.....❁.....❁

مساکین وفقراء کے حقوق

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا﴾ (٤/النساء ١)

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

مساکین کا خیال رکھنا نیکی ہے

﴿لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ وَ السَّآىِٕلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾

(٢ البقرہ:١٧٧)

''ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص

ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر، اور نبیوں پر، ایمان رکھنے والا ہو جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں یتیموں مسکینوں، مسافروں، اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے نماز کی پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی کرے جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔"

مساکین پر خرچ کرو

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾

(۲ البقرہ ۲۱۵)

"آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ کہہ دیجئے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لئے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالی کو اس علم ہے۔"

مال خمس سے مساکین وفقراء کو دو

﴿ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

(۸ الانفال ۴۱)

"اور جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچ حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں کا اور راہ چلتے مسافروں کا اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر اس دن اتارا ہے جو دن حق

وباطل کہ جدائی کا تھا جس دن دو فوجیں بھڑ گئی تھیں اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

مساکین کو بن مانگے دیا کرو

﴿ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَ مَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ☆ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ☆ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾

(٢ البقرہ:٢٧٢تا٢٧٤)

"انہیں ہدایت پر لا کھڑا کرنا تیرے ذمہ نہیں، بلکہ ھدایت اللہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے تم جو بھلی چیز اللہ کی راہ میں دو گے اس کا فائدہ خود پاؤ گے، تمھیں صرف اللہ تعالی کی رضامندی کی طلب کے لیے ہی کرنا چاہیے تم جو کچھ خرچ کرو گے اسکا پورا پورا بدلہ تمھیں دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔ صدقات کے مستحق وہ غرباہیں، جو اللہ کی راہ میں روک دیے گئے، جو ملک میں چل پھر نہیں سکتے نادان لوگ ان کی بے سوالی کی وجہ سے انھیں مال دار خیال کرتے ہیں، آپ انکے چہرے دیکھ کر قیافہ سے انہیں پہچان لیں گے وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے تم جو کچھ خرچ کرو گے تو اللہ تعالی اسکا جاننے والا ہے۔ جو لوگ اپنے مالوں کو رات دن چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کے رب تعالی کے پاس اجر ہے اور انہ انہیں خوف ہوگا نہ غمگین۔"

فائدہ:

مہاجرین کو شامل کیا گیا ہے، دینی علوم حاصل کرنے والے طلباء بھی اس میں شامل ہیں، وہ علماء بھی شامل ہیں جن کا پیشہ ہی دین کی خدمت بچوں کو تعلیم دینا یعنی جنہوں نے

اپنی زندگی اللہ کے راستے میں وقف کر رکھی ہے۔(واللہ اعلم) گویا اہل ایمان کی صفت یہ ہے کہ فقر غربت کے باوجود وہ تعفف یعنی سوال سے بچتے ہیں اور الحاف یعنی چمٹ کر سوال کرنا ، سے بھی گریز کرتے ہیں ،بعض نے الحاف کے معنی کیئے ہیں بالکل سوال نہ کرنا اور بعض نے کہا کہ وہ سوال میں الحاح وزاری نہیں کرتے اور جس کی ضرورت نہیں ہے وہ لوگوں سے طلب نہیں کرتے اس لیے کہ الحاف یہ ہے کہ ضرورت ہونے کہ باوجود (بطور پیشہ) لوگوں سے مانگے اس مفہوم کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے جن میں کہا گیا ہے کہ ''مسکین وہ نہیں ایک ایک دو دو کھجور یا ایک ایک ،دو دو لقمے کے لئے دربدر سوال کرتا ہے، مسکین تو وہ ہے جو سوال سے بچتا ہے پھر نبی ﷺ نے آیت ﴿ لایسئلون الناس الحافا ﴾ کا حوالہ پیش فرمایا'' صحیح بخاری (۴۲۶۵) وصحیح مسلم (۱۰۳۹)

اس لیے پیشہ ور گداگروں کی بجائے مہاجرین ، طلبا ، علماء اور سفید پوش ضرورت مندوں کا پتہ چلا کر ان کی مدد کرنی چاہیے ،جو سوال سے گریز کرتے ہیں، کیونکہ دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلانا انسان کی عزت نفس اور خودداری کے خلاف ہے۔

تقسیم کے وقت مساکین کو مت بھولو

﴿وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ☆ وَ لْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ (٤ النساء ٨-٩)

''اور جب تقسیم کے وقت قرابت دار یتیم اور مسکین آجائیں تم اس میں سے تھوڑا بہت انھیں بھی دے دو اور ان سے نرمی سے بولو اور چاہیں کہ وہ اس سے ڈریں اگر وہ خود اپنے پیچھے (ننھے ننھے) ناتواں چھوڑ جاتے جن کے ضائع ہونے کا اندیشہ رہتا ہے پس اللہ سے ڈر کی جچی تلی بات کہا کریں۔''

فائدہ:

جن لوگوں کو اللہ نے مال دیا ہے ان پر لازم اور ضروری ہے کہ وہ اپنے مال میں سے یتیموں ،مسکینوں ، اور قرابت داروں کو بھی اپنی استطاعت کے مطابق مدد کریں ، اور اللہ کے دیئے ہوئے مال پر فرعون ، اور قارون نہ بن جائیں کے آپ کے مال سے غریبوں اور یتیموں کو فائدہ ہی نہ ہو۔

مسکین قرابت والے کا خیال رکھو

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ يَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ (١٦ النحل ٩٠)

”بے شک اللہ تعالی عدل کا بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں ، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم وزیادتی سے روکتا ہے وہ خود تمھیں نصیحتیں کررہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔“

فائدہ:

عدل کے مشہور معنی انصاف کرنے کے ہیں ، یعنی اپنوں اور بیگانوں سب کے ساتھ انصاف کیا جائے کسی کے ساتھ دشمنی یا عناد یا محبت یا قرابت کی وجہ سے ،انصاف کے تقاضے مجروح ہوں ،ایک دوسرے معنی اعتدال کے ہیں یعنی کسی کے معاملے میں بھی افراط وتفریط کا ارتکاب نہ کیا جائے ،حتی کہ دین کے معاملے میں بھی ، کیوں کہ دین میں افراط کا نتیجہ غلو ہے ، جو سخت مذموم ہے اور تفریط دین میں میں کوتاہی ہے یہ بھی ناپسندیدہ ہے۔احسان کے ایک معنی حسن سلوک ،عفو ودرگزر اور معاف کردینے کے ہیں دوسرے معنی تفضیل کے ہیں ، یعنی حقِ واجت سے زیادہ دینا یا عملِ واجب سے زیادہ عمل کرنا ،مثلاً کسی کام کی مزدوری سو روپے

طے ہے لیکن دیتے وقت، ۱۰ یا ۲۰ روپے زیادہ دے دینا، طے شدہ سو روپے کی ادائیگی حق واجب ہے اور یہ عدل ہے، اور مزید ۱۰۔ ۲۰ دینا یہ احسان ہے۔ عدل سے بھی معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے اور لیکن احسان سے معاشرے میں مزید خوشگواری، اپنائیت وفدائیت کے جذبات نشوونما پاتے ہیں، اور فرائض کے ساتھ نوافل کا اہتمام عمل واجب سے زیادہ عمل ہے جس سے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے...... اور رشتہ داروں کا حق ادا کرنا یعنی انکی امداد کرنا اسے حدیث میں صلہ رحمی کہا گیا ہے اس کی نہایت تاکید کی گئی ہے، عدل احسان کے بعد اسکا الگ ذکر ہے یہ بھی صلہ رحمی کی اہمیت ہے۔

تفسیر احسن البیان : ١٦النحل تحت آیت (٩٠،ص:٣٦٢)

فضول خرچی کی بجائے مساکین کو دو

﴿ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۝وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا۝وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا﴾

(١٧ بنی اسرائیل ٢٦تا٢٨)

”اور رشتہ داروں کا اور مسکینوں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بیجا خرچ سے بچو، بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔ اور اگر تجھے ان سے منہ پھیر لینا پڑے اپنے رب کی اس رحمت کی جستجو میں جس کی تو امید رکھتا ہے تو بھی تجھے چاہیے کہ عمدگی اور نرمی سے انھیں سمجھا دے۔“

﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (٣٠ الروم:٣٨)

”پس قرابت دار کو مسکین کو ہر ایک کو اس کا حق دیجئے یہ ان کے لئے بہتر ہے جو اللہ

تعالیٰ کا منہ دیکھنا چاہتے ہوں ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں"

﴿وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ، وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ، اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ﴾ (٧٠ المعارج:٢٦ تا٢٨)

"جو انصاف کے دن پر یقین رکھتے ہیں ،اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں ، بیشک ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں ۔"

مساکین کا اللہ کے ہاں مقام

عَنْ سَهْلٍ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ :مَارَءْيُكَ فِيْ هَذَا ؟ " فَقَالَ : رَجُلٌ مِنْ اَشْرَافِ النَّاسِ ، هَذَا و.اللّٰهِ حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يَنْكُحَ ، وَاِنَ شَفَعَ اَنْ يَشْفَّعَ فَسَكَتَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ اٰخَرُ ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَارَاُيُكَ فِيْ هَذَا ؟" فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ هَذا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَايُنْكَحَ ....))

سیدنا ابو العباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب (جو مالدار تھے) نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا، تو آپ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے فرمایا: تیری اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے ،؟ اس نے کہا یہ معزز لوگوں میں سے ہے اللہ کی قسم یہ اس قابل ہے کہ اگر کہیں پیغام نکاح دے تو اس کا نکاح کر دیا جائے اور کسی کی سفارش کرے تو سفارش قبول کر دی جائے رسول اللہ ﷺ یہ (جواب) سن کر خاموش رہے، پھر ایک اور آدمی وہاں سے گزرا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اے اللہ کے رسول ﷺ اس کا تعلق فقراء مسلمین سے ہے یہ اس لائق ہے اگر کسی کو نکاح کا پیغام دے تو نکاح نہ کیا جائے ۔اگر سفارش کرے تو سفارش قبول نہ کی جائے اگر بات کہے تو اسکی بات نہ سنی جائے ، پس آپ ﷺ نے فرمایا: یہ فقیر پہلے شخص

جیسے دنیا بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے۔"
(صحیح بخاری(٤٨٠٣، ٥٠٩١، ٦٠٨٢)

فائدہ:

اس میں فقراء مسلمین کی فضیلت کا بیان ہے جنہیں معاشرہ میں انکی غربت کی وجہ سے کوئی جانتا ہے نہ ہی احترام کرتا ہے۔لیکن اللہ تعالی کے ہاں انکا بڑا مقام ومرتبہ ہے۔

جنتی مہمان کمزور ومساکین

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ :((احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ : فِيَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فِيَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاكِيْنُهُمْ ،فَقَضَى اللّٰهُ بَيْنَهُمَا :إِنَّكِ الْجَنَّةُ وَرَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ ، وَإِنَّكِ النَّارُ عَذَابِيْ أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مَلْؤُهَا))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت اور دوزخ میں جھگڑا ہوا ،جہنم نے کہا ، میرے اندر سرکش اور متکبر انسان ہوں گے اور جنت نے کہا میرے اندر کمزور اور مسکین لوگ ہوں گے پس اللہ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرمایا (جنت سے کہا) تو میری رحمت ہے، تیرے ذریعے میں جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا ، (اور دوزخ سے کہا) تو جہنم میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعے جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا تم دونوں کا بھرنا میری ذمہ داری ہے۔"

صحیح بخاری ،التفسیر،باب :قولہ تعالی ﴿ وتقول هل من مزيد﴾(٤٨٩٠)صحیح مسلم کتاب صفة القيامة والجنة النار ،باب النار يدخلها الجبارون ،والجنة ...... (٢٨٤٧) ولفظ له مسلم۔

فقراء ومسکین سے رشتے مت توڑو

((جُبَيْرِ بْنَ مُطْعَمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ))

''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

(صحیح بخاری(٥٩٨٤)ومسلم (٢٥٥٦)

فوائد:

اس میں قطع رحمی پر کتنی سخت وعید ہے اس کے باوجود ہمارے معاشرے میں یہ گناہ کبیرہ عام ہے، ہمیں اس سے بچنے اور لوگوں کو بچانے کی فکر میں رہنا چاہیے، اور ضروری اقدامات کرنے چاہیں

عام جنتی مساکین

وَعَنْ أُسَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ ، وَأَصْحَابُ (الجد) مَحْبُوْسُوْنَ ، غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ))

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو (میں نے دیکھا) کہ اس میں داخل ہونے والے اکثر مسکین لوگ ہیں اور دولت مند رُکے ہوئے ہیں، البتہ دوزخ والوں کو دوزخ میں لے جانے کا حکم دے دیا گیا ہے، اور (جب) جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو (دیکھا) اس میں داخل ہونے والی اکثر عورتیں ہیں۔''

بخاری، کتاب النکاح، باب ٨٨(٥١٩٦) کتاب الرقاق، صحیح مسلم کتاب الرقاق، باب اکثر اهل الجنة الفقراء ......(٢٧٣٦)

فائدہ:

جنت دوزخ کے یہ احوال نبی ﷺ کو بذریعہ وحی بتلائے گئے ہیں ، اور آپ انہیں صیغہ ماضی سے بیان فرمایا: کیونکہ ان کا وقوع ، ماضی کی طرح یقینی ہے یا کشف کے طور پر آپ کو ان کا مشاہدہ کروایا گیا ،عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کی وجہ انکی کثرت کے ساتھ ناشکری اور خاوندوں پر لعن طعن ہے جیسا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

ان مسکین کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے

وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَى سَعْدٌ اَنْ لَهُ فَضْلًا عَلٰى مَنْ دُوْنَه ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ))

حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) :'' حضرت سعد کو یہ خیال ہوا کہ انہیں اپنے سے کم تر لوگوں پر فضیلت حاصل ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا ،تم لوگ تو انہی کمزوروں کی وجہ سے مدد کئے اور رزق دیئے جاتے ہو۔(پھر ان سے برتر ہونے کے زعم کا کیا جواز ہے؟)

بخاری ،کتاب الجهاد ،باب من استعان بالضعفاء والصالحين في الحرب (٢٧٩٦)

قناعت اختیار کرنے کی کوشش کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ)) ''

وہ شخص کامیاب ہے جس نے اسلام قبول کرلیا ،گزارے کے مطابق اسے روزی مل گئی اور اللہ تعالیٰ نے اسی پر اسے قناعت پسند بنا دیا۔

(صحیح مسلم (١٠٥٤)

گداگری سے باز رہو

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ :((اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ))

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر صدقہ کرنے اور گداگری سے باز رہنے کا تزکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا " اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ مانگنے سے باز رہنے والے کا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والے کا ہے۔"

صحيح بخاری، کتاب الزکوٰۃ ،باب لاصدقة الا عن ظهر غنی (١٤٢٩)و صحيح مسلم، کتاب الزکوٰۃ ،باب نفقة العيال (١٠٣٣)۔

فائدہ:

اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کی ترغیب پر زور دیا گیا ہے، اسلام اپنے چاہنے والوں کو گداگری سے منع کرتا ہے، مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بھیک مانگنے والے کے چہرہ پر گوشت نہیں ہوگا، امام البانی رحمہ اللہ نے الصحیحہ میں روایت رقم کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے لیے روزی کماتا ہے تا کہ سوال کرنے کرنے سے بچے وہ اللہ کی راہ پر ہے۔

مہمانوں کے حقوق

﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾

(٤ النساء ١)

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

ابراہیم علیہ السلام کے مہمان

﴿وَ نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ☆ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ☆ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ☆قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِىْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِىَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ☆ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ☆ قَالَ وَ مَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾ (١٥ الحجر ٥١تا٥٦)

انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا حال سنا دو، کہ انہوں نے جب اس کے پاس آ کر سلام کہا تو اس نے کہا کہ ہم کو تو تم سے ڈر لگتا ہے۔ انہوں نے کہا ڈرو نہیں ہم تجھے ایک ہوشیار دانا فرزند کی بشارت دیتے ہیں، کہا کیا اس بڑھاپے کے دبوچ لینے کے بعد تم مجھے خوشخبری دیتے

ہو! یہ کیسے دے رہے ہو؟ انہوں نے کہا تجھے لائق نہیں کہ ناامید لوگوں میں شامل ہوجا کہا اپنے رب تعالی کی رحمت سے ناامید تو صرف گمراہ اور بہکے ہوئے ہی لوگ ہوتے ہیں۔"

﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ☆اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ☆ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ☆ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ﴾ (٥١ الذريات ٢٤، ٢٥، ٢٦)

"کیا تجھے ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی خبر بھی پہنچی ہے، وہ جب ان کے ہاں آئے تو سلام کیا ابراہیم نے جواب دیا (اور کہا یہ تو) اجنبی لوگ ہیں پھر چپ چاپ جلدی جلدی اپنے گھر والوں کی طرف گئے اور ایک بچھڑے کا گوشت لائے اور اسے ان کے پاس رکھا اور کہا آپ کھاتے کیوں نہیں۔"

﴿قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ☆ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ﴾

"لوط نے کہا کاش کہ مجھ میں تم سے مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی یا میں کسی مضبوط پناہ میں ہوتا اب فرشتوں نے کہا اے لوط ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں ناممکن ہے کہ یہ تم تک پہنچ جائیں پس تو اپنے گھر والوں کو لے کر کچھ رات رہے نکل کھڑا ہو تم میں سے کسی کو مڑ کر بھی دیکھنا نہیں چاہیے بجز تیری بیوی کے اس لیے کہ اسے بھی وہی پہنچنے والا ہے جو ان سب کو پہنچے گا یقیناً ان کے وعدے کا وقت صبح کا ہے کیا صبح بالکل نزدیک ہی نہیں۔"

(١١ هود ٨٠)

﴿كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ☆ وَ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ☆

فَلَمَّارَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ﴾ (۱۱ھود ٦٨تا٧٠)

''ایسے کہ گویا وہ وہاں کبھی آباد ہی نہ تھے آگاہ رہو کہ قوم ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا سن لو! ان ثمودیوں پر پھٹکار ہے اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر ابراھیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر پہنچے، اور سلام کہا انہوں نے بھی جواب سلام دیا اور بغیر کسی تاخیر کے گائے کا بھنا ہوا بچہ لے آئے اب جو دیکھا کہ انکے تو ہاتھ بھی ان تک نہیں پہنچ رہے تو انھیں انجان پاکر دل ہی دل میں ان سے خوف کرنے لگے انہوں نے کہا ڈرو نہیں ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں۔''

مہمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ ،مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ))

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئی صلہ رحمی کرے، اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کے بھلائی کی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔''

صحیح بخاری ،الادب ،باب من کان یومن باللہ ۔۔الخ(٦١٣٨)، صحیح مسلم (٤٧) ، واللفظ للبخاری۔

فائدہ:

مہمان کی عزت تکریم کرنے کا مطلب ہے کہ، مہمان کی استطاعت کے مطابق دعوت

کرے اور اس کے آرام وراحت کا خیال رکھے اس نماز پڑھنے کی تلقین کرے، مگر یاد رہے کہ ایسا نہ ہو کہ مہمان آنے والا شراب کا رسیہ ہے یا گندی موویز دیکھنے کا اسیر ہے ایسے مہمان کو اس کی خواہشات کی تکمیل نہ کرنے دی جائے ایسے شخص کو سمجھانے کی کوشش کی جائے، اگر یہ بات نہیں سنتا یا نہیں مانتا تو آپ پر لازم نہیں کہ آپ ایسے منکر مہمان کی نوازی کریں بلکہ اپ پر اسکی مہمان نوازی ساقط ہے۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی رضا کے لئے محبت کی جائے اور اللہ کی رضا کے لئے بغض رکھا جائے۔واللہ اعلم۔

مہمان اپنے میزبانوں کا خیال رکھے

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ، يَوْمٌ وَلَيْلَتُهُ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَابَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ))

سیدنا ابوشریح خویلد بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے مہمان کی عزت کرنا چاہیے اس کی خاطرداری ایک دن اور رات (یعنی اس میں اپنی طاقت کے مطابق بہتر کھانا تیار کیا کرے) کی ہے اور مہمان نوازی تین دن ہے پس جو اسکے علاوہ ہو وہ صدقہ ہے اور مہمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے میزبان کے پاس اتنے دن ٹھہر جائے کہ اسے تنگ کر ڈالے۔''

صحیح بخاری،الادب،باب اکرام الضیف وخدمته ایاه بنفسه (٦١٣٥)

مسلم کی ایک روایت میں ہے:

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يُقِيْمَ عِنْدَ اَخِيْهِ حَتّٰى يُؤْثِمَهُ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ يُؤْثِمُهُ؟ قَالَ :يُقِيْمُ عِنْدَهُ وَلَا شَيْئَ لَهُ يَقْرِيْهِ بِهِ .))

”کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اتنا زیادہ ٹھہرے حتی کہ اسے گنہگار کردے صحابہ نے پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس کو گنہگار کیسے کرے گا: ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے پاس ٹھہرے رہے گا اور اس کے پاس کوئی چیز نہ رہے جس کے ساتھ وہ اس کی مہمان نوازی کرے۔“

(مسلم(٤٨) بعد(١٧٢٦)

فوائد:

اسلام نے اپنے پیروکاروں کی اخلاقی وروحانی تربیت کی ہے مندرجہ بالا حدیث بھی اسی مسئلہ کی ایک کڑی ہے ،کہ مہمان کو چاہیے کہ میزبان کی حیثیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے جلدی واپس لوٹ جائے اس میں عافیت اور محبت ہے ،مہمان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ قناعت اختیار کرتے ہوئے مناسب کھانا کھائے نہ کہ وہ اپنی حدود توڑ دے ،مجھے یاد آیا کہ ہمارے ایک دوست تھے جو دعوت کا اہتمام نہیں کرتے تھے ،ہم نے اس سے کہا دعوت کرنے سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے بہرحال وہ اس پر آمادہ ہو گئے ،اور اپنے دو دوستوں کو دعوت میں مدعو کرلیا اور دونوں اس نظریہ سے دعوت پر آئے کہ ”ساجھے دے کونڈے چھک دیاں گئے“ اورانہوں ایسا ہی کیا جو ہمارے دوست نے ان کے سامنے رکھا وہ کھا گئے حتیٰ جو راشن ان کے لیے تیار کیا گیا تھا انہوں نے اسے اپنی ہٹ دھری کی بنا پر ختم کردیا ،یہ سارا ماجرا اس نے مجھے بتایا تو میں نے افسوس کا اظہار کیا اور اپنے ایک درس میں لوگوں کو ایسے کام کرنے سے منع کیا ،لہذا ایسے اقدامات سے محبت کے بجائے نفرت قدورت عدم اعتمادی پیدا ہوتی ہے جو میزبان کو بہت دلی طور پر پریشان کرتی ہے ،میزبان کو چاہیے کہ وہ کھانا کھانے میں قناعت اختیار کرے کیوں کے زندہ رہنے کے لیے کونڈے خالی کرنا ضروری نہیں ہے ،کم کھانا صحت اور میزبان دونوں کے لیے مفید ہے یہ ادب ومحبت کے زیادہ قریب ہے ،دوسرا اہم پہلو اس حدیث میں یہ ہے کہ دعوت کھانے کے بعد وہاں ہی بیٹھے نہیں

رہنا چاہیے بلکہ واپس لوٹ آنا چاہیے تاکہ میزبان اپنے ذاتی امور نمٹائے اور گھریلو امور سے فراغت حاصل کر لے۔

مختلف حقوق کا بیان

﴿يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (٤/ النساء ١)

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

❁......❁......❁

علماء کے حقوق کا بیان

علم والے اور جاہل برابر نہیں

﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (۳۹/الزمر ۹)

"(اے نبی) کہہ دے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟۔

علم والے بلند درجے ولاے

﴿ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَات ﴾ (۵۸/المجادلہ ۱۱)

"اللہ تم میں سے اہل ایمان کو اور ان لوگوں کو جن کو علم سے نوازا گیا' درجات میں بلند فرماتا ہے۔"

علم والے ہی حقیقت میں اللہ سے ڈرتے ہیں

﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾ (۳۵/فاطر ۲۸)

"اللہ سے اسکے بندوں میں صرف علماء ہی ڈرتے ہیں"

فائدہ:

پہلی آیت میں استفہام انکاری ہے جو نفی کا معنی دیتا ہے یعنی عالم اور غیر عالم برابر نہیں ۔جب عالم اور غیر عالم برابر نہیں تو غیرِ عالم پر عالم کی عزت اور ادب کرنا لازم آتا ہے ۔(واللہ اعلم)دوسری آیت میں اہل علم اور اہل ایمان کے درجات کا ذکر کیا گیا ہے ۔تیسری آیت میں علماء کا خاصہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کا ڈر صرف علماء کے ہی دلوں میں ہوتا ہے

کیونکہ وہ علم کی بدولت اللہ کی عظیم قدرت وعظمت اور اسکی صفات سے آگاہ ہوتے ہیں۔

اللہ کی بھلائی کا انداز

سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ:((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ))

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے'اس کو دین کی سمجھ عطاء فرما دیتا ہے۔''

(صحیح بخاری 'العلم'باب من یرداللہ بہ خیرا'(۷۱)'مسلم'(۱۰۳۷)

دین کی سمجھ (فقاہت) سے مراد' قرآن وحدیث کی فہم' دین کے احکام ومسائل کا علم اور حلال وحرام کی تمیز ہے۔ وہ فقاہت مراد نہیں ہے جسے آج کل عام طور پر سمجھا 'یا سمجھایا جاتا ہے کہ آئمہ کے اقوال پر مبنی استنبات واستخراجات کو سمجھنا فقاہت ہے اور مدونہ کتب فقہ کے ماہر کو ہی فقیہ باور کیا اور کرایا جاتا ہے اور ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ اسی نقطہ نظر کے مطابق ایسے لوگ محدثین کو بھی (نعوذ باللہ) فقاہت سے عاری سمجھتے ہیں اور انہیں صرف عطار قرار دیتے ہیں حالانکہ اصل فقیہ یہی لوگ ہیں'انہوں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں زندگی کے تمام مسائل پر مجموعے مرتب کیے الگ الگ ابواب وفصول کے مطابق احادیث رسول درج کیں' تاہم اپنی رائے سے اجتناب کیا' جو غایت درجہ تقوی اور احتیاط کی بات ہے' مگر افسوس بعض نااہل لوگوں نے فقہا ان لوگوں کو کہا جو قرآنِ مجید کی تاویل اپنی عقلِ باطل سے کرتے ہیں اور احادیثِ مبارکہ کی تاویل اپنے مذہب کے مطابق کرتے ہیں'اگر کوئی صحیح حدیث اپنے مذہب کے خلاف پاتے ہیں تو حدیث کے منکر ہوجاتے ہیں' جب چاہے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو منسوخ قرار دے دیتے ہیں' اسکی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ یہ سنت انکے مذہب کے مخالف ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے علماء سوء سے محفوظ فرمائے جنہوں نے دینِ اسلام کو امتیوں کی تقلید قرار دیا۔

رشک کے قابل دو شخص

سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاحَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ :رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا))

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' رشک کے قابل دو آدمی ہیں ،ایک وہ آدمی جس کو اللہ رب العزت نے مال دیا ، پھر اسے حق کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی اور دوسرا وہ آدمی ،جس کو اللہ نے دانائی سے نوازا ،پس وہ اس کے ساتھ (لوگوں کے معاملات کے) فیصلے کرتا ہے اور دوسروں کو بھی سکھا تا ہے ۔''

(صحیح بخاری 'العلم'باب الاغتباط فی العلم والحکمة '(٧٣)'مسلم (٨١٦)

دنیا کا بہترین شخص

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ ، مَلْعُونٌ مَافِيهَا ، اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالَى ، وَمَا وَالَاهُ ، وَعَالِمٌ ، أَوْ مُتَعَلِّمٌ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' دنیا ملعون ہے،اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے'سوائے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کے متعلقات اور عالم یا متعلم کے ۔''

ترمذی 'الزھد'باب ماجاء فی ھوان الدنیا...... (٢٣٢٢، ٤٧٨) سندہ حسن

فائدہ:

اس حدیث سے عالم اور متعلم کی اہمیت وفضیلت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے ،وہ ہی لوگ بہتر اور فلاح پانے والے ہیں اسلام کی نشر واشاعت ،نیکی کا حکم برائی سے ممانعت کے لیے سربستہ ہیں ،انہی کے لیے حقیقی خیر اور بھلائی ہے ،دین اسلام کا تحفظ کرنے والے اور

انبیاء بالخصوص آقاومکی مدنی ﷺ کے پیغام کو آگے منتقل کرنے والے یہی فلاح یافتہ لوگ ہیں ،امن وسکون کے حقیقی مصداق بھی ،ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء اپنے اور عامتہ الناس کے درمیان پیدا ہونے والی خلیج کو بند کریں اور اپنے اور عامتہ کے درمیان پیدا ہونے والے عدم اعتمادی کی فضا کو ختم کریں ،عامتہ الناس کے مسائل کے حل کے لیے ازخود کوششیں کریں ،یہ نیکی کے امور میں سے ہے،اس سے طاغوتی قوتوں کے شکست امن کو فتح ملے گی۔

عالم کی فضیلت

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ:((رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْآخِرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلَى مُعَلِّمِي النَّاسِ الْخَيْرَ))

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ایک ادنیٰ آدمی پر ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور آسمان وزمین کی مخلوق حتی کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی تک (پانی میں)لوگوں کو بھلائی سکھلانے والوں پر (اپنے اپنے انداز میں)رحمت بھیجتی اور دعائیں کرتی ہیں ۔''

سنن ترمذی 'العلم' باب ماجاء فی فضا ......الخ(٢٦٨٥) سندہ حسن

فائدہ:

عالم سے مراد قرآن وحدیث کا عالم ہے جو فرائض وسنن کی پابندی کے ساتھ تعلیم وتعلم میں مصروف رہتا ہے عابد سے مراد وہ شخص ہے جو اپنا زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں گزارتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا کا مصداق

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاءً اسَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے، پھر اسے اسی طرح دوسروں تک پہنچادے جس طرح اس نے سنا، اس لئے کہ بہت سے ایسے لوگ، جن کو بات پہنچائی جائے، سننے والے سے زیادہ یادرکھنے والے ہوتے ہیں۔

ترمذی 'ابواب العلم' باب ماجاء في الحث على تبليغ السماع ' (٢٦٥٧)اسے ابن حبان نے موارد (٧٤_٧٦)نے صحیح کہاھے

اس حدیث میں علماء کی عظمت کا ذکر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو یاد کرنے والے لکھنے اور بیان کرنے والے اور بیان کرنے والے تقریبا علماء کرام ہی ہوتے ہیں پس سب پر علماء کی عزت کرنا فرض لازم ہے۔

قیامت کی نشانی' علم کا اٹھ جانا

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ ،قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ اللّٰهَ لاَ يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا ،يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ ،وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتّٰى اِذَالَمْ يُبْقِ عَالِمًا،اتَّخَذَالنَّاسُ رُءُ وسًا جُهَالاً فَسُئِلُوا،فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ ، فَضَلُّوا وأَضَلُّوا))

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: '' کہ اللہ تعالی علم اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے کھینچ لے لیکن وہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعے سے اٹھائے گا۔ یہاں تک

کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے پس ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے اور یوں خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔"

(بخاری 'العلم 'باب کیف یقبض العلم ' (۱۰۰)'مسلم (۲۶۷۳)

فائدہ:

یعنی قربِ قیامت جاہل لوگ امام پیشوا بن جائیں گے اور انہیں قرآن وحدیث کا علم نہیں ہوگا اور خود کو مفتی اور مجتہد کہلائیں گے اور یہ لوگ جاہل ہوں گے 'پس اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جاہلوں کو امام بنانے سے اجتناب کیا جائے اور اہل علم کو اپنا پیشوا اور امام بنایا جائے۔مندرجہ بالا تمام احادیث عالم کی فضیلت کو واضح کرتی ہیں اور علماء کی عزت کرنا سب پر لازم اور فرض ہے۔

حقوق فاتر العقل (ناسمجھ لوگ)

﴿وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ (٤/النساء ٥)

"اور بے عقل لوگوں کو ان کے مال جسے اللہ نے تم لوگوں کے لئے گزراوقات کا سبب بنایا ہے مت دو (ہاں) اس میں سے ان کو کھلاتے اور پہناتے رہو اور انہیں معقولیت سے نرم بات کہو!"

فائدہ:

اس آیت میں نادان سے مرادصرف نادان یتیم ہی نہیں بلکہ کوئی بھی فرد ہوسکتا ہے مثلاً چھوٹا بھائی نادان ہے تو بڑا بھائی اسے اسکا مال نہ دے اور چھوٹا عقلمند اور بڑا نادان ہے تو چھوٹا بھائی اس کا مال اسکے تصرف میں نہ رکھے وجہ یہ ہے کہ مال تو زریعہ قیام زندگی ہے اگر

کسی نادان کے ہتھے چڑھ جائے گا تو وہ فضول ناجائز، گناہ کے کاموں میں اجاڑ دے گا اور اس کے برے اثرات مرتب ہونگے معاشرے پر حقوق ملکیت جو کسی شخص کو اپنی املاک پر ہوتے ہیں، اتنے غیر محدود نہیں کہ اگر وہ اس چیز کو صحیح طور پر استعمال کرنے کا اہل نہ ہو تب بھی اس کے حقوق سلب نہ کیئے جائیں، ایسی صورتوں میں اس نادان کا کوئی قریبی رشتہ دار یا حکومت اس کے مال پر تصرف رکھے گی، اس کی خوراک اور پوشاک اسے اس کے مال سے مہیا کی جائے گی اور جو بات اس کہی جائے اس بھلائی کو ملحوظ رکھ کر کہی جائے اگر یتیم کا مال تجارت یا مضاربت پر لگایا جا سکتا ہو، تو اسے تجارت پر لگایا جائے اور منافع سے اسکی خوراک پوشاک تیار کیئے جائیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یتیموں کا مال تجارت پر لگاؤ ایسا نہ ہو کے زکوۃ ہی ان کے مال کو کھا جائے۔

قیدیوں کے حقوق

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾

(۸/الانفال:۷۰)

”اے پیغمبر جو قیدی تم لوگوں کے قبضہ میں گرفتار ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ تمہارے دلوں میں نیک نیتی دیکھے گا تو جو (مال) تم سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عنائت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کردے گا اور اللہ بخشنے بڑا مہربان ہے۔“

﴿وَ اِنْ یُّرِیْدُوْا خِیَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ﴾

(۸/الانفال:۷۱)

”اور اگر وہ تجھ سے خیانت کا خیال کریں گے تو یہ تو اس سے پہلے خود اللہ کی خیانت کر چکے ہیں آخر اس نے انہیں گرفتار کرا دیا اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔“

﴿فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ

﴿فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ذٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ﴾ (۴۷/محمد:۴)

''تو جب کافروں سے گھمسان کا رن پڑ جائے تو گردنوں پر وار مارو جب ان کا خوب کتاؤ کر چکو تو اب خوب مضبوط قید و بند سے گرفتار کرو پھر اختیار ہے خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر تا وقت یہ کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو خود ہی ان سے بدلہ لے لیتا لیکن اسکے مشابہ یہ ہے کہ تم میں سے ایک کا امتحان دوسرے سے لے لے جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے جاتے ہیں اللہ انکے اعمال ہرگز ضائع نہ کرے گا۔

شیخ صلاح الدین یوسف ﷾ اپنی سیرۃ میں رقمطراز ہیں کہ: مَنّ کا مطلب ہے بغیر فدیہ لیے بطور احسان چھوڑ دینا اور فداء کا مطلب' کچھ معاوضہ لے کر چھوڑنا ہے ،قیدیوں کے بارے میں اختیار دے دیا گیا جو صورت حالات کے اعتبار سے اسلام اور مسلمانوں کے حق میں زیادہ بہتر ہو وہ اختیار کر لی جائے وہ بہتر ہے۔[تفسیر احسان البیان] دوران جنگ گرفتار کئے گئے قیدی کو چھوڑنے ،معاوضہ لینے' قتل کرنے اور معاف کرنے میں حاکم کو اختیار حاصل ہے جس طریق کو چاہے اختیار کرے۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (۶۶/ التحریم:۸)۔

''اے ایمان والو تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو ممکن ہے تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کر دے اور تمھیں ایسی جنتوں میں پہنچائے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ،جس دن

اللہ تعالیٰ نبی کو اہل ایمان کو رسوا نہ کرے گا ان کا نور ان کے سامنے اور انکے دائیں دوڑ رہا ہوگا اور یہ دعائیں کرتے ہونگے اے ہمارے رب ہمیں ضیاء عطا فرما اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

﴿ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ، اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴾ (٧٦ /الدھر: ٨ـ٩)

'' اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین ،یتیم اور قیدیوں کو ہم تو صرف تمہیں اللہ کی رضامندی کے لیے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔''

فوائد:

قیدی خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم سب کے ساتھ احسن طریقہ اپنانا چاہیے ،چونکہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں قید ہونے والے قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہوئے انہیں معاف کر دیا تھا اور ظلم وستم نہیں کیا تھا،رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''قیدی کو آزادی دلاؤ،بھوکے کو کھانا کھلاؤ،اور مریض کی عیادت کرو۔[بخاری(۲۸۸۱)]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اُطْلُقُوْا ثُمَامَةَ))

'' ثمامہ کو چھوڑ دو''

تو وہ مسجد کے قریب ایک نخلستان میں گئے غسل کیا ،پھر مسجد میں داخل ہوئے اور کہا

((اَشْهَدُاَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

صحیح بخاری'المغازی:باب وفد بنی حنیفة وحدیث ثمامة بن اثال'رقم(٤٣٧٢)'مسلم :رقم (١٧٦٤)' سنن نسائی' (١/١٠٩)مسند الامام

احمد:(٢/٥٤٢)

قیدی خواتین اور انکی اولاد کے درمیان جدائی ڈالنا جائز نہیں ہے

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے والدہ اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈال دی روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اسکے اور اس کے چہیتوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔''

جامع ترمذی 'البیوع:باب ماجاء فی کراھیة ان یفرق بین الاخوین' (١٢٨٣)'دارمی ،مسند الامام حمد(٥/٤١٢)، وسندهٗ حسن

اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن غریب، امام حاکم (٢/٦٣) نے مسلم کی شرط پر صحیح اور امام ابن حبان و حافظ ابن الملقن نے صحیح قرار دیا ہے۔(البدرالمنیر :٦/٥١٩)

فائدہ:

ماں اور بچے کے درمیان جدائی ڈالنے کی سخت وعید بیان کی گئی ہے ،جو ماں اور اسکے بچوں کے درمیان جدائی ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکی اسکے قرابت داروں سے دوری ڈال دے گا۔

کمزور انسانوں (بے بس عورتیں ،معصوم بچے اور بوڑھے افراد) کے حقوق

﴿ وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا☆ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَالشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا☆ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُواالصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا﴾ (٤/ النساء ٧٦-٧٧)

''بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان ناتوانوں مردوں اور عورتوں اور ننھے بچوں کے چھٹکارے کے لیے جہاد نہ کرو؟ جو یوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ان ظالموں کے بستی سے ہمیں نجات دے دے اور ہمارے لئے اپنے پاس سے حمائتی اور کارساز مقرر کردے اور ہمارے لیے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا۔'' جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے اور اللہ تعالی کے سوا اوروں سے لڑتے ہیں، پس تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو یقین مانو کہ شیطانی حیلہ بالکل بودا اور سخت کمزور ہے۔ کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں حکم کیا گیا تھا اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نمازیں پڑھتے رہو...... الخ۔''

اسلام میں جنگ کے دوران بے قصور عورتوں اور بچوں کا قتل کرنا ممنوع ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی غزوے میں عورت کو دیکھا کہ اسے قتل کیا گیا ہے تو آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمادیا۔''

صحیح بخاری : کتاب الجهاد والسیر:باب قتل فی النساء فی الحرب :رقم الحدیث:(٣٠١٥) :صحیح مسلم(١٧٤٤) و سنن ترمذی(١٥٦٩) سنن ابن ماجه(٢٨٤١) مسنداحمد(١٢٢/٢))

فوائد:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کوقتل نہ کرتے لہٰذا تم بھی بچوں کو قتل نہ کرواِلا یہ کہ تم ان کے بارے میں ایسی بات معلوم ہوجائے جیسی خضر کومعلوم ہوئی تھی اس بچے کے بارے جس کوانہوں نے قتل کردیا تھا۔[سنن ابوداؤد(٢٣٢٤)'ابن ماجہ(٢٢٩٤)وصححہ البانی ،سیدنا بریدہ ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:غداری نہ کرو،خیانت نہ کرو،لاشوں کا مثلہ نہ بناؤاور کسی نوعمر بچے کوقتل نہ کرو۔[تفسیرابن کثیر١/٢٤٣]سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امیر لشکر کو مندرجہ ذیل وصیتیں فرمائیں:

① کسی عورت کوقتل نہ کرنا۔
② کسی بچے کوقتل نہ کرنا
③ کسی بوڑھے کوقتل نہ کرنا۔
④ کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا
⑤ کسی عمارت کو برباد نہ کرنا۔
⑥ کسی اونٹ یا بکری کو کھانے کی غرض کے سوا نہ کاٹنا۔
⑦ کھجوروں کے کسی باغ کوآگ نہ لگانا۔
⑧ نہ اسے پانی میں غرق کرنا۔
⑨ خیانت نہ کرنا

⑩ بزدلی اختیار نہ کرنا۔

[موطاامام مالك (كتاب الجهاد' باب النهى عن قتل النساء والولدان فى الغزو)]

فوائد:

اسلام کے سنہری دستاویز تمام امہ کے لیے باعث ہدایت ہیں جس میں انسانیت کے لیے خیر و بھلائی کے اصول مرتب ہیں، ان عظیم اصولوں کو اپنا کر آج مسلمہ امہ دنیا عالم پر اپنی حیثیت کو منوا سکتی ہے مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ ان اسلامی اصولوں کو باقاعدہ طور اسلامی ریاست میں قانون کے طور پر نافذ کیا جائے اور عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

قرض داروں کے حقوق

﴿ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِى الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ (۹/ التوبہ: ۶۰)

”صدقے صرف فقیروں کے لئے ہیں اور مسکینوں کے لئے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے اور ان کیلئے جن کی تالیف قلوب منظور ہو اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرض داروں (قرض ادا کرنے میں) اور اللہ کی راہ اور مسافروں کی مدد میں، اللہ کی طرف سے مقرر کردیے گئے ہیں اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ” كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ: اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ فَتَجَاوَزُ عَنَّا فَلَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَتَجَاوَزَ عَنْهُ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص لوگوں کو

قرض دیا کرتا اور اپنے غلام سے کہا کرتا تھا کہ جب تم کسی تنگ دست کے پاس جاؤ تو اس سے درگزر کرو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے ، چنانچہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔"

(صحیح مسلم،المساقاۃ ، باب فضل اونظار المعسر (١٥٦٢)والنسائی(٤٧٠٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن کی جان اس کے قرض کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے جب تک اسے ادا نہ کر دیا جائے۔"

مسند احمد : (٢٤٠/٢)، سنن ترمذی :(١٠٧٨)، سنن ابن ماجہ : (٢٤١٣)،مسند الشافعی : (٣٦١/١)، وسندہٗ صحیح۔

اس حدیث کو امام ابن حبان (٣٠٦١) نے صحیح اور امام حاکم (٣٢/٢) نے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا [سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرَى وَاِذَااقْتَضَى))

"اللہ تعالیٰ اس آدمی پر مہربانی فرمائے جو خرید وفروخت کرتے ہوئے اور قرض کا مطالبہ کرتے ہوئے فراخ دل ہو۔"

[صحیح بخاری کیاب البیوع ،باب السھولة والمساحة فی الشراء والبیع]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور وہ اپنے ملازم سے کہتا جب تنگ دست آدمی کے پاس (قرض واپس لینے کے لیے) جاؤ تو اس سے درگزر کیا کرو شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر کر جائے جب وہ اللہ تعالیٰ کے پاس گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمایا۔"

[صحیح بخاری (٢٠٧٨، ٣٤٨٠)کتاب البیوع ،باب من أنظر معسراً۔صحیح مسلم (٣٩٩٨، ٣٩٩٩)کتاب المساقاۃباب فضل انظار العسر]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک ایسے بندے کو لائے گا جسے اس نے دولت دی ہوگی اسے کہے گا، تونے دنیا میں کیا عمل کیا؟ آپ نے فرمایا: ''وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے'' وہ کہے گا اے میرے رب! تو نے مجھے دولت دی تھی، میں لوگوں کے ہاتھ بیچتا تھا، اور میری عادت تھی درگزر کرنے کی، (اور معاف کرنے کی) تو میں آسانی کرتا تھا مالدار پر، اور مہلت دیتا تھا نادار کو، تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر میں زیادہ لائق ہوں معاف کرنے کے لیے تجھ سے درگزر کرو، میرے بندے سے۔''

فوائد:

اسلام شفقت' مودت ومحبت' مساوات' رواداری' بھائی چارے والا دین ہے جس کی تمام تر تعلیمات بھلائی اور خیر پر مبنی ہیں، اسلام کسی بھی معاملہ میں ظلم روا رکھنے کی اجازت نہیں دیتا، معاف کرنے اور برداشت کرنے کا درس دیتا ہے، عدل وانصاف کو یقینی بنانے ترغیب دیتا ہے، ایسے قرض خواہوں کے ساتھ بھی اچھی طرح پیش آنے کی وصیت کرتا ہے۔

حقوق غلام وکنیز اور رفیق کار

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِى الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾

(۲/ البقرہ:۱۷۷)

''ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر، اور نبیوں پر، ایمان رکھنے

والا ہو جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں یتیموں مسکینوں، مسافروں، اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے نماز کی پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی کرے جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔"

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَئًا وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَئًا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ﴾

(٤/ النساء: ٩٢)

"کسی مومن کا دوسرے مومن کا قتل کر دینا زیبا نہیں مگر غلطی سے ہو جائے جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مار ڈالے اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد کرنا مقتول اور عزیزوں کو خون بہا پہنچانا ہے، ہاں یہ بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کر دیں اور اگر مقتول تمہاری دشمن قوم کا ہو اور وہ مسلمان ہو تو صرف ایک مومن غلام کی گردن آزاد کرنی لازمی ہے اور اگر مقتول اس قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں عہد پیمان ہے تو خون بہا لازم ہے جو اس کے کنبے والوں کو پہنچایا جائے اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا بھی لازمی ہے۔......"

﴿ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآءِ هِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (٥٨/ المجادلہ: ٣، ٤)

"جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں، تو

انکے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے اسکے ذریعے تم نصیحت کیے جاتے ہو، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔......الخ......۔"

غلام کے لیے دو اجر ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا :((إِذَا أَدَّى الْعَبْدُ حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ ، كَانَ لَهُ أَجْرَانِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب غلام اللہ تعالیٰ اور اپنے آقا دونوں کا حق ادا کرتا ہے تو اسے دو اجر ملتے ہیں۔"

(الصحیحہ (۷۲۸)۔مسلم(۱۶۶۶)،احمد(۲/ ۲۵۲)۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جس نے غیر آقاؤں سے تعلق رکھا، اس نے اپنی گردن سے ایمان کا کڑا اتار پھینکا۔"

(الصحیحہ (۲۳۲۹) ۔احمد (۳/۳۳۲) ،بخاری ف التاریخ (۳/۱۴۳)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں سے دو غلاموں سمیت تشریف لائے، ان میں سے ایک علی صلوات اللہ علیہ کو ہبہ کرتے ہوئے فرمایا:"اس کو مارنا نہیں، کیونکہ مجھے نمازیوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے اور ہم جب سے وہاں سے آئے ہیں، میں اس کو نماز پڑھتا دیکھ رہا ہوں۔" دوسرا غلام سیدنا ابو ذر کو دیا اور: "اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔" انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔ (ایک دن) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے (غلام کے بارے میں پوچھا کہ) "وہ کیسا چل رہا ہے؟" انہوں نے کہا: آپ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں، (اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے) میں نے اسے آزاد کر دیا ہے۔

الصحیحہ(۲۳۷۹) الادب المفرد (۱۶۳) ،احمد (۵/۲۵۰) ،طبرانی الکبیر (۸۰۵۷)۔

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :(۱) ''جس مسلمان نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو وہ اس کے لیے آگ سے آزادی (کا سبب بنے گا) ، اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کو کفایت کرے گا ۔(۲) جس مسلمان نے دو مسلمان عورتوں کو آزاد کیا تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے آزادی (کا سبب) بنیں گی،ان دونوں کے ہر دو عضو آزاد کنندہ کے ہر عضو کو کفایت کریں گے۔(۳) جس مسلمان عورت نے مسلمان عورت کو آزاد کیا تو وہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے (آزادی کا سبب) بنے گی،اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کو کفایت کرے گا۔''

الصحیحہ(۲۶۱۱)ترمذی(۱۵٤۷)،احمد(٤/۲۳۵)،ابو داؤد(۳۹٦۷)طیالسی(۱۱۹۸)،عن کعب بن مرۃ◆۔

غلام کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے غلام تیرا بھائی ہے،جب تیرے لیے کھانا تیار کرے، اسکو اپنے ساتھ بٹھا ،اگر اس نے بیٹھنے سے انکار کیا تو اس کو کھانا کھلا دے اور انکے چہروں پر نہ مارو۔

(الصحیحہ (۲۵۲۷) طیالسی(۲۳٦۹)،احمد (۲/۵۰۵) ،بیہقی فی الشعب (۸۵٦۷)۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' اگر تمہارے غلام تمہاری (مرضی کے) موافق ہوں تو جو کچھ کھاتے ہو،انہیں بھی کھلایا کرو اور جو کچھ پہنتے ہو،انہیں بھی پہنایا کرو اور اگر تمہارے غلام تمہارے موافق نہ ہوں تو انہیں بیچ دیا کرو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دیا کرو۔''

الصحیحہ(۷۳۹)احمد(۵/۱٦۸،۱۷۳)،ابو دائود (۵۱٦۱)،بیہقی(۸/۷)،بزار(۳۹۲۳)۔

فوائد:

غلام تمہارا بھائی ہے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔

① ان کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔

② جو خود کھاتے ہو انہیں بھی کھلاؤ۔

③ جیسا خود پہنتے ہو ویسا انہیں بھی پہناؤ۔

④ ان کی طاقت اور ہمت سے زیادہ ان سے کام نہ لو۔

⑤ انکے کے ساتھ کاموں میں معاونت کرو۔

⑥ ان کے لیے حقیر الفاظ استعمال نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنے غلام کو میرا غلام اور میری لونڈی مت کہے، تم سب مرد اللہ کے غلام اور سب عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہو۔ [بخاری (۲۳۱۴)]

⑦ میرے بچے یا بچی جیسے الفاظ استعمال کیے جائیں۔

⑧ اگر کوئی لونڈی کی تربیت کرنے کے بعد اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیتا ہے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

⑨ کوئی غلام کو ناجائز نہ مارے اگر ناجائز مارا ہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ غلام کو آزاد کر دیا جائے۔

[مسلم (۱٦٥٧)]

ایک صحابی اپنے غلام کو مار رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر اس سے زیادہ قادر ہے اس صحابی نے اس غلام کو آزاد کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم ایسے آزاد نہ کرتے تو آگ تمہیں جھلسا دیتی یا چھو لیتی۔

[مسلم (۱٦٥٩)]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو غلام کو آزاد کر دے اللہ تعالیٰ اس کے عضو کے

بدلے اس کا ہر عضو جہنم سے آزاد کردے گا۔

[بخاری(٦٣٣٧)]

اسلام میں غلامی کے تصور کے خاتمہ کے لیے بہت زیادہ اقدامات کیے گئے ہیں ،دراصل اسلام انسان کو آزاد دیکھنا چاہتا ہے۔

① قتل خطاء کا کفارہ ایک مومن کی گردن کو آزاد کرنا مقرر کیا گیا ہے۔

② قسم توڑنے کا کفارہ ایک مومن کی گردن کو آزاد کرنا مقرر کیا گیا ہے۔

③ ظہار کر بیٹھنے (بیوی کو ماں کہہ دینے) کا کفارہ ایک مومن کی گردن کو آزاد کرنا مقرر کیا گیا ہے۔

④ رمضان کے روزوں میں روزے کی حالت میں حق زوجیت ادا کردینے کا کفارہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق ایک مومن کی گردن کو آزاد کرنا مقرر کیا گیا ہے۔

فوائد:

مزید وضاحت کے لیے تفاسیر اور احادیث کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے ہم نے اختصار کے پیشِ نظر طوالت سے اجتناب کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔

حکمران اور رعایا کے حقوق

کسی ملک کا نظام چلانے اور اس میں امن وسکون قائم کرنے اور رکھنے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں۔

۱۔ حکمران کا عادل ومنصف اور عوام کے دکھ درد کو سمجھنے والا ہونا۔

۲۔ عوام کا اپنے حکمرانوں کے ساتھ تعاون کرنا۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: ''الدین النصیحہ'''' دین خیر خواہی کا نام

ہے"

ایک دوسرے کی خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ حکمران قومی آمدنی کو اپنے اللوں تللوں پر نہ اُڑائیں ۔ اس سے اپنے اردگرد کے حوالیوں ، موالیوں ہی کو نہ نوازیں اور اپنی ہی حفاظت پر قومی آمدنی بے دردی سے نہ خرچیں ۔قومی وسائل کو ضائع نہ کریں' بلکہ صحیح معنوں میں عوام کی فلاح و بہبود ، ان کی تعلیم و تربیت پر ، ان کو عدل وانصاف کو یقینی بنائیں اور وسائل ومسائل کا خیال رکھیں ، امیر اور غریب کے درمیان طبقاتی کشمکش کو ختم کریں ، تعلیم کے یکساں مواقع فراہم کریں ، تمام ریاستوں کو برابر کے حقوق دیں ، اسلام' اہل اسلام اور شعائر اسلام کا دفاع کریں ۔اسلام کی نشرواشاعت کو یقینی بنائیں ، اللہ کی سرزمین پر اللہ کا قائم کردہ نظام لاگو کریں ، یہی امانت و دیانت کا تقاضا ہے اور رعایا کے حقوق کی ادائیگی کا طریقہ بھی ۔ ایسے ہی عادل حکمرانوں کو قیامت کے دن میدانِ محشر میں اللہ کے عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

سایہ عرش پانے والے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَاظِلَّ إِلَّاظِلُّهُ.....إِمَامٌ عَادِلٌ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" سات آدمی ایسے ہیں اس دن اللہ اپنے (عرش) کا سایہ دیں گے جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا (ان سات میں سے ایک یہ ہے)عادل حکمران ۔"

(صحیح بخاری' الزکاۃ :باب باب الصدقة باليمين ' (١٤٢٣)۔

عادل حکمران نور کے منبروں پر

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَاللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ وَكِلْتَايَدَيْهِ يَمِيْنٌ : الَّذِيْنَ يَعْدِ لُوْنَ

فِیْ حُکْمِهِمْ وَاَهْلِیْهِمْ وَمَاوَلُوْا))

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' جو لوگ انصاف کرتے ہیں وہ اللہ عزوجل کے پاس منبروں پر ہوں گے، پروردگار کے داہنی طرف اور اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں (یعنی بائیں ہاتھ میں جو داہنے ہاتھ سے قوت کم ہوتی ہے یہ بات اللہ تعالیٰ میں نہیں کیونکہ وہ ہر عیب سے پاک ہے) (سبحان اللہ) اور یہ انصاف کرنے والے وہ لوگ ہیں جو حکم کرتے وقت انصاف کرتے ہیں اور اپنے بال بچوں اور عزیزوں میں انصاف کرتے ہیں اور جو کام انکو دیا جائے اس میں انصاف کرتے ہیں''

(صحیح مسلم 'الامارۃ :باب فضیلۃ الامام العادل وعقوبۃ...... (٤٧٢١)'سنن نسائی (٥٣٩٤)۔

حکمران سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ ''كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ اَلْاِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ اَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ مَالِ اَبِيْهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے سوال ہوگا اس کی رعیت کا (حاکم سے مراد منتظم اور نگران کار اور محافظ ہے) پھر جو کوئی بادشاہ ہے وہ لوگوں کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہوگا۔ اس کی رعیت کا کہ اس نے اپنی رعیت کے حق ادا کیے ان کی جان و مال کی حفاظت کی یا نہیں اور آدمی حاکم ہے اپنے گھر والوں کا اس سے سوال ہوگا ان کا، عورت حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر کی اور بچوں کی اس سے ان کا سوال ہوگا اور غلام حاکم ہے اپنے مالک کے مال کا اس سے اسکا

سوال ہوگا اور تم میں سے ہر ایک سے سوال ہوگا اس کی رعیت کا۔"

صحیح مسلم' الامارۃ :باب فضیلۃ الامام العادل وعقوبۃ......(٤٧٢٤) وللفظ له'
صحیح بخاری' (٢٥٥٤،٥١٨٨،٧٥٢٨)جامع ترمذی (١٧٠٥)۔

خائن حاکم فلاح نہیں پائے گا

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: عَادَ عُبَيْدُاللّٰهِ ابْنُ زِيَادٍ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ الْمُزَنِيَّ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِىْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ مَعْقِلٌ : اِنِّىْ مُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ عَلِمْتُ اَنَّ لِىْ حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ بِهِ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهٖ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)).

حسن سے روایت ہے عبیداللہ بن زیاد معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے پاس پوچھنے آیا جس بیماری میں وہ مر گئے تو معقل نے کہا: میں ایک حدیث تجھے بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور اگر میں جانتا کہ ابھی زندہ رہوں گا تو تجھ سے بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: "کوئی بندہ ایسا نہیں جس کو اللہ تعالی ایک رعیت دے دے پھر وہ مرے اور جس دن مرے وہ خیانت کرتا ہوا اپنی رعیت کے حقوق میں مگر اللہ تعالی حرام کر دے گا اس پر جنت"۔

(صحیح مسلم' الامارۃ :باب فضیلۃ الامام العادل وعقوبۃ......الخ(٤٧٢٩)' الایمان' (٣٦٣)۔

رعیت کے حقوق میں خیانت کرنے سے مراد ہے کہ حاکم کیلئے اپنی رعیت کے دین اور دنیا دونوں کی اصلاح ضروری ہے پھر اگر اس نے لوگوں کا دین خراب کیا اور حدودِ شرعیہ کو ترک کیا یا انکی جان ومال پر ناحق زیادتی کی یا اور قسم کی ناانصافی کی یا انکی حق تلفی کی تو اس نے اپنے فرضِ منصبی میں خیانت کی ، اب وہ جہنمی ہوا اگر اس کام کو حلال جانتا تھا تو ہمیشہ کیلئے جنت سے محروم ہوا اور نہ اول ہلہ میں جب اور جنتی جنت میں جائیں گے یہ جنت میں جانے سے محروم رہے گا۔

(نووی)

پس ثابت ہوا کہ حکمرانوں کو عوام یعنی رعایا کے حقوق کا خاص خیال رکھنا چاہیے جیسے یہ اپنی حفاظت اور صحت کا خیال رکھتے ہیں۔ (راقم)

ہر حاکم کے دو راز ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا مِنْ وَّالٍ إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ : بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوْفِ ، وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ ، وَبِطَانَةٌ لَاتَأْلُوْهُ خَبَالاً ، فَمَنْ وُقِيَ شَرَّهَا فَقَدْ وُقِيَ وَهُوَ مِنَ الَّتِيْ تَغْلِبُ عَلَيْهِ مِنْهُمَا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر حاکم کے دو راز ہوتے ہیں، ایک ہم راز اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اور دوسرا اس کی ہلاکت وتباہی کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ جو حاکم اس کے شر سے بچ گیا وہ تو محفوظ ہو گیا اور ہے بھی یہی جو غالب آجاتا ہے۔''

(الصحیحہ (۲۲۷۰) ۔نسائی (۴۲۰۶) ،احمد (۲/ ۲۳۷، ۲۸۹) ،طحاوی (۳/ ۲۲/ ۲۳)، بخاری (۷۱۹۸)۔

امیر کی اطاعت فرض ہے

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ،عَنْ أَبِيْهِ ،قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: وَرَجُلٌ سَأَلَهُ فَقَالَ : أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا ، وَيَسْأَلُوْنَا حَقَّهُمْ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا ، فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَاحُمِّلُوْا ، وَعَلَيْكُمْ مَاحُمِّلْتُمْ))

علقمہ بن وائل بن حجر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہو جائیں جو ہمارا حق نہ دیں

،لیکن اپنا حق مانگیں (تو ہمارے لئے کیا حکم ہے) ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان کی بات سننا اور ماننا ،ان کے ذمے وہ بوجھ ہے جو انہیں اٹھوایا گیا (یعنی عدل و انصاف) تمہارے ذمے وہ بوجھ ہے جو تمہیں اٹھوایا گیا (یعنی عدالت) ۔''

(الصحیحه (٣١٧٦) ۔مسلم (١٨٤٦) ،ابو عوانه (٤ / ٤٦٨، ٤٦٩) ترمذی (٢٢٢٠) ،بخاری فی التاریخ (٤/٧٣)۔

امیر کی اطاعت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَاأُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ سَمْعَ وَلَاطَاعَةَ))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا اور اسکی اطاعت کرنا ضروری ہے ۔ ان چیزوں میں بھی جنہیں وہ پسند کرے ان میں بھی جنہیں وہ ناپسند کرے ، جب تک معصیت کا حکم نہ دیا جائے ،اگر معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اطاعت ضروری نہیں ہے ۔

(صحیح بخاری 'الاحکام :بالسمع والطاعة ...... (٧١٤٤)'مسلم 'الامارہ:باب وجوب طاعة الامر......(١٨٣٩)

امیر کی اطاعت معروف کاموں میں ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((طَاعَةُ الْإِمَامِ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ ، مَالَمْ يَأْمُرْ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ . عَزَّوَجَلَّ . فَإِذَا أَمَرَ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلاَ طَاعَةَ لَهُ))

(الصحیحه (٧٥٢) ۔تمام الرازی فی الفوائد (٢٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' مسلمان آدمی اس

وقت تک اپنے حکمران کی اطاعت کرے جب تک اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، اگر نافرمانی کا حکم دیا جائے تو اس کی کوئی اطاعت نہیں کی جائے گی۔"

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے تنگدستی اور خوشحالی میں اور پسند اور ناپسند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے، اطاعت کرنے اور آپ کو اپنے آپ پر ترجیح دینے کی بیعت کی، اور اس بات پر بھی کہ ہم (امارت کے) معاملے کو اس کے اہل لوگوں سے نہیں چھینیں گے، ہاں اگر صریح کفر نظر آجائے اور اللہ کی طرف سے کوئی واضح دلیل ہو، اور اس بات پر (بھی بیعت کہ) ہم جہاں بھی ہوں گے حق کا اظہار کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

(الصحیحہ (۳٤١٨) ـ بخاری (۷۱۹۹، ۷۲۰۰) ،مسلم (الامارۃ ٤١/١٧٠٩) ،ابوعوانۃ ٤/ ٤٥٤) ، نسائی(٤١٥٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر، جس میں میں بھی تھا، کا امیر بنا کر بھیجا۔ جب وہ غزوہ کی جگہ پہنچا یا راستے میں تھا، تو لشکر کے ایک حصے نے اس سے اجازت طلب کی، اس نے اجازت دے دی اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس سہمی کو ان کا امیر بنایا، میں بھی انہی کے ساتھ غزوہ کرنے والوں میں تھا۔

وہ راستے میں ہی تھا کہ اس نے گرمی حاصل کرنے کے لیے یا اس پر کوئی چیز پکانے کے لیے آگ جلائی۔ لشکر کے امیر عبداللہ، جن کے مزاج میں خوش طبعی پائی جاتی تھی، نے کہا: کیا تمہارے لیے ضروری نہیں کہ تم میرا حکم سنو اور مانو؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ اس نے کہا: میں تمہیں جس چیز کا حکم دوں گا، تم اس چیز کی تعمیل کرو گے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ اس نے کہا: میں تمہیں سختی کے ساتھ حکم دیتا ہوں کہ اس میں کود پڑو۔ لوگوں نے کمروں پر پٹیاں باندھیں۔ جب اسے گمان ہوا کہ یہ تو آگ میں کودنے والے ہیں، ان سے کہا: ٹھہر جاؤ، میں تو تمہارے ساتھ مذاق کر رہا تھا۔ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو یہ سارا

واقعہ آپ ﷺ کو سنایا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" جو امراء تمہیں (اللہ تعالیٰ کی) نافرمانی کا حکم دیں تم ان کی اطاعت نہ کرو۔"

روز قیامت ظالم سے ظلم کا بدلہ لیا جائے گا

عَنْ عَمَّارِبْنِ يَاسِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوْكَهُ ظَالِمًا ، أُقِيْدَمِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" جس نے اپنے غلام کو ظلماً مارا، اس سے روز قیامت بدلہ لیا جائے گا۔

الصحيحه (٢٣٥٢) ـابو نعيم في الحلية ص(٣٧٨/٤) ،طبراني في الكبير كمافي المجمع (٢٣٨/٤) ،الادب المفرد (١٨١) موقوفاً عليه۔

گمراہ کن حکمرانوں کا بیان

قَالَ ﷺ : ((أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِىَ الْأَئِمَّةُ الْمُضِلُّوْنَ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، وَأَبِى الدَّرْدَاءِ ، وَأَبِىْ ذَرِّ الْغِفَارِىِّ ، وَثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَشَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ ،وَعَلِىِّ بْنِ أَبِىْ طَالِبٍ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" مجھے اپنی امت کے سلسلے میں سب سے زیادہ خوف گمراہ کرنے والے اماموں اور حکمرانوں سے ہے۔" یہ حدیث سیدنا عمر بن خطاب ،سیدنا ابو درداء ،سیدنا ابو ذر غفاری ،مولائے رسول سیدنا ثوبان ،سیدنا شداد بن اوس اور سیدنا علی بن ابو طالب سے مروی ہے۔

(الصحيحه (١٥٨٢)۔ ابو نعيم في الحلية (٤٦/٦) ،احمد (٤٢/١) بمعناه ، احمد (٤٤١/٦) احمد (١٤٥/٥)ابو دائود (٤٢٥٢) ،ترمذى(٢٢٢٩) ۔

رسول اللہ ﷺ کا شریر حکمرانوں کے بارے میں آگاہ کرنا

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَطِيبًا ،فَكَانَ مِنْ خُطْبَتِهِ أَنْ قَالَ :((أَلَا إِنِّي أُوشِكُ أَنْ أُدْعَى فَأُجِيبَ ،فَيَلِيكُمْ عُمَّالٌ مِنْ بَعْدِي ، يَقُولُونَ مَايَعْلَمُونَ ، وَيَعْمَلُونَ بِمَا يَعْرِفُونَ ، وَطَاعَةُ أُولٰئِكَ طَاعَةٌ ، فَتَلْبَثُونَ كَذٰلِكَ دَهْرًا ثُمَّ يَلِيكُمْ عُمَّالٌ مِنْ بَعْدِ هِمْ، يَقُولُونَ مَالَايَعْلَمُونَ ، وَيَعْمَلُونَ مَالَا يَعْرِفُونَ ،فَمَنْ نَاصَحَهُمْ وَوَازَرَهُمْ وَشَدَّ عَلٰى أَعْضَادِهِمْ ،فَأُولٰئِكَ قَدْ هَلَكُوا وَأَهْلَكُوا ، خَالِطُوهُمْ بِأَجْسَادِكُمْ ، وَزَايِلُوهُمْ بِأَعْمَالِكُمْ ، وَاشْهَدُوا عَلَى الْمُحْسِنِ بِأَنَّهُ مُحْسِنٌ ،وَعَلَى الْمُسِيءِ بِأَنَّهُ مُسِيءٌ))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا ، اس خطبے کا ایک اقتباس یہ ہے :" آگاہ رہو! قریب ہے کہ مجھے بلا لیا جائے اور میں اس بلاوے کا جواب دے دوں۔ میرے بعد مختلف حکمران تمہاری ذمہ داری اُٹھائیں گے ،وہ جو کچھ کہیں گے اس پر عمل بھی کریں گے اور عمل بھی اس چیز پر کریں گے جس کا انہیں علم ہوگا ،ان کی اطاعت حقیقت میں اطاعت ہے ،تم لوگ کچھ زمانہ اسی طرح رہو گے ۔ پھر ایسے حکمران مسلط ہو جائیں گے ،جو اپنے کہے پر عمل نہیں کریں گے اور اگر عمل کریں گے تو اسے پہچانتے نہیں ہوں گے ۔جن لوگوں نے ان کی ہمدردی کی ،ان کے مشیر مصاحب بنے اور ان کی پشت پناہی کی تو وہ خود بھی ہلاک ہوں گے اور دوسروں کو بھی ہلاک کریں گے ۔ (لوگو!) بظاہر ان کے ساتھ رہنا ،لیکن عمل کے معاملے میں ان سے جدا ہو جانا اور جو نیک ہو ،اس کے صالح ہونے کی اور جو برا ہو ،اس کے برا ہونے کی گواہی دینا۔"

(الصحیحة (٤٥٧) ـطبرانی فی الاوسط (٦٩٨٤)،وبیہقی فی الذھد الکبیر(١٩١)

رعایا پر حق

رعایا پر حکمرانوں کا حق یا انکی خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ حکمران اگر راہ حق سے ہٹنے لگیں تو انہیں راہ راست کی طرف بلائیں اور اگر ان کے حکم میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو تو اسے بجالائیں ۔ اسی صورت میں سلطنت کا کام اور انتظام درست رہ سکتا ہے کیونکہ اگر حکمرانوں کی مخالفت اور نافرمانی کی جائے تو بدنظمی پھیل جائے گی اور سب کام بگڑ جائیں گے ، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی ، اپنے رسول کی اور حکمرانوں کی اطاعت کا حکم دیا ہے ۔ ارشادِ مبارکہ ہے :

﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾

(٤/النساء:٥٩)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان حکمرانوں کی جو تم میں سے ہوں ۔''

فائدہ:

اسلام نے حاکم اور رعایا کے درمیان کوئی فرق روا نہیں رکھا ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیت المال سے ایک سوٹ جاڑے کے لیے اور ایک سوٹ موسم گرما کے لیے لیتے تھے ، رعایا کے حقوق کے تکمیل میں شب و روز گزارتے ، اور یہی حال تمام حکمرانِ صحابہ کا ، موجودہ جمہوریت پسند حکمرانوں 'پارٹیوں کے اپنے ہی منشور ہیں ، ووٹ لینے کے لیے عوام کو خیالی خواب دیکھاتے ہیں اور جب برسرِ اقتدار آجائیں تو ان عوامی نمائندوں کو اپنے جنتا کی ذرہ بھی فکر نہیں رہتی ، عیاشی اور لوٹ کھسوٹ مصروف میں ہوکر اپنے اقتدار پورا کرتے ہیں اور بعض خیالی پلاؤ پکا کر اپنے اقتدار کو عروج دیتے ہیں ، عوامی نمائندے عوام بچوں کی طرح جھوٹے خیالی دعوؤں کے ساتھ بہکاتے اور اپنے اقتدار کو طول دیتے ہیں ، اگر بات کی جائے عالمِ دنیا

کی تو دہشت گردی نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے ،اس کی مختلف وجوہات ہیں ،ترقی پذیر ممالک پر سردار امریکہ کے تابڑتوڑ حملے بھی دہشت گردی کی ایک وجہ ہیں جس کی سب سے بڑی وجہ خودنواب امریکہ ہے،اس نام نہاد سپر پاور نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ کا آغاز کررکھا ہے ،اگر پوری دنیا میں کوئی قوم سب سے زیادہ مظلوم ہے تو وہ بیچارے ،معصوم مسلمان ،اپنے وطنوں میں بے یارومددگار زندگی گزار رہے ہیں تو مسلمان ،اگر دنیا میں کوئی غیر محفوظ ہے تو مسلمان ،فاسفورس بموں' میزائلوں اور جدید ہتھیاروں سے کسی قوم پر شب خون مارا جارہا ہے تو وہ ہیں مسلمان،جن کے خاتمہ کے لیے اپنے اور بیگانے سب ہی متحد ہیں تو وہ ہیں مسلمان ، عالمِ دنیا میں ہرروز نہ جانے کتنی ماؤں کی گودیاں اجڑ جاتی ہیں ،کتنے بھائیوں کے بازو کٹ جاتے ہیں،کتنی ہی بہنیں اپنے والدین سے محروم ہوجاتیں ہیں ،یہ کیا ہے؟ کیوں ہے؟صرف مسلمان ہی اس ظلم کا نشانہ کیوں ؟

اوراگر بات وطنِ عزیز پاکستان کی جائے تو آنکھیں نم ہوجاتیں ہیں ،ملکِ عزیز کے جاگیرداروں اورعوام کو روٹی کپڑا مکان دینے والوں نے عامتہ الناس کی زندگیاں ہی داؤ پرلگادیں ہیں خود بلٹ پروف گاڑیوں میں مکمل پروٹوکول اورسکیورٹی کے ساتھ اقتدار کے مزے لوٹ رہے ہیں ،جبکہ عوام الناس کوخودکش جیکٹ پروف حملہ آوروں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیاہے ،جوان حملہ آوروں سے بچ گئے ان پرمہنگائی کا ایٹم بم گرادیا گیاہے تاکہ اپنی موت آپ ہی مرجائیں ،ماہرین کہتے ہیں کہ پاکستان میں لوگ تیزی کے ساتھ نفسیاتی مریض ہورہے ہیں ،اَپر طبقہ کے لوگ مڈل اور مڈل طبقہ کے لوگ لوئر اور لوئر طبقہ کے لوگ جہانِ اول سے جہانِ دوئم میں رخصت ہونے کے لیے خودکشی کا سہارا لیے ہوئے ہیں اور جومندرجہ دو اقدامات کے باوجود زندہ ہیں ان کونواب امریکہ جہانِ اول سے جہانِ میں داخل کرنے کے لیے ڈرون کا سہارا لیے ہوئے ہے ،عوام کے حقوق کی تکمیل کے لیے خصوصی چارٹر ترتیب دیا گیاہے جس کے اہم نکات یہ ہیں۔

① لوڈشیڈنگ،لوڈ شیڈنگ کی مختلف اقسام کی ہوسکتی ہے ،بجلی اورگیس کی لوڈشیڈنگ صدابہار ہے ،وقتاً فوقتاً دیگر اشیاء ضروریات کی لوڈ شیڈنگ بھی ہوسکتی ہے جیسے: آٹا،چینی ،مرچ،تیل وغیرہ۔

② اشیاء سرف کی قیمتوں میں اضافہ۔

③ عامتہ الناس پر ٹیکس ۔اس چارٹر اٰف حقوق سے مندرجہ ذیل اہداف پورے ہوں گے:حکمرانوں کے اکاونٹس میں زبردست اضافہ ہوگا،بیورکریٹس طبقہ کے افراد کا معیارِ زندگی بہتر ہوگا ،کاروباری طبقہ اپنے کاروبار کے تباہ ہونے کے غم میں نفسیاتی مریض بن جائے گا،امیر غریب اور غریب بھکاری اور کچھ خودکشیاں کرلیں گے،لیکن اگر محفوظ رہیں گے تو وہ وڈیرے اور جاگیردار !ابدی حیات ان کے لیے بھی نہیں ہے کیونکہ موت سے کوئی وڈیرا اور جاگیردار نہیں بچ سکتا۔دیر یا بدیر جائیں گے سب ،اگر کوئی ہمیشہ زندہ رہے تو وہ کل کائنات کا خالق ومالک اللہ رب العزت ہے۔

قارئین کرام ! ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے ،انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں اور وطنِ عزیز کو محب وطن لیڈرشپ سے نوازے گا،ہمیں اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیے ،صبر اوراستقامت کا دامن تھامنا چاہیے ،وطنِ عزیز میں قیامِ امن کے لیے انفرادی واجتماعی کوشش کرنی چاہیے ،علماء وسیاسی رہنماؤں کو ذاتی مفاذات کو چھوڑ کر عوامی مفادات کے لیے اقدامات کرنے چاہییں،سیاسی جماعتوں کو اختلاف کی راہ کو چھوڑ کر باہمی اتحاد کے ذریعے ملت اسلامیہ اور وطنِ عزیز کو درپیش مسائل کے حل کے لیے مشترکہ کوششیں کرنی چاہییں ،خیالی پلاؤ پکانے کی بجائے عملی اقدامات کیے جائیں ،تاکہ عوام الناس کا معیارِ زندگی بہتر ہوسکے ،اگر خلوصِ دل کے ساتھ مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے تو یقیناً تمام ممکنہ مسائل کا حل نکل سکتا ہے ،اللہ تعالیٰ ملتِ اسلامیہ کی حفاظت فرمائے۔

غیر مسلموں کے حقوق

غیر مسلموں میں ہر طرح کے کافر شامل ہیں اور انکی چار اقسام ہیں:۔

① حربی

② مستامن

③ معاہد

④ ذمی

ا۔''حربی'' کافروں سے مراد وہ کافر ہیں جن سے جنگ و پیکار کا سلسلہ قائم ہو۔ ان کا ہم پر کوئی حق نہیں کہ ان کی حمائت یا رابطہ کی جائے ۔ایسے کافروں سے دوستی کی پینگیں ڈالنا ہرگز جائز نہیں ہے ،مسلمان با حیثیت قوم دنیا کی ایک بہت بڑی قوت ہے ۔مگر استعماری قوتوں کے سامنے مسلم اُمہ کے لیڈروں 'حکمرانوں' قائدوں اور جرنیلوں نے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں، اسلامی تہذیب وتمدن کا خوب مذاق اڑایا جارہا ہے ،حربی کافر مسلمانوں کو اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں ،ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم یہ جانیں کہ ہمارا دشمن کون ہے اور دوست کون؟

تمام اسلامی ممالک اپنی خارجہ پالیسی کا ازسرِ نو جائزہ لیں اور خود کو استعماری قوتوں کے جنجال پورے سے باہر نکالیں ،اپنے بے کس ومجبور مسلمان بھائیوں کی ہر ممکن مدد کی جائے ۔ایسی قوتیں جو مسلم اُمہ کو کمزور دیکھنا چاہتی ہیں اور ہماری داخلی وخارجی معاملات میں رکاوٹ ڈالتی ہیں انکا تعین کیا جائے اور اسلامی وملی تشخص کو یقینی بنایا جائے ۔ ہر وہ حربی قوت جو مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار ہیں ان سے محبت وتعاون نہیں کرنا چاہیے ۔

۲۔ ''مستامن'' کافر وہ ہیں جو مسلمانوں سے امان مانگیں ان کا ہم پر یہ حق ہے کہ ان کے امن دینے کے وقت اس جگہ کا لحاظ رکھا جائے جہاں انہیں امان دی گئی ہو' کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (۹/التوبہ:٦)

''اور (اے نبی ﷺ) اگر کوئی مشرک آپ سے پناہ چاہے تو اس کو پناہ دیں یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔ پھر اسے اس کی امن کی جگہ واپس پہنچا دیں۔

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے جس کی تمام تر تعلیمات بنی نوع انسان کی بہتری و بھلائی پر مرکوز ہیں اسلام ہی وہ واحد مذہب جو بنی نوع انسان کو پر امن اور خوشحال دیکھنا چاہتا ہے۔

اگر تعصب ہٹ دھرمی' نفرت' بغض' حسد' عناد سے بلاتر ہوکر اسلامی دستاویزات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام زندگی مابعد الموت تمام امور میں ابن ادم کی رہنمائی کرتا ہے۔ اسلامی قوانین انسانی عظمت کے عکاس ہیں' آقا و مولیٰ' حاکم و محکوم' امیر و غریب' مرد و عورت' بڑے چھوٹے' کالے گورے' پڑھے ان پڑھ کے لئے یکساں ہیں اور اسی طرح مسلمانوں سے امان چاہنے والے کو اسلامی دستاویزات کے مطابق مکمل امان حاصل ہے۔

۳۔ ''معاہد'' کافر وہ ہیں جن سے کوئی عہد و پیمان ہو گیا ہو' ان کا ہم پر یہ حق ہے کہ ہم ان کا عہد اس مدت تک پورا کریں جو ہمارے اور انکے درمیان اتفاق سے طے ہوا ہے' جب تک وہ اس عہد پر قائم رہیں' اس میں کچھ کمی نہ کریں اور نہ ہمارے خلاف کسی کی مدد کریں اور نہ ہمارے خلاف طعنہ زنی کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴾

(۹/التوبہ : ٤)

''لیکن جن مشرکوں کے ساتھ تم نے عہد کیا پھر انھوں نے تمہارے حق میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد کی تو ان سے مقررہ مدت تک ان کا عہد پورا کرو، بلاشبہ اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

اور نیز فرمایا:

﴿ وَ اِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ﴾ (۹/التوبہ : ۱۲)

'' اور اگر وہ عہد کے بعد قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو کفر کے ان سرداروں سے جنگ کرو بے شک انکی قسموں کا اعتبار نہیں۔

۴۔'' ذمی ''تو مذکورہ اقسام میں سے انکے حقوق زیادہ ہیں (ذمی وہ غیر مسلم ہیں جو اسلامی ریاست میں رہتے ہوں)ان کے کچھ حقوق ہیں، تو کچھ ذمہ داریاں بھی ان پر عائد ہوتی ہیں۔کیونکہ مسلمانوں کے ملک میں زندگی بسر کرتے اور حمائت اور رعائت میں رہتے ہیں، جس کے عوض وہ جزیہ ادا کرتے ہیں، لہٰذا مسلمانوں کے حاکم پر واجب ہے کہ ان کے خون، مال اور عزت کے مقدمات میں اسلام کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے اور جس چیز کی حرمت کا وہ عقیدہ رکھتے ہیں ان میں ان پر حدود قائم کرے اور حاکم پر انکی حمائت اور اور ان کی ایذا دور کرنا واجب ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اُطْلُقُوْا ثَمَامَةَ))

'' ثمامہ کو کو چھوڑ دو''

تو وہ مسجد کے قریب ایک نخلستان میں گئے غسل کیا، پھر مسجد میں داخل ہوئے اور کہا

((اَشْهَدُاَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

(صحیح بخاری'المغازی:باب وفد بنی حنیفة وحدیث ثمامة بن اثال'رقم(٤٣٧٢)'مسلم :رقم (١٧٦٤)' سنن نسائی ' (١/١٠٩)مسند الامام احمد:(٢/٥٤٢)۔

عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ((مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَافَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

ابوایوب ﷺ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا'' جس نے والدہ اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈال دی روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اسکے اور اس کے چہیتوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔''

(جامع ترمذی 'البیوع:باب ماجاء فی کراھیة ان یفرق بین الاخوین (١٢٨٣)'دارمی (٢/٢٢٧)'مسند الامام حمد(٥/٤١٢)، وسندہٗ حسن۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن غریب، امام حاکم (٢/٦٣) نے مسلم کی شرط پر صحیح اور امام ابن حبان و حافظ ابن الملقن نے صحیح قرار دیا ہے۔(البدر المنیر :٦/٥١٩)

مندرجہ بالاقسم کے کافروں کے لیے اسلامی مملکت میں مکمل تحفظ وامان حاصل ہے،شرط یہ ہے کہ اسلامی شعائر کا تقدس کیاجائے ،کوئی ایسا اقدام نہ جائے جس سے اسلامی تشخص کو نقصان پہنچے۔

حقوقِ العباد کی تکمیل کیلئے سنہرے اُصول

اگر تمام مسلم اُمہ ان سنہری اصولوں پر عمل پیر ہو جائے تو معاشرہ مثالی معاشرہ بن جائے ،اور ہر طرف امن کا دور دورہ ہو ، اخلاق ،ہمدردی ، صلہ رحمی ،باہمی محبت کو فروغ حاصل ہو ،مغرب و مشرق ،شمال وجنوب کے تمام مسلمان آپس میں حقیقی بھائیوں کی طرح ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ سے ڈرو گے تو تم پر رحم کیا جائے گا

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

''یاد رکھو!مسلمان (آپس میں) بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرادیا کرو

اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔'' (۴۹/ الحجرات:۱۰)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھ سے ڈرو

﴿وَاِنَّ هٰذِهٖ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ﴾ (۲۳/ المومنون:۵۲)

'' اور یہ تمہاری امت تو ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو۔''

مومن کی نشانی

عَنْ أَنَسٍ ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ل((اَ يُؤمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَايُحِبُّ

لِنَفْسِهِ))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

(صحیح بخاری (۱۳)و صحیح مسلم(٤٥)

مسلمانوں کی پریشانی دور کرو

أَنَّ عَبدَاللّٰهِ بنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَخبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَلمُسلِمُ اَخُو المُسلِمِ لَايَظلِمُهُ وَلَايُسلِمُهُ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ اَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسلِمٍ كُربَةً فَرَّجَ اللّٰهُ بِهَا كُربَةً مِن كُرَبِ يَومِ القِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَومَ القِيَامَةِ))

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے ، نہ اس پر زیادتی کرتا ہے ،نہ اسے (بے یارو مددگار چھوڑ کر دشمن کے) سپرد کرتا ہے جو اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو ، اللہ تعالیٰ اسکی حاجت پوری فرماتا ہے۔ جو کسی مسلمان سے کوئی پریشانی دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی (بڑی) پریشانی دور فرما دے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی ،اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

(صحیح بخاری ، کتاب الظالم ، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه(٢٤٤٢):صحیح مسلم ، کتاب البرو لصلة ، باب تحریم الظلم (٢٥٨٠)۔

مسلمانوں کی آپس میں صلح کرایا کرو

﴿ وَاِنْ طَائِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَاَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾ (٤٩ /الحجرات : ٩)

''اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑیں تو ان میں صلاح کرادیا کرو۔''

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَیۡنِکُمۡ وَ اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴾

''سوتم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔''

مسلمان بھائی بھائی ہیں

حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان اور سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمادیا تھا پس سلمان رضی اللہ عنہ ایک روز اپنے بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لئے ان کے گھر گئے تو انہوں نے دیکھا کہ انکی اہلیہ اُم درداء رضی اللہ عنہا میلے کپڑے پہنے ہوئے تھیں، انہوں نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا تمہارے بھائی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا کی کوئی حاجت ہی نہیں اتنے میں ابو درداء بھی تشریف لے آئے اور انہوں نے اپنے بھائی سلمان کے لیے کھانا تیار کیا اور ان سے کہا تم کھاؤ، (وہ بولے میرا) تو روزہ ہے انہوں نے (سلمان) فرمایا میں تو اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک تم میرے ساتھ نہیں کھاؤ گے۔ چنانچہ انہوں نے نفلی روزہ توڑ کر ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ پھر جب رات ہوئی تو وہ نوافل پڑھنے لگے۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا ابھی سو جاؤ چنانچہ وہ سو گئے پھر تھوڑی دیر بعد اُٹھے آپ نے پھر روک دیا وہ پھر سو گئے جب رات کا آخری پہر ہوا تو سلمان نے ان سے کہا اب اُٹھ کر قیام کرو چنانچہ دونوں نے اُٹھ کر نوافل پڑھے پھر سلمان نے ابو درداء سے کہا یقیناً تمہارے رب کا تمہارے اوپر حق ہے، اور تمہارے گھر والوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے اس لیے ہر صاحب حق کو اسکا حق دو! پھر وہ ابو درداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور یہ سارا واقعہ بیان فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صَدَقَ سَلْمَانُ)) "سلمان نے سچ فرمایا"

(صحیح بخاری (۱۹۶۸)

کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو حقیر نہ سمجھے

﴿یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلاَ نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلاَ تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلاَ تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

(۴۹ / الحجرت:۱۱)

"اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے استہزاء نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں، دوسری عورتوں سے استہزاء کریں، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور اپنے مومن بھائیوں کو عیب مت لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارو، ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا اللہ کے حکم عدولی ہے، اور جو توبہ نہ کریں پس وہی ظالم ہیں۔"

کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں بری سوچ نہ رکھے

﴿یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾.

(۴۹/ الحجرات:۱۲)

"اے ایمان والو! زیادہ بدگمانی کرنے سے بچو اس لئے کہ بدگمانی گناہ ہے۔"

کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی جاسوسی نہ کرے

﴿وَلاَ تَجَسَّسُوا وَلاَ یَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ﴾ (۴۹ /الحجرات:۱۲)

''نہ بھید ٹٹولا کرو نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے تم کو اس سے گھن آئے گی اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

کوئی مسلمان کسی مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾ (٤٩/ الحجرات:١٢)

''اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے تم کو اس سے گھن آئے گی اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی دکھ درد پر خوشی کا اظہار نہ کرے

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾

''یاد رکھو! مسلمان (آپس میں) بھائی بھائی ہیں'' (٤٩/ الحجرات:١٠)

کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ مسلمانوں میں بے حیائی کو فروغ دے

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴾ (٢٤/النور١٩)

''بے شک وہ لوگ جو اہل ایمان کے اندر بے حیائی کے پھیلانے کو پسند کرتے ہیں ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔''

مسلمان پر اپنے مسلمان بھائی کی عزت اور مال و ملال کا تحفظ کرنا فرض ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَخُونُهُ وَلَا يَكْذِبُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى

الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ ،التَّقْوَى هٰهُنَا ،بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمِ))

'' مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اسکی خیانت کرتا ہے نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے (نہ اسے جھوٹا قرار دیتا ہے)نہ اسے بے سہارا چھوڑتا ہے،ایک مسلمان کی عزت، اس کا مال اور اسکا خون ،دوسرے مسلمان پرحرام ہے تقوی یہاں دل میں ہے کسی آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کوحقیر خیال کرے۔''

(صحیح مسلم :٢٥٦٤ ، سنن ترمذی :١٩٢٧، واللفظ له)

ایثار وقربانی

اہل ایمان کو اپنی ضرورت اور آرام وآسائش کے مقابلے میں اپنے مسلمان بھائیوں کی ضرورت اور آرام وآسائش کر ترجیح دی جائے ۔

﴿ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُ وا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ٥٩/ الحشر :٩)

'' وہ لوگ جوایمان لاکر دارالہجرت میں پہلے مقیم تھے ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان پاس آئے ہیں ،اور جو کچھ ان کو (مال غنیمت) سے دیا جائے اس کو اپنے دلوں میں کوئی خاص حاجت محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات پر دوسروں کوترجیح دیتے ہیں ، خواہ خود بھی محتاج ہوں ، جو لوگ اپنے نفس کی تنگی سے بچالیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں ۔''

حقوق العباد کی تکمیل میں حائل روکاوٹیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [الحجرات : ۱۰]

''مومن تو بھائی بھائی ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾

'' مومنوں پر نرم ہیں اور کافروں پر سخت۔'' [المائدہ : ۵۴]

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾

'' محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کافروں پر سخت ہیں، آپس میں مہربان۔''

[الفتح : ۲۹]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ،نہ باہم حسد کرو، نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ ،نہ آپس میں تعلق منقطع کرو اور اے اللہ کے بندو، بھائی بھائی بن جاؤ۔کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے (کسی مسلمان) سے تین دن سے زیادہ بول چال چھوڑے رکھے۔''

(صحیح بخاری ،کتاب الادب ،باب ما ینھیٰ عن التحاسد ۔صحیح مسلم کتاب البر

،بابالنهی عن التحاسد۔)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پیر اور جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں ،پس ہر اس بندے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے (کسی مسلمان) بھائی کے درمیان دشمنی ہو۔پس کہا جاتا ہے ان دونوں کو مہلت دی جائے یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں ،ان دونوں کو صلح کرنے تک مہلت دی جائے۔

(صحیح مسلم کتاب البر ،باب ما ینھیٰ عن الفحشاء و التھا جر ۔)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے ، ہر جمعرات اور سوموار کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں، اور آگے اسی طرح روایت بیان کی۔حسد کے حرام ہونے کا بیان اور یہ کسی صاحب نعمت سے زوال نعمت کی آرزو کرنے کا نام ہے، وہ نعمت دینی ہو یا دنیوی ،اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ﴾

کیا وہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس نعمت پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی۔

[النساء : ٥٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد سے بچو، اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے ۔یا فرمایا، خشک گھاس کو (کھا جاتی ہے)۔

ٹوہ لگانے اور دوسرے کے ناپسند کرنے کے باوجود اس کی بات سننے کی ممانعت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا تَجَسَّسُوا﴾

ٹوہ مت لگاؤ (یعنی مسلمانوں کے عیبوں اور کمزوریوں کو مت تلاش کرو)۔

[الحجرات:۱۲]

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيناً﴾

اور جو لوگ بغیر قصور کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں، پس انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔

[احزاب: ۵۸]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ اور عیبوں کی ٹوہ مت لگاؤ اور نہ جاسوسی کرو اور نہ دوسرے کا حق غصب کرنے کی حرص اور اس کے لیے کوشش کرو، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ باہم بغض رکھو، نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ، اور اے اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی بن جاؤ، جیسے اس نے تمہیں حکم دیا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے بے یارو مددگار چھوڑے، نہ اس کو حقیر سمجھے۔ تقویٰ تو یہاں ہے تقویٰ کو یہاں ہے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے۔ آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون، اس کی عزت اور اس کا مال حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہاری صورتوں کو، وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، باہم بغض نہ رکھو۔ جاسوسی نہ کرو، عیبوں کی ٹوہ مت لگاؤ محض دھوکہ دینے کے لیے بولی بڑھا کر مت لگاؤ، اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک دوسرے سے بول چال بند مت کرو اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔ یہ ساری روایات مسلم نے بیان کی ہیں اور ان میں سے اکثر باتیں امام بخاری نے بھی روایت کی ہیں۔

(صحیح بخاری ،کتاب النکاح ،و کتاب الوصایا، و کتاب الاکراہ ، و کتاب المظالم ،۔و صحیح مسلم ،کتاب البر ، باب تحریم ظلم المسلم و خذلہ۔)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرماتے تھے اگر تو مسلمان کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا تو تو ان کے اندر بگاڑ پیدا کرے گا یا قریب ہے کہ تو ان کے اندر فساد پیدا کر دے۔

(سنن ابی داود ،کتاب الادب ،باب النھی عن التجسس۔)

بلاضرورت مسلمانوں سے بدگمانی کرنے کی ممانعت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ﴾

اے ایمان والو! زیادہ بدگمانی کرنے سے بچو،اس لیے کہ بعض بدگمانی گناہ ہے۔

[الحجرات : ١٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بدگمانی سے بچو ،اس لیے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم ۔)

مسلمانوں کو حقیر جاننا حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَومٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْراً مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاء مِّن نِّسَاء عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْراً مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ

الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴾

''اے ایمان والو ،کوئی قوم کسی قوم سے استہزاء نہ کرے ،ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں ،دوسری عورتوں سے استہزاء کریں ،ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور اپنے مومن بھائیوں کو عیب مت لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارو ۔ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) اللہ کی حکم عدولی ہے ،اور جو توبہ نہ کریں ،پس وہی لوگ ظالم ہیں ۔''

[الحجرات : ۱۱]

نیز فرمایا: ہر اس شخص کے لیے خرابی ہے جو طعنہ زنی کرنے والا ،عیب جو اور چغل خور ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے ۔

(صحیح مسلم)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی کبر ہوگا ،تو ایک آدمی نے عرض کیا ،ایک آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو ،اسکی جوتی اچھی ہو (کیا یہ بھی کبر ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے ۔کبر ،حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان ،باب تحریم الکبر و بیانہ۔)

سیدنا جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی نے کہا، اللہ کی قسم ! اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو نہیں بخشے گا ،تو اللہ عزوجل نے فرمایا، کون ہے جو مجھ پر اس بات کی قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کو نہیں بخشوں گا؟ بے شک میں اس کو بخش دیا اور میں نے تیرے عمل برباد کر دیئے۔

(صحیح مسلم ،کتاب البر ، باب النهی عن تقنیط الانسان من رحمة الله۔)

مسلمان کی تکلیف پر خوشی کا اظہار کرنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرماتا:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾

مومن تو بھائی بھائی ہیں۔

[الحجرات : ١٠]

نیز فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾

”بے شک وہ لوگ جو اہل ایمان کے اندر بے حیائی کے پھیلانے کو پسند کرتے ہیں، ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“

[النور : ١٩]

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے (مسلمان) بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار نہ کرو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ اللہ تعالیٰ اس پر تو رحم فرما دے اور تمہیں آزمائش میں ڈال دے۔

(سنن ترمذی ، ابواب صفة القیامة ،باب لا تظهر الشماتة لأ خیك فیعا فیه الله و یبتلیك۔)

شرعی طور پر ثابت نسب میں طعن کرنا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيناً﴾

" اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں ، انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔"

[احزاب : ٥٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں جو ان کے کفر کا باعث ہیں ،نسب میں طعن کرنا اور فوت شدہ پر بین کرنا۔

(صحیح مسلم ، کتاب الا یمان ،باب اطلاق اسم الکفر علی الطعن......)

جعل سازی اور دھوکہ دہی کی ممانعت کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيْناً﴾

" اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں ، انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔"

[احزاب : ٥٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ہم پر ہتھیار اٹھائے ،وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں اور جو ہمیں دھوکہ وفریب دے ، وہ ہم میں سے نہیں ۔

(صحیح مسلم ،کتاب الایمان ،باب من حمل علینا السلاح ،و باب من غشّنا فلیس منا ۔)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے ، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلے کے ایک ڈھیر پر سے گزر ہوا ،پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ہاتھ داخل کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں تری محسوس کی ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے غلے والے !یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول ! اسے بارش پہنچی ہے ۔آپ نے فرمایا ،تو تو نے اس (بھیگے ہوئے حصے) کو غلے کے اوپر کیوں نہ کر دیا ،تا کہ لوگ اسے دیکھ لیں (یاد رکھ) جس نے ہم سے دھوکہ کیا وہ ہم میں

سے نہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خریداری کی نیت کے بغیر بولی میں اضافہ مت کرو۔

(صحیح بخاری، کتاب البیوع و کتاب الشروط۔ و صحیح مسلم، کتاب کتاب البیوع، و کتاب البر۔)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دھوکہ دینے کی نیت سے قیمت بڑھانے سے منع فرمایا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب النجش۔ و صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب النهی عن النجش۔)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا کہ وہ خرید و فروخت میں دھوکہ کھا جاتا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس سے تو سودا کرے تو یہ کہہ دیا کر کہ دھوکہ نہیں ہونا چاہیے۔

(صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب ما یکرہ من الخداع۔ و صحیح، مسلم، کتاب البیوع، باب من یخدع فی البیع۔)

بدعہدی کے حرام ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾

"اے ایمان والو، عہدوں کو پورا کرو۔" [المائدہ : ۱]

نیز فرمایا:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُولًا﴾

عہد کو پورا کرو، اس لیے کہ عہد کی بابت پوچھا جائے گا۔

[نبی اسرائیل ۔ : ۳۴]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، چار

خصلتیں ہیں جن میں وہ ہوں گی وہ منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب کوئی عہد کرے تو بے وفائی کرے اور جب کسی سے جھگڑے تو خوب لڑے اور بدزبانی کرے۔

(صحیح بخاری ۔و صحیح مسلم ۔)

سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عمر، سیدنا انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت والے دن ہر عہد توڑنے والے کے لیے ایک جھنڈا ہوگا، کہا جائے گا کہ یہ فلاں کی بدعہدی (کا نشان) ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجھاد، باب اثم الغادر ۔صحیح مسلم، کتاب الجھاد، باب تحریم الغدر ۔)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر عہد شکن کے لیے قیامت والے دن، اس کی سرین کے پاس ایک جھنڈا ہوگا، اسے اس کی بدعہدی کے تناسب سے بلند کیا جائے گا، سنو! عام لوگوں کے امیر و حاکم کے عہد کو توڑنے والے سے بڑا عہد شکن کوئی نہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الجھاد، باب تحریم الغدر۔)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، تین آدمی ہیں جن سے قیامت والے دن میں خود جھگڑوں گا، ایک وہ آدمی جس نے میرے نام سے عہد کیا، پھر اسے توڑ دیا، دوسرا وہ آدمی جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھالی اور تیسرا وہ آدمی، جس نے اجرت پر ایک مزدور حاصل کیا، پس اس سے اپنا کام تو پورا لیا، لیکن اسے اس کی اجرت نہیں دی۔

(صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حُرًّا۔)

فوائد:

عہد و پیماں پورا کرنے سے باہمی اعتماد کو فروغ ملتا ہے، محبت و مروت کے جذبہ کو تقویت حاصل ہوتی ہے، بھائی چارے اور رواداری کی خوشبو معاشرے کے خوبصورت باغ کو لہلہاتی اور مہکاتی ہے۔ اور جہاں عہد و پیماں کو مکمل نہ کرنے کا فقدان ہو، وہاں بداعتمادی اپنی جڑیں مظبوط کر لیتی ہے۔

نہ آتے ہمیں اس میں تکرار کیا تھی
مگر وعدہ کرتے ہوئے عار کیا تھی

عطیہ وغیرہ دینے کے بعد احسان جتلانے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾
''اے ایمان والو! احسان جتا کر اور تکلیف دے کر اپنے صدقے ضائع مت کرو۔''
[البقرة : ١٦٤]

اور فرمایا:

﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى﴾
''وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر خرچ کرنے کے بعد نہ جتلاتے ہیں اور نہ تکلیف پہنچاتے ہیں۔''
]
البقرة : ٢٦٢ [

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین آدمیوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ کلام کرے گا، نہ (رحمت کی نظر سے انہیں دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہوگا، راوی بیان کرتے ہیں۔ رسول

اللہ ﷺ نے یہ کلمات تین دفعہ ارشاد فرمائے ۔سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا وہ نامراد ہوئے اور گھاٹے میں رہے ،یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا ،احسان کر کے احسان جتلانے والا اور اپنا سامان جھوٹی قسم کے ذریعے سے بیچنے والا۔

(صحیح مسلم ،کتاب الایمان ، باب غلظ تحریم اسبال الازار،والمن۔)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اپنی ازار کو نیچے لٹکانے والا ۔یعنی اپنی شلوار ،پاجامے اور کپڑے کو تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔

فخر کرنے اور ظلم و زیادتی کے ارتکاب سے ممانعت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى﴾

”تم اپنی بابت پاکیزگی کا دعویٰ مت کرو،تم میں سے جو پرہیز گار ہیں ان کو وہ خوب جانتا ہے۔“

[النجم : ٣٢]

نیز فرمایا:

﴿إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰئِكَ لَهُم عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [شوریٰ : ٤٢]

”بے شک ملامت کے لائق وہ لوگ ہیں جو لوگ میں ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں،یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

سیدنا عیاض بن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے میری طرف اس بات کی وحی فرمائی ہے کہ تم عاجزی اختیار کرو ،یہاں تک کہ کوئی کسی پر ظلم نہ

کرے اور نہ کوئی، کسی دوسرے کے مقابلے میں فخر کرے۔

(صحیح مسلم ،کتاب الجنة ،باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا اهل الجنة ۔)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جب کوئی آدمی یہ کہے کہ لوگ تباہ ہو گئے ،تو وہ ان میں سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہے۔

(صحیح مسلم ،کتاب البر و الصلة ،باب للنهی عن قول هلك الناس ۔)

تین دن سے زیادہ مسلمانوں کے آپس میں بول چال بند رکھنے کے حرام ہونے کا بیان

البتہ بدعتی شخص سے یا علانیہ فسق و فجور کے مرتکب وغیرہ سے ترک تعلق جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات : ۱۰]

"مومن تو بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو (لڑے ہوئے) بھائیوں میں صلح کرا دو۔"

نیز فرمایا:

﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

"گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

[المائدہ : ۲]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم ایک دوسرے سے تعلقات منقطع نہ کرو ،نہ ایک دوسرے سے منہ موڑو، (پیٹھ دکھاؤ) نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو، نہ آپس میں حسد کرو ،اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال بند رکھے۔

(صحیح بخاری ،کتاب الادب ،باب ما ینهی عن التحاسد و التد بر ،و باب الهجرة ۔ وصحیح مسلم ،کتاب البر ، باب النهی عن التحاسد ۔)

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین راتوں سے زیادہ تعلق منقطع رکھے، دونوں کا آمنا سامنا ہو تو یہ اس سے اور وہ اس سے منہ پھیرے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الهجرة، و کتاب الاستئذان، و صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الهجر فوق ثلاث۔)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر سوموار اور جمعرات کو (بارگاہ الٰہی میں) اعمال پیش کیے جاتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کے (صغیرہ) گناہ معاف فرما دیتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو۔ سوائے اس شخص کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان دشمنی اور کینہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ صلح کر لیں۔

(صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة و الجنة و النار، باب تحریش الشیطان۔)

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق منقطع رکھے۔ پس جو شخص تین دن سے اوپر تعلق منقطع کیے رکھے گا اور اسی حالت میں اسے موت آ گئی تو وہ جہنم میں جائے گا۔ (اسے ابو داود نے شرط بخاری کی سند پر روایت کیا ہے)

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فیمن یهجر أخاه المسلم۔)

تیسرے آدمی کی اجازت کے بغیر، دو آدمیوں کا باہم سرگوشی کرنا منع ہے۔ مگر بوقت ضرورت ایسے رازدانہ انداز میں باتیں کرنا کہ وہ ان کی باتیں نہ سن سکے، یہ جائز ہے اور اسی مفہوم میں یہ بھی ہے کہ دو آدمی ایسی زبان میں گفتگو کریں کہ وہ اسے نہ سمجھ سکے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ﴾ [مجادله : ١٠]

"سرگوشی کرنا تو شیطان کی طرف سے ہے۔"

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تین آدمی ہوں ،تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔

(صحیح بخاری ،کتاب کتاب الاستئذان ،باب لا یتنا جی اثنان دون الثالث ۔و صحیح مسلم ،کتاب السلام ،باب منا جاۃ الاثنین دون الثالث ۔)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم تین آدمی ہو،تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں ،یہاں تک کہ تم لوگوں میں مل جل جاؤ۔اس لیے کہ ایسا کرنا اس (تیسرے آدمی) کو غمگین کر دے گا۔

(صحیح بخاری ،کتاب الاستئذان ،باب اذا کانو ا أکثر من ثلاثہ فلا بأس ۔ و صحیح مسلم ،کتاب السلام ،باب تحریم منا جاۃ الاثنین دون الثالث۔)

کسی کی بے جا تعریف نہ کی جائے:

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کی (بے جا) تعریف کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ویحک قطعت عنق صاحبک)) تیری خرابی ہو تو نے (تعریف کر کے) اپنے ساتھی کی گردن کاٹ کر رکھ دی ۔تو نے تو اپنے ساتھی کی گردن کاٹ کر رکھ دی ۔کئی مرتبہ(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ان کان احد کم مادحا لا محالۃ فلیقل احسب کذاو کذا......))

"تم میں سے جو شخص لازماً اپنے بھائی کی تعریف کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ یوں کہے کہ فلاں شخص کو میں ایسا سمجھتا ہوں لیکن اس کی اندرونی حالت کا حساب لینے والا اللہ تعالی ہے اور میں اللہ کے سامنے کسی کی پاکیزگی بیان نہیں کرتا ہے اور میں اس کو ایسا سمجھتا ہوں (بشرطیکہ وہ اس میں وہ خوبیاں جانتا ہو۔)"

[صحیح البخاری کتاب الادب ،باب مایکرہ من التمادح:٦٠٦١]

تین برے کام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ثَلٰثَةٌ لَا يَنظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ))

''قیامت کے دن اللہ تعالی تین شخص کی طرف نہ تو (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

① جس کے پاس راستے میں ضرورت سے زائد پانی موجود ہے لیکن وہ مسافر کو نہ دے۔

② جو شخص کسی خلیفہ سے بیعت دنیاوی مفاد کے پیش نظر کرتا ہے اگر وہ اسے کچھ دے تو راضی ہو جائے اگر نہ دے تو ناراض ہو جائے۔

③ جو شخص عصر کے بعد اپنا سامان تجارت کے لیے رکھے ہوئے ہو اور کہے اللہ کی قسم مجھے تو اس سے اتنے اتنے پیسے ملتے ہیں، خریدار اس کی بات کو سچ مان لیتا ہے (حالانکہ وہ جھوٹ بول رہا ہوتا ہے) پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾

(آل عمران: ۷۷)

''جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعے تھوڑی قیمت خریدتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اور اللہ تعالی ان سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف (رحمت کی نظر سے) قیامت کے دن دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔''

[صحیح البخاری کتاب المساقات، باب اثم من منع ابن السبیل من الماء: ۲۳۵۸]

دوسروں کو تبلیغ اور از خود عمل نہ کرنا:

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں جھونک دیا جائے گا اس کی آنتیں جہنم میں جا کر پیٹ سے باہر نکل آئیں گی پھر وہ اپنی آنتوں کے گرد اس طرح گھومے گا جیسے گدھا چکی کے ارد گرد گھومتا ہے جہنمی لوگ اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور اس کو کہیں گے اے فلاں! کیا تو (دنیا میں) نیکی کا حکم اور برائیوں سے منع نہیں کیا کرتا تھا؟ ہاں ٹھیک ہے میں تمہیں تو نیکی کا حکم دیا کرتا تھا، لیکن خود میں نیکی نہیں کرتا تھا اور تمہیں برائیوں سے منع کرتا تھا۔

[صحیح البخاری کتاب الفتن ،باب التی تموج......٧٠٩٨]

فوائد:

ہمارے معاشرے میں یہ بیماری باکثرت پائی جاتی ہے، جس کو دیکھو وہ خود کو ایک ماہر 'چالاک' باعلم اور باعقل ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کسی بھی صاحب کے سامنے جب کوئی مسئلہ بیان کیا جاتا ہے تو وہ بڑھ چڑھ کر عقلی و نقلی دلائل کے انبار لگا دیتا ہے، مسئلہ عوامی ہو یا سیاسی 'دینی ہو یا دنیاوی' معاشی ہو یا معاشرتی تمام امور پر مثبت یا منفی رائے دینے والے موجود ہیں۔

تربیت عام تو ہے جوہر قابل ہی نہیں
جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گل ہی نہیں

اگر ہمارے معاشرے میں فقدان ہے تو عمل کا عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی ،انسان کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر شرف بخشا ہے ،ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر عمل پیرا ہو کر لوگوں کی اور اپنے اہل وعیال کی اصلاح کرے اسی میں حقیقی خیر اور بھلائی ہے اللہ تعالیٰ کتاب وسنت پر عمل ہونے کی توفیق

عطا فرمائے، یہ کتاب ''اسلام میں حقوقِ انسانی'' بحمداللہ تعالیٰ مکمل ہوچکی ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہمارے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔

❁......❁......❁

صبح روشن کی دیگر کتب

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف
1-	ایمان بچائیے	ڈاکٹر عبدالرحمٰن العریفی
2-	انبیائے کرام کا بچپن	عبدالوارث ساجد
3-	ہلاکت خیز غلطیاں	الشیخ جمیل احمد زینو حفظہ اللہ
4-	سنتیں جو چھوڑ دی گئیں	عبدالمالک القاسم
5-	آزادی کی قیمت	عبدالوارث ساجد
6-	کشمیر کہانیاں	عبدالوارث ساجد
7-	بحرِ بے کنار (افسانے)	سدرہ سحر عمران
8-	سمندر میں لاش (بچوں کیلئے اسلامی اور تاریخی کہانیاں)	عبدالوارث ساجد
9-	انوکھا فاتح (بچوں کیلئے اسلامی اور تاریخی کہانیاں)	عبدالوارث ساجد
10-	غدار کا انجام (بچوں کیلئے اسلامی اور تاریخی کہانیاں)	عبدالوارث ساجد
11-	کسریٰ کے کنگن (بچوں کیلئے اسلامی اور تاریخی کہانیاں)	عبدالوارث ساجد
12-	مردے کی گواہی (بچوں کیلئے اسلامی اور تاریخی کہانیاں)	عبدالوارث ساجد
13-	ویلنٹائن ڈے	عبدالوارث ساجد
14-	اپریل فول	عبدالوارث ساجد
15-	جاسوسی کہانیاں	(زیرِ طبع)
16-	اسلام میں تصورِ مزاح اور مسکراہٹیں	عبدالوارث ساجد
17-	روشن ستارے	عبدالوارث ساجد
18-	ذکر و دعا (روزمرہ کی دعاؤں کا مجموعہ)	محمد یوسف جھکڑ

حقوقِ انسانیت
اسلام کی نظر میں
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
0321-4275767, 0300-4516709